مَن دَمَعَت عیناہ بقتل الحسین ؑ دمعۃً بوّأہ اللہ الجنۃ

رسالہ شریفہ و عجالہ لطیفہ قاصم ظہور مخالفین کا
اتفاق معاندین دربارۂ عزاداری سبط ختم المرسلین ہے
بزبان اردو سلیس بعبارات لطیف مسمیٰ بہ

الدمع المصفوق لمانع البکاء علی سبط الرسول

از تصنیفات حامی دین ناصر شرع متین متورع و عالم
عامل فاضل کامل جناب مولوی سجاد حسین صاحب
مدظلہ العالی علی رؤس المؤمنین

در مطبع اثنا عشری باہتمام کمترین سید عابد علی طبع شد

~~روزِ اوّل از شنبہ [illegible] - ۱۲ - [illegible]~~

خداوندا میری حاجت اوّل تو مجھکو معلوم ہی ہے جلد بر لا شاید
حاجت اوّل بر آنے سے حاجت دوم حاصل ہو جائے کیونکہ دنیا
طامع ہے - خداوندا اب حاجت دوم کی آگ جو ایک
مدت سے میرے سینہ میں بھڑک رہی ہے اب اوسکا چارہ
مجھ سے نہیں ہو سکتا ہے افسوس یہ اپنا راز دل
کس سے کہوں خداوندا جو میری اس آتش کو بجھا سکے خداوندا
تو وہ ہے کہ آتش جہنم کو بجھا سکتا ہے افسوس اس آتش کو کون
بجھانے والا ہے اور اس آتش کی حالت کسکو معلوم ہے
بجز میرے اور ایک جانتا ہے یا خدا جانتا ہے ہاں وہ میرا کون
دوست ہوگا جو میری اس آتش اور اس درد کو بجھا کر مجھکو
اپنا غلام تمام عمر کے لیے بنا لیگا مگر یہ میرا خیال خام ہے
خداوندا [illegible] ایسے لوگوں کا [illegible] [illegible] کا تو وہی میرا [illegible]
[illegible]

بعون شافی مطلق و توفیق حکیم برحق

رسالہ شریفہ و عجالہ لطیفہ قاصم ظہور مخالفین و کاسر
اعناق معاندین دربارہ عزاداری سبط ختم المرسلین
بزبان اردو سلیس و عبارت لطیف مسمی بہ

الدمع المصقول لمانع البکاء علی سبط الرسول

از تصنیفات حامی دین ناصر شرع متین متورع
و عالم عامل فاضل کامل جناب مولوی سجاد حسین صاحب
مدظلہ العالی علی رؤس المومنین

در مطبع اثنا عشری باہتمام سید عابد علی تاجر کتب مطبوع گردید

بسم الله الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی افاض شؤبوب الایادی والصلات ۔ وما غاض تهتان الرفد وهمیان الهبات
علی من قاسی فی سبیله الکرائب والنکبات ۔ ووافق طاعته الصفة الموهوب والافات بل قال
فی کتابه الذی لیس فیه الا المحکمات لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات ۔ فاسبل علیه غطاء
العطاء ۔ واسبغ الحباء من غیر حباء ۔ والذی هو المدعو بحسین الاولیاء وبطحو سبیع الندی وفخر الجدی
والصلوٰة علی من نصح بالحق الصادع ۔ وطحطح الباطل الخادع ۔ ونجانا عن السعیر المحتدم والزفیر ۔ وحذرنا عن
الشر والمنکر ۔ والسلام علی الائمة المعصومین الهادین ۔ الذین هم دعائم الدین ۔ لا سیما علی من
جرعه قضاه کالشاغیة ۔ فی الحرارة والحرارة ۔ ورکب لنساؤه علی قتب الرغاية ۔ جابت مفازة بعد
مفازة ۔ الذی جاد بنفسه من السیف ۔ فی معمعان الحیف ۔ وخضب وشابه القشیب بدمه
من حد الجراز القضیب ۔ والرمح الخضیب ۔ وبعکره القوم بعضب علی الرضا ۔ فی الشدة والرخا
فسحت بذکره الدموع ۔ وجرت المدامع بالهموع ۔ الا بکت السماء علی الحسین ۔ وناحت قوم
جن باثیاب ۔ قد صاح المهواتف بالطراق ۔ فعیل الاصطبار بلا ارتیاب ۔ اینن للمحب علی الرزایا
وعبرة عینه فی الانصباب ۔ اما بعد فقیر کمترین سجاد حسین حرسه الله عن آفات الدارین

و ثبت اقدامہ فی اتباع الثقلین بلند شہری مولٰنا و کربلائی مدفننا النشاء اللہ تلمذ کے
نسبت اوس فخر جہاندار و اوستاد اساتذہ سی رکہتا ہے جسکے لیاقت علمیہ مین
اہل علوم مسلم و مشہور ہے فضل کا شہرہ نزدیک و دور ہے اور جسکو معقول مین اگر کمال ہے
تو منقول مین بھی دخل تام ہے جسکا فیض ہر مخالف و موافق پر عام ہے یہ علم مین فرد
فضل مین کامل یہ عارف شرع و عالم و عامل یہ مدرس بے عدیل یہ فقیہ بے بدیل یہ دکا یکتا
تقدس مین سب کے استاد سراپا اتقا یہ ناظم فصیح اللسان یہ ناثر خوش بیان یہ تورع مآب
تقوی ایاب یہ واعظ خوش تقریر یگانہ و بے نظیر نور حدیقہ سیادت نور حدیقہ شرافت گل گلشن
جعفری نونہال دوحہ حیدری اعنی استادی مولوی السید عباس حسین صاحب
دہلوی مولدا وجارچوی موطنا کہ جو مومنین کے لئے خدا کیجانب سی ایک نعمت
عظمی اور موہبت کبری ہین یہی محمد و ال محمد انکا سایہ سب کے سر پر قایم رکہے اور فیض علم
دائم اس نعمت پر بھی ہم خدا تعالی کا دل و جان سے شکر بجالاتے ہین پہ سچ ہے
کہ ایسی ایسے ہے مقدس فرقہ اثنا عشریہ کی عقیدت بتاتے ہین یہ اور کیونکر
اتنا کمال حضرت کو حاصل نہ ہو کہ جناب موصوف علامہ اوحد فہامہ ملک سیرت
خوش صورت اسعد معارک علم و کمال استاد یگانہ عدیم المثال عالم ترتیل و تجوید
حافظ قران مجید اتیۃ اللہ فی العالمین نائب ائمہ معصومین جناب حافظ قاری
مولوی السید جعفر علی صاحب لازالت شموس افاضتہ علی روس الاستفادۃ بازغتہ
و بدور افادتہ طالعتہ کے ولبند اور تلمیذ رشید ہین جناب کی ذات مستغنی عن
الصفات ہے اگر یہہ کہین کہ فرشتہ فی لباس بشری پہنایا ہے خدا نی جامہ انسان
قبا اس دنیا علیحدہ کرکے روح پاک کو پہونچا کو تو شاید بعید نہو تمام ہندوستان کے
قصبوں اور شہروں مین بہت کم ایسے مقام ہونگے جہان حضرت کا فیض نہ پہونچا ہو

ایک دو فاضل مستعد پیدا ہی جاوین جسکو پڑہا یا گویا فضیلت بتادی صراط مستقیم
دکہادی تلامذہ کا باکمال ہونا اُنکی تبحر کی دلیل ہے الحاصل مجہہ سا ناکارہ بندہ
سراپا عیبون سے آگندہ بہی اُنہیں دونون جنابون کے توجہہ سے اہل علم کی خدمت کے
قابل ہوا اپنی لیاقت اور علمیت پر فخر نہین کرتا ہان نسبت استادی سے فخر ہے
فیض جناب سے کہ مین بہی سلسلہ تلامذہ مین داخل ہوا بہر حال سہ گرچہ خورد یم نسبتی
است بزرگ * ذرۂ آفتاب تابانیم * اب خدمت مصنفین و محققین برمکین مین کچہہ
التماس کیا چاہتا ہون کیا تعجب ہے اگر بنظر انصاف نظر فرماوین تو معرض قبول مین
لاوین کیونکہ انصاف دینداری کے لئے ایک جزو اعظم ہے اور مین مصنفین ہی
کے لئے یہہ چند اوراق لکھتا ہون غیرون کے توجہہ اور غور کی امید نہین رکھتا ہون
ای پڑہنے والے اس رسالہ کے جب تو اسکو پڑہے تو اول اپنے دل سے
اعتساف اور تعصب کو اٹہا کے تہوڑی دیر کے لئے علحدہ رکہدے اور نظر حق
اور صدق سے اسکا ملاحظہ کر شاید کہ خدا تجکو کوئی بات پسند کرا دے اور حق وہی
تو اوسکو حق سمجہی مان جاوے مین بہی حسنات مین داخل ہون تو بہی ثواب کی
لذت پاوی پس دل دیکر سن کہ یہہ زمانہ مختلف خیالات مین گرفتار ہے ہم اُسی
اقوال سے تمہید بیان کرتے ہین آج کل بعض اشخاص قائل ہین کہ حالت موجودہ
زمانہ کی نہایت ترقی پر ہے مین بہی اگر اس رائے پر اتفاق کرون اور درست
جانون تو کچہہ بیجا نہین ہے مگر اس قاعدہ کو مانکر اس جانب رجوع کرون گا کہ
مطلق ترقی سے نفع مقصود ہین یا نہین ہین کہ لوگون کا صعود نیکی اور بہتر ہے مین ہو
بلکہ اس صورت مین ہر چیز کی افزائش مانون گا وہ شی نیک ہو یا بد کیونکہ یہہ اچہی ہے
اور دنیا کی پہلے کب تہی کہ جس چیز کو جی چاہا وہ کرنی لگے جس قدر کو طبیعت نے پسند کیا

اوسی ہیبت بھرنے لگے لیکن اب حرام وحلال سے دل شاد ہونا نئی ملت سے
آزاد ہونا باوجود بے علمی کوس لمن الملک بجانا سیکڑون اختلاف قدیم وجدیدین
کر دکھانا ایک سچا اسلام اور ہیبت ایمان گنا جاتا ہے ہر شخص نئی طرح سے اپنا رنگ
جماتا ہے اور اصل یہہ ہے کہ زمانہ مین ترقی ہو یا تنزل اسی بحث نہین ہان
یہہ بات تو علی العموم ہر فرقہ اور قوم بلکہ ہر متنفس مین الا ماشاء اللہ پائی جاتی ہے
کہ اپنی جودت طبع سے ضرور کچھہ نہ کچھہ اختلاف علاوہ دنیا کے دین مین ظاہر کرتا ہے
جیسی صاحبان اپنی تصنیف مین نام لکھاوے یا لوگون مین عالم متوقد کہلاوے
عجیب حالت ہی باوجود دعوی اسلامیت کی کوئی تو اپنی زعم باطل مین قرآن کی تشریح کا
قائل ہی کوئی احادیث کی جرح پر مائل ہے کسی کے نزدیک شرک پاک ہے کوئی
اور ہی طرح سے بیباک ہے کسی نے اپنی رائے کو رسول کی ہدایت مانا خواہش
نفس کو مقتضائے حقیقت جانا اگر زید کے نزدیک ابطال شریعت سہل ہے تو عمرو کے
آگے علم دین جہل ہے بات کی پیروی انصاف سے اور طلب حق عین اعتساف ...
اگر کوئی مزے دار غذائین لذیذ دوائین کہا کہ ایمان سے بے خلاف ہے تو کوئی
اپنے نزدیک اہل کتاب کی تشبیہ سے پاک و صاف ہے کوئی آیات کی تفسیر
اپنی رائے سے کرتا ہے کوئی تقلیدا نہ تحقیقا اس خود رائے پر سچی اسلام کا دم بھرتا ہے
کسی نے علم و [illegible] کہا و کیا اپنا دین و ایمان برباد کیا کسی نے تھوڑی سی تشریح مین
پیروی [illegible] کی گئی اور کسی کو کہو یا مفت مین سر پر خرابی لی [illegible] کو [illegible]
اگر کسی نے تصنیف پر کمر باندھی تو عجب کہانی گڑھی کہ جسکو صفت ہی [illegible] اپنی [illegible]
تراشا اور لوگون کو سنا کر خیالی پلاؤ کھلایا سبز باغ دکھایا اگر کوئی روایت نقل
تو اوسکی صفائی کو اپنی کلام آپ سے خوب خوب درست کیا موافق مطلب

جو چاہا سو لکھدیا بقصد اعتراض و طعن سے رشک متن مطہر و اعتبار بنایا اور گھٹائے مضامین کے
عوض عبارت کو بڑھایا ہیچ ہے کہ جب خرابی واقع ہونیکو ہوتی ہے تو دل اختلاف پر آتا
ظاہر ہے کہ ان خود بینون اور کجرائیوں کا یہہ نتیجہ ہوا کہ ایک دین کی شعبی اور شاخین نکلکر
ہزار ہوگئیں مگر بالبداہت یہ ہیچ ہے کہ یہہ سب فرق حق نہ ہوسکین گے ورنہ جہوٹ اور سچ برابر ہوگا
حق و باطل مین اتحاد سراسر ہوگا بینا نابینا ایک ہونگے نیک بد اور بد نیک ہونگے نیکیا کا
اور ہی رنگ ہے غلط کا نیا ہی ڈہنگ ہے اور یہہ بہی ضرور ہے کہ شریعت اسلام
نبی آخر الزمان کی حدیث اور خدا کی کتاب کے تابع ہے جو ایک راہ کی سوا کجراہی تک کے
مانع ہے آخر وہ ایک ہی ہے پس جب ایک ہی ہے تو ان دنیا جہان کے سب فرقون مین سے
ایک فرقہ سچا ہوگا اور سب اپنی مثلون سے اچہا ہوگا اور یہی مآل کار حدیث نبوی کا
صریح ہے حدیث بہی متفق علیہ ہے صحیح ہے پس وہ فرقہ جو حسب احادیث رسالتمآب
ناجی اور جنتی ہے شیعیان علی کا فرقہ ہے بتصریح اسکی کتب اہلسنت وغیرہ مین بہی مسطور ہے
علاوہ اسکے کہ کتب حقہ مین بدلائل و براہین ماثور ہے مقام پر ہم دلائل حقیت بوجہ خلاف
ما نحن فیہ نہین بیان کرسکتی اور کچہہ ضرورت بہی نہین کیونکہ بفضلہ تعالے ہر ہر مسئلہ کے
تحقیق اور تنقید مین سیکڑون کتابین باسوط تصنیف ہوگئین ہین طالب اونکے جانب رجوع
کرسکتا ہے لیکن چونکہ ہر فرقہ اپنی برات اور حقیت کے لئے اپنا حفظ النفس صد ہا طرح سے
کرتا ہے اور غیر پر اعتراض اور شبہات کرکے نشاط خاطر سے دامن مراد بہرتا ہے اور خصوصا
حق بات تو اکثر اوقات بہت ہی کہٹکا کرتی ہے نشانہ ہزارہا اوہام باطلہ اور افکار
غیر صائبہ کا بنتی ہے پس اس فرقہ حقہ شیعہ اثنا عشریہ پر بہی اکثر فرق نے شکوک وارد کئے
اور کرتے ہین اور علماء شکر اللہ سعیہم نے جواب باصواب سے اونکو دفع فرمایا جسے
الحق یعلو ولا یعلی کا مضمون ظہور مین آیا سب گذر گئے مین بہی اسوقت سکے اوس تر سے

اعتراض اور شک کی تحریر جواب و تحقیق صواب مین متوجہ ہون جو فی زماننا عام اور خاص
اہلسنت اس فرقہ حقہ پر کرتے ہین یعنے عزاداری ماہ محرم مین امام حسین کی کرنا
اور تعزیہ طریقہ متعارفہ سے بنانا مذہب ولا اثنا عشریت مین کیا حکم رکہتا ہے فی الحقیقت
اس بارہ مین کوئی پوری کتاب کافی و وافی ایسی نہین جو تمام عوام اور ہم ظلمون کی
اچہی طرح سے حاجت پوری کردی اگرچہ علماء نے اسمین بہی بہت کچہہ تحریر فرمایا ہے
مگر متفرق اور متنوع طور پر جیسا جسنے پوچہا ویسا بتادیا ابہی تہوڑا عرصہ ہوا کہ میرے
استاد جناب **مولوی السید عباس حسین صاحب** اسی بارہ کے ایک استفتا
مین جو **مولوی محمد ابراہیم** تلمیذ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی اہلسنت کے
طرف سے تہا رسالہ **حسام عباس** خوب تحریر فرما چکے ہین لیکن اسمین بہی وہی
امور قلم فیض رقم سے مترشح ہوئی جو مستفتی نے پوچہی تہی لہذا اس ہیچمدان نے چاہا
کہ اگرچہ بعد ان لوگون کے لکہنا سوء ادبی ہے لیکن اسکو بعد تحصیل اجازت
کرکے اور امید عفو ولمیں تحکم سمجہہ کے ایک رسالہ ایسا لکہنا چاہئے کہ جو اکثر شکوک
عزاداری کے رفع پر مبنی ہو اور رسالہ ہی یہہ بہی خیال ہوا کہ ان اوراق کو اپنے
ملک کی عام زبان اردو مین لکہتا کہ بمصداق **کلموا الناس علی قدر عقولہم**
بہی ٹہیک ہوے اور حضرات عوام کو مرغوب دوسرے اس تحریر کا باعث اکثر احباب
سلمہم اللہ رب الارباب بہی ہوئی مین نے بہی اونکی راے صائب جانی اور اونکا
فرمایش مناسب سمجہی یہہ مسائل جنکو مین لکہتا ہون کسی خاص سوال اور استفتا
پر رکہہ کر نہین لکہی گئے کیونکہ اگر ایک ہی کا جواب لکہتا تو اوسمین بعض امور تو
محض بے سود واقع ہوجاتے اور بعض جو میری مد نظر ہین رہ جاتے یہہ پہلی صورت تو یہہ تہی
کہ اگر کسی صاحب کی تحریر پیش نظر رکہتا تو اول تو عبارت کا سقم اور سہو پر تنبیہ

تحریر و نثر دونون کو بہ زیادتی یا الفاظ بیہودہ و غلاظت کی نسبت دو چار سطرین ضرور آپ پڑہین جسکے
ہمارے نزدیک اوس مسئلہ مین کوئی فائدہ نہین وہ سر سے نہ دیا جاتے وہ تحریر حضرات اہل سنت کے
نزدیک قابل قبول ہوتی یا نہوتی کچہ تحریر خواہ مخواہ تحریر نصیحت تہا تا اہل سنت سے مجہول الحال
بنتا اگر بیچارہ کسی مقام پر کوئی فقرہ حق لکہتا تو جہت دائرہ اہلسنت سے خارج ہو جاتا
کیونکہ ہم دیکہتے ہین بڑے بڑے محققین اور متقدمین مدققین کی نسبت دیکہتے ہین کہ دو چار
باتون کے نہ سمجہنے سے بے تحقیق اور حاطب اللیل اور ضعیف بہی ہوگئے ہین اور دوسری صورت
یون پیش آتی کہ حرف اوسکی تردید لکہی جاتی جو سچی تہی اور مصنف اپنی ہان تحریر کرتا
پس مناظرہ دو چار مسئلون پر ختم ہوجاتا اور پہر وہی تازی تازے اعتراض ہونے شروع
ہوتے اس جہت سے مین نے اکثر اعتراضات کو جمع کرکے ایک رسالہ علحدہ لکہا اوسکا نام

الرجم المصقول لمانع البکاء علی سبط الرسول رکہا اکثر اہل سنت کے
رسالون اور تحریرون کا یہہ خلاصہ ہے اور وہی اسکی تحریر اور تہذیب کے باعث ہین
ہر خم و پیچی کہ شد از تار زلف یار شد * دام شد زنجیر شد تسبیح شد زنار شد * مین پہلے
لکہہ چکا ہون کہ اس زمانہ کی تحریر اکثر کلمات نا ملائمہ اور غیر مہذب فقرون سے پر ہوتی ہے
چنانچہ بعض اہلسنت کے رسالے اس زمانہ مین اسی عزاداری کے بارہ مین ایسے
لکہے گئے ہین کہ ہمکو تعجب ہی ہے اوسنے اس بدتہذیبی اور طعن و تشنیع نامناسب کا
انتقام ہوگا اور یہہ امر اب مناظرہ سے بہی بالفرض دور ہے کیونکہ تحریر مناظرہ مین تحقیق
صواب اور تنقید حق ہوتی ہے تاکہ ہر فرقہ دیکہے اور خطا و ثواب نہ یہہ کہ دیکہتے ہی
طبیعت برگشتہ ہوجائے سچی بات پر بہی اعتقاد نہ لائے حظ و لطف کے عوض جرائم مین
گرفتار ہو تعدد جدال و کارزار ہو اور اس امر سے نفس مسئلہ مین بہی کچہہ نفع نہین ہو سکے سوائے
اسکے کہ دو چار ایسے سب باتین اپنی نسبت سنی کا ارادہ رکہے سو ہمنے اس رسالہ مین

اسکا سب سے زیادہ خیال رکہا ہے یہانتک کہ جس کسی صاحب کو لکہا جو میری نزدیک
کچہہ بہی رتبہ رکہتا ہو بالفاظ تعظیم یاد کیا اور ہر موقع پر اسکو انجام دیا لیکن البرارۃ من السہو و
النسیان فلیس من شان الانسان الا من عصمۃ الرحمن اگرچہ مسائل قدیمہ و جدیدہ حضرات
اہلسنت کو دیکہکر خاطر دریا مقاطر جوش زن ہوتی ہے کہ جواب ترکی بہ ترکی لکہا جاوے
تا محرر اپنی تحریر کی کچہہ تو سزا پاوے اور پہر کوئی ایسی دریدہ دہنی نکرے لیکن کلام الہی کا
اتباع اولی سمجہا اور اس آیت پر عمل کیا واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ وقالوا لنا اعمالنا
ولکم اعمالکم سلام علیکم لا نبتغی الجاہلین ۔ تعزیہ داری جو عوام اور خواص اہلسنت اور شیعہ
مین ہوتے ہے اوسمین کئے چیزین کیجاتی ہین ایک اومین سے رولانا اور رونا خواہ
وہ کسی قسم سے ہو مرثیہ پڑہ کے یا بغیر مرثیہ کے نوحہ سے یا حدیث سے ۔ دوسرے یہہ
تعزیہ یعنی نقل روضہ مقدسہ امام حسین علیہ السلام کی بنائی جاوے اور حال مقتل کا تصور
کرکے رووین اور اوسکی تعظیم بجالاوین تیسرے یہہ کہ کپڑے سیاہ کرین اور مرثیہ سنوین
پڑہین باجہ بجاوین اور تعزیے کی تعظیم یہانتک کرین کہ کوئی اوسکو سجدہ کرتی کوئی اوسکی
آگے دعا مانگے کوئی اور ہی مدارج تکریم بجالاوی اور مثل اسکے جو کچہہ ہو ہم انکی تحقیق
اور تنقیح کرتے ہین کہ کیا کیا صورتین جائز ہین اور کیا ناجائز ہین اور جو جو اعتراض جواز پر
ہوتے ہین اونکو لکہکر جواب باصواب لکہتے ہین اور اس رسالہ مین بہی تین قسم کے امور
مذکورہ تین بابومین اس تفصیل سے بیان کئے جاتی ہین **باب اول** مین تین فصلین
ہین فصل اول مین رونیکو آیات اور احادیث مقبولہ طرفین اور شواہد انبیا و ائمہ اور ملائکہ
اور اجنہ اور آسمان و زمین اور وحوش و طیور اور خلفاء ثلاثہ اور علماء مقبولین اہلسنت
وغیرہ سے ثابت کیا ہے فصل دوم مین مرثیہ اور نوحہ کا بیان ہے جسکو تحقیقاً اور شواہد
انبیا و خلفاء اور اجنہ اور علماء اہل سنت وغیرہ سے لکہا ہے فصل سوم مین امور متعلقہ

بیچکا ہین جسمین اکثر اعتراضات اہل سنت کے جو روضے پر مثل انعقاد مجالس یا اوسمین احوال اہلبیت پڑہے جاتے یا چلا کر روتے اور سینہ زنی کرنے کے یا مثل اسکی جو کچھہ ہین لکہے گئے ہین اور پہر جواب شیعونکی طرف سے بحوالہ کتب معتمدہ اہلسنت دیا گیا ہے باب دوم مین دو فصلین ہین فصل اول مین تعزیہ کی اباحت اور اوسکا جواز بدلائل عقلیہ و نقلیہ بتوضیح تمام و تصریح مالا کلام ثبوت ہے فصل دوم مین اون اعتراضات کو جو جواب باصواب لکہا ہے جو اہل سنت نے تعزیہ پر کئے ہین مثل اسکی تجدید قبر یا مسائل ہونیکے یا خلاف احادیث اور بدعت یا شبیہ کے تحت مین پڑنے کے باب سوم مین مسائل مختلفہ کے جواب ہین مثل باجہ سننے اور راگ مین مرثیہ سننے اور پڑہنے اور تعزیہ کی نہایت تعظیم حتی کہ سجدہ وغیرہ اوسکے آگے کرنے اور ہر سال مین محرم کو ماہ عزا ٹہرانے اور چہلم کرنے اور کپڑون کو سیاہ رنگنے اور تعزیہ کے آگے دعا مانگنی اور اوسپر عرضیان وغیرہ چڑہانے اور نعرہ یا حسین کہنے اور عورتون کو محرم کی راتون مین تعزیون کی زیارت کے لئے باہر پھرنے کی اجازت دینے اور محرم کے دن فاقہ کرنے اور امام باڑہ وغیرہ کی غایت تعظیم کرنے اور بہشت اور خاک وزانے اور علم شدہی گہوارہ دلدل وغیرہ بنانے اور شربت کے گہڑے تعزیون کے آگے لیجانے اور تعزیہ کو بعد بنانیکے دفن کرنے اور ایام محرم ہی مین حاضری وغیرہ ہونے اور اوسمین ظالمون پر تبرا کہنے اور چلا کر کہنے وغیرہ کے و ہا انا اشرع فی المقصود مستعینا برب الودود باب اول رونے اور رولانے کے بیان مین ہے اور اسمین تین فصلین ہین قبل شروع کرنے فصلون کے یہہ امر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت رونے اور گریہ کرنے کے بیان کیجاوے اور ثابت کیا جاوے کہ رونا مقتضائے محبت خالص ہے پس جاننا چاہئے کہ یہہ امر خدا نے ہر شخص کے خلقت مین داخل کیا ہے کہ بعض سے محبت کرے

اور بعض سے عداوت اور جبکہ یہہ قوت جبلی ہے تو آگے دیکھنا چاہیے کہ خدا نے محبت کے قابل بھی کسیکو بتایا ہے یا اس معاملہ مین اوسنے کچھہ ارشاد نہین کیا پس ہم جب کلام پاک کے طرف رجوع کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ اوسمین ہے قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ اور قربیٰ کے معنونمین کچھہ سے اختلاف ہو مگر اسمین تو کچھہ کلام نہین کہ امام حسین علیہ السلام قربیٰ مین سب کے نزدیک داخل ہین اور آیت سے معلوم ہوا کہ محبت انکی واجب ہے اور محبت کیا چیز ہے ایک حرارت ہے جو خلقی قاعدہ سے محبوب کے لئے دل مین پیدا ہوتی ہے اور یہ امر وجدانی ایسا ہے کہ ہر شخص جانتا ہے اور جب حالت محبت مین اپنی قلب کی طرف رجوع کریگا اسکو ٹھیک پاویگا اسیوجہہ سے آجتک محبت حرارت اور آگ سے محاورونمین تعبیر کیجاتی ہے الغرض جب انسان کو خیال اپنے محبوب کا آتا ہے اور یہہ اوسکی حالت سوچکر خواہ یہہ امر اپنی غور سے ہو یا اور شخص کے کہنے سے محبوب کا وصال وغیرہ چاہتا ہے تو ایک شعلہ اُسکے قلب مین اُٹھتا ہے جو دماغ کیطرف صعود کرتا ہے جب اوسنے جانب دماغ حسب قاعدہ بخارات صعود کیا تو وہان پونہچکر برودت دماغیہ سے حرارت اوسکی متکاثف ہوتی ہے اور التسوون کیصورت مین متقاطر ہوجاتا ہے۔ کما لا یخفی علی من لہ ادنی مداخلۃ فی العلوم الطبیۃ و الفنون الطبعیۃ پس معلوم ہوا کہ رونا حرارت محبت کا نتیجہ ہے اسمین شک نہین کہ اگر مودت حسینی صادق ہے تو کیونکر ہوسکتا ہے کہ حضرت کے اس مصیبت کی حالت کو غور نکرین اور ہمارے دلونمین ذرا سی بھی حرارت اُٹھکر متکاثف نہووے اگر محبت نہین رونا کیا۔ لان البکاء لا یعرض الا للاخلاء والاعداء منہ براء

بلاریب اعتراف اور بیان مذکور سے بعد تامل ظاہر ہے کہ رونا خاص محبت اور نتیجے مودت ہے بلکہ اگر محبت اور گریہ کو بعض اوقات مین لازم و ملزوم کہدون تو بھی شاید کچھہ فرق نہین پس محبت کو واجب بتانا اور گریہ کو ہر صورتمین منع کرنا تکلیف مالایطاق کا حکم کرنا اور محال پر قدرت کرانا ہے اور ایسی مثال ہے جیسے کسی لڑکے کو دریا مین ڈالکر کہدین کہ کپڑے تر مت کرنا وہ دریا مین پڑکر کب قادر ہے کہ لباس کو خشک رکھہ سکے اگر چاہے تو بھی نہین ہوسکتا لامحالہ لباس تر ہوگا بلکہ یہہ بدیہی امر ہے غور کرنا چاہیے کہ محبت تو امام حسین سے بمعناء الحسین منی وانا من الحسین اتنی ہو کہ اپنی پیاری جان سے زیادہ اور اپنی جان کی مصیبت پر رونے کو ایسے مستعد کہ ذرا کوئی کلام بد کہے یا ٹھوکر لگے یا مان باپ مرجاوین تو رونے چلانیکو مستعد اور بڑا اختیار کا دعوی اور اوس سخت مصیبت کو اپنی دوست کی یاد کرکے آنسو بہانا اور رونا کیسا دل بھی آزردہ نہو پہر یہہ دوستی کیسی اور محبت کہانکی مین تو یہہ کہتا ہون کہ جو حضرت بہ باوجود اختیار گریہ نکریگا اوسکو محبت ہی نہین دعوی محبت اوسکا صرف لسانی ہے نہ قلبی اور جنانی دوسرے یہہ کہ جنکو یہہ محبت ہے وہ روتے ہی ہین اور روئی ہین دیکہیے حضرت رسالت پناہ صلعم اور علی مرتضیٰ ع۔ فاطمہ زہرا علیہم التحیۃ والثناء مادام الغبراء والخضراء کیسے روئے ہین ابھی دو چار ورق بعد معلوم ہوجاوے گا پہر نہ معلوم کہ تحریم کیا اور حرمت گریہ امام حسین علیہ السلام پر کہانسے نکالی گئی ہے شرع مین نہ مطلق گریہ کی تحریم نہ خاص رونیکی حرمت ہان بعض صورتمین جو ناجائز ہے وہ امام حسین علیہ روحی لہ الفداء کی گریہ مین مفقود اب یہانسے اسی امر کی تحقیق کیجاتی ہے کہ گریہ کرنا حسب تصریح آیات اور احادیث و روایات مقبولہ طرفین جائز ہے یا نہین

فصل اول اسمین رونیکو آیات اور احادیث مقبولہ طرفین اور شواہد انبیاء

اور ائمہ اور ملائیکہ اور اجنہ اور آسمان اور زمین اور وحوش وطیور اور خلفاء ثلاثہ
اور علماء مقبولین اہل سنت سے ثابت کیا ہے صاحبان بصیرت پر مخفی ومحتجب
نہیں ہے کہ رونا اور گریہ کرنا مطلقاً درست ہے خدا تعالی قرآن مجید وفرقان حمید
مین ارشاد فرماتا ہی فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا یعنی کم ہسنا او بہت رونا چاہیے
انبیاء کرام علیہم السلام اکثر خوف باری تعالی سے اور اپنی مصائب پر روے
ہین گریہ آدم ع و گریہ یعقوب ع و ایوب ع و یحیی ع وغیرہم مشہور ہے اور اوسکا کوئی شخص
اہل اسلام سے انکار نہین کرسکتا کہ مطلقا گریہ ناجائز و ناروا ہے کیونکہ بہت سے
حدیثین صریح اور روایتین صحیح وارد ہوئی ہین جنسے ثابت ہوتا ہے کہ جو آنکھ خوف خدا مین
روئی ہوگی وہ روز حشر کو جنت مین جاوے گی اور مدارج النبوۃ شیخ عبد الحق
دہلوی مین جو کہ باعتراف فاضل رشید وغیرہ کے
نہایت مستند اور بغایت معتمد ہین مسطور ہے کہ بوقت
وفات ابراہیم انخضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
روے عبد الرحمن نے رونے پر حضرت سے طعن کیا حضرت نے
فرمایا البکاء من الرحمۃ یعنی رونا رحمت سے ہے اور یہی وقت
وفات سرور کائنات جناب فاطمہ علیہا السلام اور خود انخضرت
اور جو گھر مین تہا باواز روے چنانچہ مدارج النبوۃ مین صفحہ ۵۱۰ پر مسطور ہی فاطمہ رضی اللہ
عنہا چون این شنید بگریست انخضرت فرمود ای دختر من گریہ مکن کہ حملہ عرش برگریہ تو
گریہ میکنند وبدست مبارک اشک از چہرہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پاک کرد و دلداریہا
بشارتہا داد و در بعض روایات حدیث خبر موت انخضرت وگریہ فاطمہ وتسلیہ انخضرت اورا
کہ تو بمن لاحق میشوی ہین و تو سید نساء جنت خواہی بود درینوقت آمدہ وگفت

بار خدایا و یرا در مفارقت من صبرے کرامت فرمائی فاطمہ گفت واکرباہ فرمود آنحضرت
ہیچ کرب و اندوہ بر پدر تو بعد از امروز یعنے کرب و اندوہ بسبب شدت الم و صعوبت
وجع بود و بود علاقہ جسمانی و تعلقات بدنی کہ لازمہ بشریت ہست می باشد آنگاہ با فاطمہ
فرمود کہ پسران خود را پیش آر پس فاطمہ حسن و حسین را علیہم التحیۃ والرضوان پیش آنحضرت
صلعم آورد چون او را بدان حال دیدند گریہ آغاز نہادند و چنان گریہ و زاری کردند
کہ از گریہ ایشان ہر کہ در خانہ بود بگریست آنحضرت صلعم ایشان را ببوسید و در باب
تعظیم و احترام و محبت ایشان صحابہ و تمامہ امت را وصیت فرمود و در روایتے
آمدہ کہ آنہا کہ بر در حجرہ بودند نیز گریستند چون آواز گریہ ایشان بگوش مبارک رسید
آنحضرت علیہ السلام نیز بگریست ام سلمہ گفت یا رسول اللہ گناہان گذشتہ و آیندہ تو مغفور است
موجب گریہ چیست فرمود گریہ من برائے رحم و شفقت بر امت ہست کہ آیا بعد از من
حال ایشان بہ کجا خواہد رسید انتہی ۱" ور اسی کتاب مین صفحہ ۱۰۲ پر مرقوم ہے پس فرمود
آنحضرت علیہ السلام بفرما ابابکر را کہ بگذارد نماز با مردم پس بیرون آمد بلال دست
بر سر زنان و فریاد کنان وا فریاداہ بریدہ شدن امید و شکستن پشت کاشکے
نمی زائید مرا مادر من و چون زائید کاشکے مردم پس ازین روز ندیدیم از پیغمبر خدا
این حال را پس در آمد بلال رض در مسجد و گفت یا ابابکر رسول خدا امرے فرماید کہ پیش
روی و نماز بگذارے با مردم پس چون دید ابوبکر خالی بودن مسجد را از رسول خدا و بود
ابوبکر رضی اللہ عنہ مردی نرم دل سخت اندوہگین شد کہ نتوانست نگاہداشت خود را
پس بروی افتاد بیہوش و بگریہ در آمدند صحابہ و فریاد کردند پس در گوش آنحضرت
رسید فرمود یا فاطمہ این چہ آواز گریہ و فریاد ہست کہ می رسد فرمود فاطمہ این آواز گریہ
و فریاد مسلمانان ہست کہ ترا در مسجد نمی بینند پس طلبید علی و عباس را رضی اللہ عنہ

و تکیہ کرد برایشان و بیرون آمد بسوی مسجد و نماز گذارد انتہی اس عبارت سے
معلوم ہوتا ہے کہ رونا کچھہ حرج نہین رکھتا ورنہ صحابہ اور جناب رسالتمآب وغیرہم
کیون روتے پس یہہ امر تو بروایات کثیرہ ثابت ہے کہ مطلق گریہ کرنا باواز و بی آواز
کسیطرح سے ممنوع نہین ہان کچھہ نزاع ہے تو گریہ میت مین ہے یعنے میت یا شہید پر
بھی رونا درست ہے یا نہین پس شواہد اسکے بہت ہین جنسے ظاہر ہوتا ہے کہ میت پر
رونا جائز ہے خود رسول روئے ہین چنانچہ کچھہ بیان ہوا علاوہ اسکے حضرت امیر حمزہ
کی شہادت پر حضرت کا رونا اور اورون کو حکم کرنا اور اونکی گریہ پر دعا دینا روضۃ الاحباب
وغیرہ مین مثبوت ہے اور بہت سے کتب سیر مین مذکور جسکا اگے بیان ہوگا اور بھی
شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ مین صفحہ ۲۷۵ مین لکھا ہے
آنحضرت صلعم دید حمزہ را کشتہ شد و مثلہ کردہ شد صیحہ زد و گفت مصیبت زدہ نمی شدم
من ہرگز مثل تو ونہ ایستادہ ام ہیچ جای ایستادنی غضبناک سازندہ تر ازینجا
و منقول ہست از ابن مسعود کہ گفت ندیدم ما آنحضرت را صلعم گریہ کنندہ تر سخت تر
از گریہ وی بر حمزہ بن عبد المطلب ایستادہ بر جنازہ وی و گریہ کرد و بر داشت
آواز تا بیہوش شد و فرمود کہ یا حمزہ یا عم رسول اللہ یا اسد اللہ و اسد رسولہ
یا حمزہ یا فاعل الخیرات یا حمزہ یا کاشف الکربات یا حمزہ یا ذاب عن وجہ رسول اللہ صلعم ازینجا
معلوم می شود کہ ندبہ و بیطاقتی فریاد و آہ و نالہ نیز بوجوہ آمدہ ہست و اللہ اعلم انتہی
اور صفحہ ۵۱ سے ۵۳ تک جنگ امیر حمزہ کا حال کچھہ تفصیل لکھا ہے اوسمین لکھتے ہین
و مروی ہست کہ بعد از آنکہ کافران رفتند و مسلمانان درمیان میدان در آمدن تفحص
کشتگان خود میکردند فرمود آنحضرت ما فعل عمی ما فعل حمزہ علی کرم اللہ وجہہ بتفحص مشغول
شد بر سر حمزہ رسید و او را بدان ہیئت مشاہدہ کرد در گریہ شد و مراجعت نمود

آنحضرت صلعم را از صورت واقعہ واقف گردانید سید عالم با علی ہمراہ آمد بر سر حمزہ ایستادہ فرمود ما وقفت متوقفا اغیظ من ہذا انتہی اور بعد اسکے مثبوت سے ہے در روضۃ الاحباب میگوید کہ آخر صفیہ بر سر حمزہ آمد و وی و فاطمہ می گریستند و بگریہ ایشان آنحضرت نیز بگریہ در آمد انتہی اور مدارج النبوۃ ہی میں صفحہ ۱۶۵ پر لکھا ہے آوردہ اند کہ چون مصیبت زدگان باستقبال آنحضرت بیرون آمدہ بودند فاطمہ دختر حمزہ بر سر راہ آمدہ بود لشکر رسول را دید کہ جوق جوق مے آیند ہر چند تفحص نمود پدر خود را در میان ندید صدیق را پرسید پدر من کجا است کہ او را در لشکر نمی بینیم دل صدیق سوخت و آب در دیدہ گردانید فرمود اینک آنحضرت می رسد چون خواجہ رسید پدر خود را ندید پیش آمد و عنان مرکب خواجہ را بگرفت و گفت یا رسول اللہ پدر من کو خواجہ فرمود کہ پدر تو من باشم گفت یا رسول اللہ ازین سخن بوئے خون می آید و اشک از دیدہ وے ریزان گشت و یاران نیز بموافقت او در گریہ در آمدند بعد ازان گفت فاطمہ یا رسول اللہ کیفیت شہادت پدرم تقریر فرمائے گفت ای فرزند اگر انرا صفت کنم دل تو طاقت نیارد خروش و نالہ آن ضعیفہ زیادہ گشت انتہی پس ان روایات سی میت اور شہید پر رونا اور چیخ مارنا درست ثابت ہوتا ہے جناب فاطمہ علیہا السلام نے بعد وفات اپنے پدر بزرگوار کے نہایت گریہ و زاری کی جتنی ہمسایہ مدینہ نہایت تنگ آگئے اور اگر خدمت بابرکت جناب امیر ع میں عرض کی کہ یا علی ع فاطمہ سے فرمائیے یا تو دن کو رو لیا کریں اور رات کو ہم لوگوں کو آرام دیں اور یا رات کو مشغول زاری ہوا کریں تا کہ ہم دن میں راحت پاویں اور علیٰ ہذا بیسیوں مثالیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ رونا میت پر کچھ مضائقہ نہیں رکھتا شیخ عبد الحق مدارج النبوۃ

بعد ذکر وفات نبی صلعم فرماتے ہین وفصیحت رسیدہ کہ چون آنحضرت صلعم رحلت نمود فاطمہ
زہرا اندیہ کمر و درازی نمود و فرمود یا ابتاہ دعوت حق را اجابت فرمودی وا ابتاہ
بجنت الفردوس نزول نمودی الخ اور دو سطر کے فاصلہ سے لکھتے ہین کہ عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا نیز زاری میکرد انتہی اور اسی کتاب مین صفحہ ۱۳۵ پر مذکور ہے
نقل ہست کہ در آن ساعت ابوبکر در خانہ خود بود کہ در محلہ شیخ غوالی مدینہ بود چون
ازین واقعہ خبر یافت سوار شدہ و بہ تعجیل روی بہ حجرہ عائشہ آوردہ و در راہ میگریست
ومیگفت وا محمداہ وا انقطاع ظہراہ تا بہ مسجد شریف در آمد دید کہ مردم پریشان حال
اند بہ ہیچ کس ملتفت نہ شد و سخن نگرد و بہ حجرہ عائشہ در آمد رد از مبارک از روے
شریف بر داشت و بر پیشانی نورانی بوسہ داد و در روایتی کہ نہاد دہن خود را
بدہن مبارک و بوئید مشک را و گفت وا ابتاہ و بعد از ان سر بر آورد و بگریست
بار دگر بوسہ داد و گفت وا صفیاہ باز سر بر آورد و بگریست بار دگر تقبیل کرد و گفت
وا خلیلاہ انتہی اس سے ظاہر ہے کہ جناب ابوبکر بھی روی بلکہ عادت صحابہ کی تھی
کہ جب حضرت کو یاد کرتے تھے روتے تھے چنانچہ رسالہ غایۃ المرام مین صفحہ ۲۶ پر
لکھا ہوا ہے وقال القاضی ابوالفضل العیاض و فی فصل الخطاب صحابہ رضی اللہ عنہم
چون یاد پیغمبر میکردند خاشع و خاضع مے بودند و پوست بر تن ایشان سے برخاست
و گریہ میکردند الخ اور کتاب مدارج النبوۃ کے صفحہ ۵۲۵ پر مسطور ہے چون از دفن
آنحضرت فارغ شد صحابہ خاک حسرت و ندامت بر سر وقت و حال خود می ریختند
و از آتش فراق آن محبوب دو جہانی می سوختند و گریہ و زاری میکردند خصوصًا
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کہ از ہمہ مصیبت زدہ و بیکس تر و زار و نالان تر بود و در روے
حسن و حسین رضی اللہ عنہما نگاہ میکرد و بر یتیمی خود و نامرادی فرزندان میگریست

اور جناب عائشہ صدیقہ ... که آن سرور در جمال ... بود ... الحزن فی ...
او ... انتہی اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی
جنکے اوصاف بیان نہیں ہو سکتے اپنے تحفہ میں فرماتے ہیں عن عبید اللہ
... الحسن ... قتل عثمان ... حتی بل لحیتہ یعنی عبد اللہ بن حسن قتل عثمان کے
... ہو گئے اور امام غزالی جنکے ... اوصاف کچہہ آگے
بیان ہونگے احیاء العلوم میں روایت کرتے ہیں عن النبی قال قال لی جبرئیل
لیبک الاسلام علی موت عمر یعنے رسول خدا نے فرمایا کہ مجہہ سے جبرئیل نے بیان کیا
کہ اسلام کو موت پر عمر کے رونا چاہیے اور جناب عائشہ صدیقہ ام المومنین زوجہ
ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بہائی محمد بن ابی بکر پر زار زار روئیں
چنانچہ سبط ابن جوزی جنکے محامد ... اور مناقب باہرہ ناظرین مراۃ الجنان یافعی
وکتاب التطالع ... الدین وبستان ... العلوم ... وکشف الظنون
... بہت ... اپنی کتاب ... الامۃ فی معرفۃ الائمین بعد ذکر
قتل محمد بن ابی بکر اور ... جانے اونکی لاش کے پیٹ میں حمار مردہ کے اور
جلائی جانے کی لکہتی ہیں فلما بلغ ذلک عائشۃ بکت بکاء شدیدا یعنے جبکہ
عائشہ کو اس معاملہ کی خبر پہنچی تو بہت شدت سے روئی اور بعد چند فقرہ اسکے
اونہی عبارت میں ہے و بلغ علیا قتل محمد فبکی بکاء شدیدا و تاسف علیہ ولعن
قاتلہ یعنے جب جناب علی مرتضی کو محمد کے قتل ہونیکی خبر پہنچی تو حضرت بہت روئے
اور افسوس کیا اور اوسکے قاتل پر لعنت فرمائی اور ایسی ہی بہت مثالیں ہیں
جنسے ظاہر ہوتا ہے کہ خود صحابہ رسول وغیرہم بہی روئے اور رونیکی اجازت
دی چنانچہ مدارج النبوۃ میں ثبوت ہے کہ حضرت عمر نے اپنی ایام خلافت میں

بوقت شب ایک پیرزن کی آواز کو سنا کہ کہتی تھی علی محمد صلوٰۃ الابرار صلی علیہ
الطیبون الاخیار کنت قوّاماً بکّار بالاسحار یالیت شعری والمنایا اطوار ہل یجمعنی وحبی الدار
اور آنحضرت کو یاد کرتی تھی پس عمر بیٹھ گئے اور کہا پھر اسی قول کو کہہ پس اوسنے
صوت حزن سے اوسکا اعادہ کیا اور روی انتہی ظاہر ہے کہ خود خلیفہ صاحب
رونے اور چلا کر گریہ کرنے اور نوحہ کی اجازت دی آپ بعض روایات
اہلسنت میں جو نہیں مروی پر رونے سے وارد ہوئی ہے وہ جودت ذہن
و ذکاے طبع ملازمان عالی جناب خلیفہ ثانی سے ہے حضرت رسالت پناہ سے
کچھ اوسکا اثر نہیں ہاں اگر اہلسنت بلحاظ سنت عمر پیرا و سکے مانع ہیں تو کچھ ضرر نہیں
مگر خود عمر صاحب بھی تو بعض جا اسکے مرتکب ہوئے مشکوٰۃ میں ابی ہریرہ سے
مروی ہے قال مات میت من آل رسول اللہ فاجتمع النساء یبکین علیہ فقام
عمر ینہاہن ویطردہن فقال رسول اللہ دعہن فان العین دامعۃ والقلب
مصاب والعہد قریب یعنے ایک موت آل رسول خدا میں ہو گئی عورتیں جمع
ہو کر اوسپر رونے لگیں جناب عمر کہڑے ہوئے اور منع کیا اور بہگانے لگے
جناب رسول خدا نے فرمایا انکو چہوڑ دے کیونکہ یہہ آنکھہ رونے والی ہے
اور دل مصیبت زدہ ہے اور زمانہ قریب ہے انتہی اور بھی اوسی کتاب میں
ابن عباس سے مروی ہے قال ماتت زینب بنت رسول اللہ فبکت النساء
فجعل عمر یضربہن بسوط فاخرہ رسول اللہ بیدہ وقال مہلا یا عمر الخبر یعنے
ابن عباس کہتے ہیں کہ زینب دختر رسول خدا نے جب انتقال کیا تو عورتیں
روئیں پس عمر ادسنے کوڑے مارنے لگے رسولخدا نے اونکا ہاتھہ روکا اور فرمایا
کہ چہوڑ دے انتہی ان احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ میت پر بکا کرنا درست ہے

اور وہ روایت جو جناب خلیفہ ثانی سے عدم بکا پر میت میں بیان کی ہے
بقول عائشہ صدیقہ سنیان غلط ہے صحیح بخاری میں جو باعتراف شاہ ولی اللہ
وعبد العزیز وجمیع اہلسنت نہایت مستند ہے اور بعد کتاب باری شمار ہوتی ہے
یہہ حدیث موجود ہے حدثنا عبدان قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا ابن جریج
قال اخبرنی عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی ملیکۃ قال توفیت بنت لعثمان
بمکۃ وجئنا لنشہدہا وحضرہا ابن عمر وابن عباس وانی لجالس بینہما او قال
جلست الی احدہما ثم جاء الآخر فجلس الی جنبی فقال عبد اللہ بن عمر لعمرو بن
عثمان الا تنہی عن البکاء فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان المیت
لیعذب ببکاء اہلہ علیہ فقال ابن عباس قد کان عمر یقول بعض ذلک ثم حدث
قال صدرت مع عمر من مکۃ حتی اذا کنا بالبیداء اذا ہو برکب تحت ظل سمرۃ فقال
اذہب فانظر من ہؤلاء الرکب قال فنظرت فاذا صہیب فاخبرتہ فقال ادعہ
لی فرجعت الی صہیب فقلت ارتحل فالحق امیر المومنین فلما اصیب عمر دخل صہیب
یبکی یقول واخاہ واصاحباہ فقال لہ عمر یا صہیب اتبکی علی وقد قال رسول اللہ
ان المیت یعذب ببعض بکاء اہلہ علیہ قال ابن عباس فلما مات عمر ذکرت ذلک
لعائشۃ فقالت یرحم اللہ عمر واللہ ما حدث رسول اللہ ان اللہ لیعذب المومن ببکاء
اہلہ علیہ ولکن رسول اللہ قال ان اللہ لیزید الکافر عذابا ببکاء اہلہ علیہ وقالت
حسبکم القرآن ولا تزر وازرۃ وزر اخری قال ابن عباس عند ذلک واللہ ہو
اضحک وابکی قال ابن ابی ملیکۃ واللہ ما قال ابن عمر شیئا انتہی ترجمہ بخوف
طوالت متروک ہوا لیکن اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے تو کچھہ
اور ہی فرمایا تہا یعنے کافر اپنی اہل کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے

لہ اول صحیح بخاری [illegible]

جناب خلیفہ جی نے اوسکو یون فرمادیا کہ مسلمان ہو یا کافر اپنی اہل کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے اور یہی قول بیشک اہل سنت مان بھی لیتی لیکن اب کیا ہوسکتا ہی جناب صدیقہ عائشہ زوجہ رسول نے صاف کہدیا کہ قسم ہے خدا کی رسول نے کبھی یہہ حدیث بیان نہین کی بلکہ وہ اور ہی ہے خلاصہ یہہ کہ مومن کے میت پر گریہ وزاری کرنا کچھہ حرج نہین رکھتا اور مشکوۃ کی احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت نے خود خلیفہ ثانی کو منع کرنے سے گریہ وزاری کے منع فرمایا اور کہا کہ دل مصیبت زدہ ہے یعنے یہہ تو رووینہی گے اور فی الحقیقت جسکے دل پر چوٹ لگتی ہے اور مصیبت پڑتی ہے اوسے ضبط گریہ مشکل بلکہ اشکل ہے کیونکر اپنے اوپر جبر کرے میت وشہید مومن پر تو رونیکی یہہ کیفیت تھی کہ اوسپر رونا جائز ٹھہرا اور وہ عام ہے کیسا ہی مومن ہو لیکن امام حسین علیہ السلام کو خیال کرنا چاہیے کہ وہ خاص قرۃ العین رسول ناز پروردہ بتول تسکین جان مرتضی گوشوارۂ عرش معلے ہین اونپر کیونکر رونا جائز نہ ٹھہریگا جبکہ مومن تک پر رونا درست ہے دوسرے یہہ کہ محمد بن ابی بکر پر ایک ذراسی مصیبت تھی کہ قتل کر کے جلادیے گئے تھے مگر پھر بھی عائشہ نہایت شدید روئین اور تمام عمر کلہ گوسفند نکھایا جیسا خواص الامتہ سبط ابن جوزی مین ہے اور انتاریخ اوسوقت مین تھا جب وہ دوستدار جناب امیر عہ تھا اور جناب امیر بھی اسپر نہایت روئے حالانکہ وہ ابو بکر کا بیٹا تھا اور انسے بہت کچھہ تعلق نہ رکھتا تھا بھلا کیونکر ضبط ہوگا کہ اونہین جناب امیر عہ کی بیٹی۔ پوتی۔ نواسے چہوٹے چہوٹے خنجر آبدار سے گلا کٹا وین اور بعد اسکے اوسکی بیٹیان اور پوتیان سر برہنہ شتران بے کجاوہ پر سوار

[illegible] سامنے [illegible] شہدا پہ ایسی جاوین کب تاب ہو سکیگی
[illegible] ایک [illegible] بھی اسکے سامنے نہین تیسرے یہہ کہ جناب رسالتمآب
کی وفات پر صحابہ اور حضرت فاطمہ اور جناب عائشہ نہایت روئین بلکہ حضرت
عائشہ نے تو ایک حجرہ علیحدہ رونیکا کرلیا تہا اور دن رات حضرت پر رویا کرتی
تہین چنانچہ مدارج النبوت شیخ عبدالحق دہلوی مین صفحہ ۲۵۰ پر مسطور ہے از آنجا
عائشہ صدیقہ در ہمان حجرہ کہ آن سرور وصال یافتہ بود بیت الحزن والفراق
او شد بے خانمان شدہ روز و شب میگریست انتہی پس جبکہ حضرت پر ایسے
ایسے کرام روئے اور رونا درست تہا تو بمفاد الحسین منی وانا من الحسین جناب
امام حسینؑ پر رونا کیونکر درست نہوگا ایک کو درست اور دوسرے کو ناجائز بتانا
مکابرہ ہے چوتہے یہہ کہ باعتراف شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے رسالہ سر
الشہادتین مین شہادت حضرت امام حسین ع کی شہادت جناب رسالتمآب صلعم کی ہے
چنانچہ رسالہ مذکور کے صفحہ ۴ پر یہہ عبارت مسطور ہے فتوجہت عنایتہ اللہ تعالی
لبعد انقضاء ایام الخلافتہ الی ہذا الالحاق فاستنابت الحسنین علیہما السلام مناب
جدہما الخ (متوجہ ہوئی عنایت الٰہی بعد گذر رہنے دنوں خلافت کے اس ملانیکی طرف پس نایب بنایا حسنین علیہما السلام کو مقام نانا کے)
اور جبکہ شہادت فی الحقیقت شہادت رسول ص ہے اور رسول پر رونا
جائز جیسا کہ ثابت ہوا تو امام حسینؑ پر کیونکر گریہ و زاری اور حزن و بیقراری کرنی
جائز نہوگی پانچوین خود کتب موافقین و مخالفین سے بصراحت واضح ہے کہ ندبہ
و زاری اور گریہ و اشکباری خاص جگر گوشہ و فرزند رسول نور دیدہ بتول جنکی چشم
جناب امیرالمومنین ابو عبد اللہ الحسین صلوات اللہ علیہم اجمعین پر کرنا نہایت حسنات
اور بیحساب ثواب رکہتا ہے احادیث صحاح شاہد صادق ہین کہ بکاء حسین باعث
دخول جنات النعیم ہے اور موجب اجر عظیم ہے رونیوالا حضرت محسن رسالتمآب

باقی اسکا ماجرا جو سے مشابہ ہے چنانچہ روایت ہے کہ حضرت امام حسین اونکی ...
تنہائی و غربت رلا گئی یعنی چو بندہ مومن ...
رونا ... جنت اوسپر واجب ہو جاتی ہے اور بھی بہت سی حدیثین ہین جنمین ثابت ہوتا ہے
کہ غم حسین مین جو کوئی رووے اور اگرچہ آنسو اوسکے مکھی کے پر کے برابر نکلین
وہ بخشا جائیگا اور کیونکر نہ رووین ہو کشتہ راہ خدا جناب سید الشہدا فرماتے
ہین انا قتیل العبرۃ ما ذکرت عند مومن الا استعبر یعنی مین وہ کشتہ گریہ و زاری ہون
نہ ذکر کیا جاؤنگا آگے کسی مومن کے مگر یہہ کہ رووے فی الحقیقت حضرات جو مصیبت
کہ امام حسین علیہ السلام پر گذری وہ کسی فرد بشر پر از ابتدای آدم تا ایندم نہ گذری
چنانچہ اسکے سب مقر ہین جیسا کہ بیان ہوگا احادیث گریہ و بکا و روایات مصیبت
باکی سید الشہدا نہ ایسے ہین کہ صرف کتب شیعہ ہی مین پائی جاوین بلکہ بطریق
حضرات اہلسنت بہت سے حدیثین اس معنی مین وارد ہوئی ہین اور کوئی
اسکا انکار نہین کرسکتا اور اگر منکر ہوا اور خلاف قدمائے و علمائے اپنے مسلک کو
اختیار کرے بوجہ صحاح و موثق کا انکار کرے اوسکا علاج نہین سب یا اکثر تو یہان
بیان کرنے مین خوف طوالت کلام اور خروج مرام سے لیکن بپاس خاطر محققین
اور بنا بر افحام منکرین اول یک روایت اوس شخص سے نقل کرتا ہون جو
اہلسنت کے ہان مستندین عظام اور معتقدین کرام اور مجتہدین فخام سے ہے یعنے
امام احمد بن حنبل جو چار اماموں سے ایک مین یقین ہے کہ اسکو دیکھکے حضرات
اہلسنت کسی قسم کا شک گریہ و زاری مین امام حسین علیہ السلام کے نکرینگے و سمجھینگے
خود بھی رووینگے اور ونکو بھی رولاوینگے اور حسب تحریر اپنے امام والا مقام
ثواب عظیم اور جنت نعیم پاوینگے ان امام مذکور کے نسبت کوئی شخص شک نہین کرسکتا

کیونکہ باعتراف علماء کبار و مشائخ ذوی الاعتبار یہہ امام نہایت والا شان اور
برفیع مکان ہین چنانچہ لکہاہے کہ اگر یہہ نہوتے تو اسلام بھی دنیا سے اوٹھہ جاتا
پھر کوی شرع متین کا راستہ نہ پاتا بلکہ بعض تو انکو خلیفہ اول حضرت ابوبکر سے
زیادہ جانتے ہین اپنی وقت کا یکتا و یگانہ مانتے ہین ای حضرات ناظرین پر تمکین
چونکہ ہمکو حدیث من بکی علے الحسین وجبت لہ الجنۃ کا اہلسنت کی ہان سے
بوسطے معتمدہ و معتبرہ ثابت کرنا منظور ہے لہذا امام احمد بن حنبل افقہ و افضل
کچہہ مناقب اور محامد بیان کرتے ہین کیونکہ بالاستعاب کا لکہنا کوزہ مین دریا
بند کرنا ہے اور وجہ اس توثیق کی بھی یہہ ہے کہ ہمنی اکثر حضراتکو اس حدیث
مذکور کو معاذاللہ واہی اور موضوع کہتے سنا ہے اور امام حسین علیہ السلام
پر رونا محض بے سود اور بے فایدہ بعض اہلسنت نے جانا ہے مولانای
قمقام علام تمام صاحب استقصاء الافحام ادامہم اللہ الملک العلام توثیق
امام احمد بن حنبل مین جو افادہ فرماتے ہین اوسکا ہم یہان ملخص اور ترجمہ مختصرا
بیان کرتی ہین شیخ عبدالحق رجال مشکوٰۃ مین فرماتے ہین کہ وہ یعنے امام احمد بن
حنبل فقہ اور حدیث اور پرہیزگاری اور عبادت کے امام تہے اور اونکی ہی
وجہ سے صحیح سقیم سے پہچانی جاتی ہے اور مجروح معدل سے علحدہ ہوتی
انتہی اور یہہ بھی کہاکہ فضایل و مناقب اونکی کثیر ہین ماثر اونکی اسلام مین مشہور
ہین اور مقامات دین مین مذکور۔ ذکر اونکا مستغنی عن البیان حمد اونکی مابین جہان
سب کے بر زبان اور اون مجتہدون مین سے ہین جنکے قول اور رای و مذہب
پر بہت لوگون کا عمل ہے اونکی ثنا ائمہ اعلام اور علماء عظام نے کی ہے اور
بعد اسکے اسحق بن راہویہ سے نقل کیا ہے کہ احمد بن حنبل خدا اور بندونکے

درمیان زمین پر حجت خدا مین خود امام شافعی سے اوسنی نقل کی ہے کہ وہ کہتی ہین
مین بغداد سے باہر آیا اور اوسمین نہایت متقی اور پرہیزگار اور فقیہ اور عالم کسیکو
سوائی احمد بن حنبل کے نچھوڑا اور احمد بن سعید دارمی کہتی ہین کہ مینے کسی شخص کو جناب
رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کا حافظ اور فقہ و معانی حدیث کا
عالم زیادہ احمد بن حنبل سے نہ پایا اور ہلال بن العلا کہتے ہین کہ حق تعالی نے
لوگون پر اس امر کا کہ احمد محنت مین ثابت رہا بڑا احسان کیا ورنہ لوگ کافر ہو جاتے
اور ابن راہویہ کہتی ہین کہ اگر احمد بن حنبل نہ ہوتے اور اپنی نفس پر تکلیف نہ اوٹھاتے
تو اسلام ہی جہان سے جاتا رہتا اور طرفہ ترسب سے یہ ہے کہ حضرت ابن المدینی
امام احمد بن حنبل کو حضرت خلیفہ اول سے ترجیح دیتی ہین اور اونکی اسلام قایم کرنیکو
قائم کرنے سے حضرت ابو بکر کی ردت مین زیادہ رکھتی ہین چنانچہ شیخ عبد الحق
تحصیل الکمال مین فرماتی ہین جسکا محصل یہہ ہے کہ میمونے کہتی ہین مجھسے
بصرہ مین ابن مدینی نے کہا کہ ای میمونے کسی نے اسلام مین وہ شے قائم نہین کی
جو احمد نے مین اسنے متعجب ہوا اور کہا کہ ابو بکر نے ردت مین قائم کیا مینی کہا کہ کیون
جوابدیا کہ ابو بکر کے پاس انصار تھے اور احمد بے انصار تھا اور ابو داود کہتی ہین
کہ دو شخص کبار مشائخ حدیث سے مجکو ملے لیکن کسیکو مثل احمد بن حنبل نہ پایا انتہی
کلامہ الشریف پس ای حق بین انہین امام احمد بن حنبل کے تصنیف سے ایک کتاب
مسند ہے جسکے نسبت شاہ عبد العزیز دہلوی بستان المحدثین مین فرماتی ہین
امام احمد چون از مسودہ این مسند خود فارغ شد ہمہ اولاد خود را جمع کرد و بر ایشان
خواند و گفت این کتابی است کہ من آنرا جمع کردہ ام و چیدہ ام از ہفت لکھ و پنجاہ ہزار
حدیث یعنی طرق پس اگر مسلمانان را اختلافی واقع شود در حدیثی از احادیث

پیغمبر باید کہ باین کتاب رجوع آرند پس اگر درین کتاب اصل وی بیابند فبہا
والا نا معتبر شناسند انتہی اس کتاب معتبر اور مستند اور معتمد مین منقول ہے

عن النبی صلعم من دمعت عیناہ لقتل الحسین دمعۃ او قطرت قطرۃ بواہ اللہ فی الجنۃ
یعنے رسول خدا صلعم سے منقول ہے کہ جس شخص کے آنکھوں مین قتل امام حسین علیہ السلام
سے آنسو آوی یا ایک قطرہ اشک کا نکلے تو حق تعالی اوسکو بہشت مین جگہ دیتا ہے
انتہی اب صاحبان انصاف و تارکان لداد و اعتساف دیکھین اور ملاحظہ فرماوین
کہ جب شہادت امام حسین پر گریہ فرزند رسول الثقلین و جان کیا رتبہ علیا اور
درجہ قصوی رکھتا ہے کیا اب بھی انکار ہے کہ رونا نچاہی جبکہ تصریح ہو چکی اس حدیث
صاحب ذخائر العقبی نے بھی لکھا ہے اور یہہ خاص حضرت کا کلام ہے کیا مجال ہے
کسی کی جو اسمین دخل دی اور کیا طاقت جو دم مارسکی اور ملا حسین روضۃ الشہداء مین
فرماتی ہین گریہ درین ماتم موجب حصول رضای ربانی وسبب وصول ریاض
جاودانی است چنانچہ در حدیث آمدہ من بکی علی الحسین او ابکی وجبت لہ الجنۃ یعنے
ہر کہ بر حسین بگرید یا دیگری را بگریاند سزاوار باشد کہ او را در بہشت برند و جار اللہ زمخشری
فرماید کہ ہر کہ بگرید بہشت مر او را واجب می شود و ہر کہ خود را گریان فرانماید بحکم من
تشبہ بقوم فہو منہم در وعدہ وجبت لہ الجنۃ داخل است انتہی رسالتماٰب نے
اتنا شرف گریہ و بکا کا فرمایا ہے آپ بھی روئی ہین اور اونکو بھی رولایا ہے
اور انبیا بھی ہی کا رونا کیا امام اور اتقیا اور ملائکہ اور اجنہ اور شاہد و سامع
معرکہ کربلا و جمادات و حیوانات و طیور و وحوش اس مصیبت کبری اور داہیہ
عظمی مین روئی ہین شواہد اسکے محتاج بیان نہین تفصیل و بسیط کا بیان امکان نہین
لیکن بنا بر خاطر احباب خوفا عن الاطناب والاسہاب کچھہ تہوڑے سے مرویات

معتمدہ و احادیث مستند و اس مقام پر لائی جاتی ہین اول گریہ و زاری و حزن و بیقراری فخر عالم رسول اکرم اشرف آدم جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بطریق اہلسنت دیکھنی چاہئی شیخ الاسلام ابن حجر مکی ہیثمی جو نہایت متعصب ہین اور شیعونکو کافر جانتی ہین یزید کو مسلمان کلمہ گو دعا کا مستحق مانتی ہین حضرات اہلسنت کے نزدیک نہایت مستند اور معتمد و ثقہ ہین انکی محامد و اوصاف کتب رجال اہل سنت سے واضح اور کلام عمائد سے لائح ہین شہاب الدین خفاجی تو ریحانۃ الالبار مین بی انتہا ہی تعریف کرتی ہین اور علامہ دہر اور مرجع فضلاء و علماء لکھکر کہتی ہین کہ ولو د اللیالی عن مثلہ عقیم و تریاق نفثات طبعہ السلیم شفاء کل سلیم پوری عبارت بخوف طوالت قلم انداز ہوی اور جناب شیخ عبد الحق دہلوی رسالہ ما ثبت بالسنۃ کے ذکر روز عاشورہ مین اسی ابن حجر کو نہایت تعظیم و تکریم سے یاد کرتے ہین اور فرماتی ہین قال الشیخ شہاب الدین بن حجر الہیثمی المصری مفتی بلد اللہ الحرام و شیخ الفقہاء و المحدثین فی آوانہ بذلک المقام فی الصواعق یعنی شیخ شہاب الدین بن حجر ہیثمی مصری مفتی بلد اللہ حرام و شیخ فقہاء و محدثین بزمان خود اس مقام پر صواعق محرقہ مین لکہتی ہین اور صاحب کشف الظنون ذکر شرح اربعین نووی مین فرماتی ہین شرح الامام الحافظ شہاب الدین احمد بن حجر الہیثمی المکی المتوفی سنۃ اربع و سبعین و تسعمائۃ و ہو شرح ممزوج اسمہ فتح المبین اور علی ہذا تاج الدین مکی کفایۃ المتطلع مین ذکر شروح شمائل مین بتعظیم یاد کرتے ہین پس یہی ابن حجر ہیثمی مکی جنکے نسبت اتنی علماء اہل سنت نے گواہی دی کہ مفتی بلد اللہ الحرام اور مرجع علماء و فقہاء کرام تہی اپنے صواعق محرقہ مین جو بسبب شیعونکے کثرت کے اونکی رد مین لکہی ہین فرماتی ہین اور یہہ روایت نسخہ حاضرہ سے قلمی

ہند کے صفحہ ۲۸۵ پر موجود ہے واخرجہ الترمذی ان ام سلمۃ رات النبی صلی اللہ
علیہ وسلم پایا گیا و براسہ ولحیتہ التراب فسالتہ فقال قتل الحسین انفا وکذلک راہ
ابن عباس نصف النہار اشعث اغبر بیدہ قارورۃ فیہا دم یلتقطہ فسالہ فقال دم
الحسین واصحابہ لم ازل اتتبعہ منذ الیوم فنظروہ فوجدوہ قد قتل فی ذلک الیوم یعنی
ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت ام سلمہ نے خواب میں حضرت رسول خدا صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حال سے دیکھا کہ روتے ہیں اور خاک سر وریش مبارک
حضرت پر پڑی ہوئی ہے ام سلمہ کہتی ہیں کہ مینے حضرت سے اس حال کا باعث
پوچھا فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام اسوقت مدرجہ شہادت فائز ہوئے اور اسیطرح ابن
عباس نے دوپہر کو موپریشان اور گرد آلودہ دیکھا اور دیکھا کہ دست مبارک میں ایک
شیشہ خون سے بھرا ہوا ہے ابن عباس نے اسکا سبب پوچھا فرمایا کہ یہہ خون حسین
اور اوسکی اصحاب کا ہے میں آج اوسکی جمع کرنے میں مشغول تھا جب لوگون نے
خیال کیا تو معلوم ہوا کہ اوسی روز امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے۔ انتہی اور
سر الشہادتین مصنفہ شاہ عبد العزیز خاتم المحدثین میں یہہ دونو روایتیں حضرت ام سلمہ
اور ابن عباس سے کے صفحہ ۳۲ و ۳۳ پر موجود ہیں اور مدارج النبوۃ میں شیخ
عبد الحق دہلوی نے صفحہ ۵۹۰ پر لکھا ہے روایت کردہ ہست ترمذی از
سلمیٰ قرۃ القتار گفت درآمدم برام سلمہ ودیدم اورا میگریدگفتم چہ چیز درگریہ
آوردترا یا ام سلمہ گفت الان رسول خدا صلعم را در منام دیدم کہ بر سر ولحیہ شریف وی
خاک ہست ومیگریدگفتم چہ شدہ ہست ترا یا رسول اللہ گفت حاضر شدم قتل حسین را
کہ واقع شدہ است انتہی اور علامہ شیخ محمد صبان کتاب اسعاف الراغبین
فی سیرۃ المصطفیٰ وفضائل اہل بیتہ الطاہرین میں ابن عباس سے کے روایت کو

جو نسخہ مطبوعہ مالا بد منہ کے صفحہ ۱۹۱ پر ہے اسطرح سے بیان کرتے ہین و قال
ابن عباس رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام نصف النہار اشعث
اغبر بیدہ قارورۃ فیہا دم قلت یا رسول اللہ ما ہذا قال ہذا دم الحسین ارفعہ الی اللہ
عزوجل فجاء الخبر بعد ایام انہ قتل ذالک الیوم و فی تلک الساعۃ رواہ البیہقی یعنے
ابن عباس سے بیان کیا ہے کہ مینے دوپہر کو خواب مین جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ حضرت کے بال پریشان ہین اور خاک پڑی ہوئی ہے
ہاتھ مین ایک شیشہ ہے جسمین خون ہے مینے کہا ای رسول اللہ یہہ کیا ہی فرمایا حسین کا
خون ہے خدای تعالی کی جانب اسکو لیجاتا ہون پس بعد چند دن کے خبر آئی
کہ امام حسین علیہ السلام اسی روز اور اوسی وقت شہید ہوئے ہین بیہقی نے اسکو روایت
کیا ہے انتہی اور رسالہ سر الشہادتین مین جو کہ تصنیف شاہ عبد العزیز صاحب محدث
دہلوی سے ہے یہہ روایت صفحہ ۲۷ پر موجود ہے جسکو ہم ترجمہ کرکے بیان کرتے ہین
حاکم اور بیہقی نے ام الفضل بنت حارث سے روایت کی ہے کہ مین ایکدن
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حسین علیہ السلام کو لیگئی اور حسین کو
حضرت کی گود مین رکھدیا بعد اسکے مینے دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے آنکھون سے آنسو بہتے ہین فرمایا حضرت نے کہ مجکو جبرئیل نے خبر دی ہے کہ میری
امت اس میرے بیٹے کو شہید کریگی اور اوسکے مقتل کی مٹی مجکو جبرئیل نے دی ہے
انتہی اور سر دستگیر پیران خلیفہ ثانی شیخ عبد القادر جیلانی باوجود شدید التعصب
اور نہایت مخالفت حزن و بکا یوم عاشورہ وغیرہ ہونے کی اور روز عاشورہ کو
روز فرحت و سرور و سرمہ کشی و عید جاننے کے اور حکم کرنے کے اپنی
اوسی کتاب غنیۃ الطالبین مین جسمین یہہ امور لکہی ہین فرماتی ہین روسے

عن ام سلمة انہا قالت کان رسول اللہ فی منزلی اذ دخل الحسین فطالعتہما من الباب
واذا الحسین علی صدر النبی انہ یلعب فی ید رسول اللہ قطعۃ من الطین ودموعہ
تجری فلما خرج الحسین دخلت وقالت بابی وامی یا رسول اللہ طالعتک وفی یدک
طینۃ وانت تبکی قال لما فرحت بہ وھو علی صدری یلعب اتانی جبرئیل وناولنی الطینۃ
التی یقتل علیہا فلذلک بکیت - یعنی ام سلمہ سے مروی ہے کہ انہون نے کہا
جناب رسول خدا صلعم میری گھر مین تشریف رکھتے تھے کہ ناگاہ حسین دروازہ مین سے
آئے مین اون دونو کو دیکھتی تھی ناگاہ دیکھا مین نے کہ حسین سینہ مبارک پیغمبر خدا
پر بیٹھکر کھیلتے ہین اور ہاتھ مین رسول خدا صلعم کی تھوڑی سے مٹی ہے اور اشک
جاری ہین پھر حسین اپنے جد امجد کے پاس سے چلے گئے تو مین انحضرت کے
پاس گئی اور کہا کہ میرے مان باپ آپ پر سے فدا ہون ای پیغمبر خدا مینے آنکھو
دیکھا کہ آپ کے ہاتھ مین مٹی ہے اور آپ روتی ہین حضرت نے فرمایا کہ جب
مین حسین کے آنے سے اپنے پاس اور اوسکے کھیلنے سے اپنے سینے پر خوش ہوا
تو جبرئیل میرے پاس نازل ہوی اور مجھکو یہہ مٹی اوس زمین کی دی کہ جہان حسین
شہید ہونگے پس اسوجہ سے مین رویا انتہی اور مدائح شیخ عبد القادر جیلانی نے
غوث ربانی کے غیر محصورہ مین مختصر تاریخ یافعی اور جذب القلوب اور
اخبار الاخیار شیخ عبد الحق دہلوی اور مفصلا کتاب بہجۃ الاسرار و معدن
الانوار نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف شافعی و بہجۃ الاسرار بوصیری سے
معلوم ہوتی ہین سب بیان کرنے سے تو علحدہ ایک رسالہ ہوتا ہے لیکن
ذرا سا فقرہ یافعی کا جو مراۃ الجنان مین لکھا ہے بیان کرتا ہون شیخ جیلانی کے
شان مین کہتے ہین کہ قطب الاولیاء الکرام و شیخ المسلمین والاسلام

رکن الشریعۃ وعالم الطریقۃ وموضح الاسرار الحقیقۃ حامل لواء المعارف والمفاخر شیخ الشیوخ وقدوۃ الاولیاء العارفین اور کتاب غنیۃ الطالبین باعتراف شاہ ولی اللہ کے قرۃ العینین بتفضیل الشیخین مین اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین اور سوا انکی مصنفات شیخ جیلانی سے ہے اور تشہیر وزارے جناب رسول مختار اور نیر حیدر کرار کی روایت ذیل سے بھی ظاہر ہے جو کہ صواعق محرقہ مین ابن حجر نے لکھی ہے اور نسخہ حاضرہ کے صفحہ ۱۵۳ پر درج ہے واخرج ابن سعد عن الشعبی قال مر علی رضی اللہ عنہ بکربلا عند مسیرہ الی صفین وحاذی نینوی قریۃ علی الشط فوقف وسال عن اسم ہذہ الارض فقیل کربلا فبکی حتی بل الارض من دموعہ ثم قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو یبکی فقلت ما یبکیک قال کان عندی جبرئیل آنفا واخبرنی ان ولدی الحسین یقتل بشاطی الفرات بموضع یقال لہ کربلا ثم قبض جبرئیل قبضۃ من تراب اشمنی ایاہا فلم املک عینی ان فاضتا ورواہ احمد مختصرا عن علی قال دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث یعنے ابن سعد نے شعبی سے روایت کی ہے کہ جناب علی بن ابیطالب جب صفین کی جانب تشریف لے جاتے تھے تو زمین کربلا مین ہو کر گذرے جب برابر اوس قریہ کے پہنچے جو لب فرات پر واقع ہے اور اوسکو نینوی کہتے ہین کھڑے ہو گئے اور پوچھا کہ اس زمین کا کیا نام ہے عرض کیا گیا کہ اسکو کربلا کہتے ہین یہ سنکر حضرت روئے یہانتک کہ وہان کے زمین آنسوؤن سے تر ہو گئے پھر فرمایا کہ ایک روز مین رسول خدا کی خدمت مین حاضر ہوا دیکھا کہ آپ روتے ہین مینے عرض کیا کہ کس چیز نے آپکو رولایا ہے فرمایا کہ ابھی جبرئیل میرے پاس

اور خبر دی کہ میرا فرزند حسین کنارہ پر فرات کے اوس زمین پر جسکو کربلا کہتے
ہین قتل کیا جاویگا پھر جبرئیل نے ایک مٹی خاک وہان کی اٹھا دی اور مجکو دی
مینے اوسکو سونگھا پس مجھسے نہ ہوسکا کہ گریہ وزاری کو ضبط کرون آنسو آنکھہ
سے بے اختیار جاری ہوے اور احمد نے اس حدیث کو مختصرا جناب ام سے
نقل کیا ہے کہ مین رسول خدا کے پاس گیا الی آخر الحدیث جناب خاتم المرسلین
جنکا قول و فعل تابعین و تبع تابعین کے واسطے مین شرع متین اور قابل
اذعان و یقین ہے اور جنکی اطاعت حسب اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول لازم اور جنکے
قول پر موافق ان ہو الا وحی یوحی عمل واجب ... مصیبت کربلا ... اور واسطے ... عظمی مین
روئی اور رونے کا حکم ... بلکہ رونا ... انتقال از عالم فانی بعالم
جاودانی جنت مین ... اور امام ... روایت حضرت ام سلمہ اور ابن عباس
شاہد صادق ہین اور حقیقہ ... قول ام سلمہ و ابن عباس نہ ایسی
ہین کہ محتاج بیان ہون انکی سچائی ہونے مین کسی کو شک نہین اور یہہ بھی متفق علیہ ہے
کہ جسنے حضرت کو خواب مین دیکھا اوسنے ٹھیک حضرت ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان اس صورت پر
متمثل نہین ہوسکتے ... اسلیے یہہ رویا بوجہ صدق تعبیر صادق و صحیح
ہین پہلی روایت مین رونا حضرت محمد مصطفی صلعم اور علی مرتضی کا ظاہر ہے
اب شیعہ اگر حسب اطاعت کلام ربانی اور اطاعت فعل حضرت محبوب
سبحانی سرگرم بکا ہون تو کیا ... ہے ای حضرات تم سب پر واجب ہے
کہ جب رسول خدا صلعم گریہ وزاری ضبط نکر سکے اور علی مرتضی اتنا روسکے
کہ زمین تر ہوگئے تو تم بھی غمناک اور مجروح ... گریہ وزاری اوس کشتہ تیغ
جفا پر ہو جی لہ الفدا پر کرو قرآن جو خدای تعالی کا کلام ہے حسین پر شک

و ترغیب کا مقام ہے اوسمین موجود ہے ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ یعنے
تمہارے لئے رسول خدا کے پیروی نیک ہے پس اسی آیت سے وجوب
گریہ و زاری ظاہر و باہر ہے دوسری وجہ حزن و بکا قول حضرت رسالتمآب
ہے جو مسند احمد بن حنبل سے سابق مین بیان ہوا دیکھو اگر ہم مین سے کوئی
رسول کی اطاعت کر کے امام حسین پر جو بڑی بڑی مصیبتون مین اور سخت سخت
تکلیفون مین گہر کر شہید ہوے روویگا تو کیا سنت نہو گے اور پیروی رسول
نہ کہلاوی گی اوبدعت ہو جاوے گی ہرگز نہ ہوگا بلکہ خاص پیروی اور متابعت ہے
بدعت کیسی خود رسول سے گریہ کا ضبط نہو سکا اور آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے
اور کیون جاری نہوتے امام حسین علیہ السلام کو انہون نے بڑی ناز و نعمت سے
پالا تہا اور گو کہ حقیقت مین حضرت کے نواسے ہین لیکن جناب رسالتمآب اونکو
بیٹا ہے بتاتے تھے جیسا کہ صواعق مین بائیسوین حدیث ہے کہ اولاد فاطمہ کا مین باپ
ہون اور فرماتے تھے کہ حسین مجھسے ہے اور مین حسین سے ہون اللہ اکبر
کیا جلالت شان ہے علامہ صبان نے اسعاف الراغبین مین یہ روایت نقل کی ہے

جو نسخہ چھاپ شدہ کے ۱۸۳ صفحہ پر ہے اخرج الحاکم وصححہ عن یحیی العامری ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حسین منی و انا من الحسین یعنے رسول خدا صلی اللہ
علیہ و الہ وسلم نے فرمایا حسین مجھسے ہے اور مین حسین سے ہون انتہی
جناب رسول مقبول تو لعاب دہن حسین کو چوستے اور کوئیان بچیا او دہن مبارک
و مطہر و مقدس ہی پر مارا کرین او سے کتاب مذکور اسعاف الراغبین مین اسے
صفحہ پر مذکور ہے روے ابو الحسن بن الضحاک عن ابی ہریرۃ قال رایت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یمتص لعاب الحسین کما یمتص الرجل التمرہ یعنے

ابوہریرہ بیان کرتی ہین کہ مینی رسول مقبولؐ کو لعاب حسین کا اسطرح چوستی دیکھا
جیسی کوئی شخص خرمہ کو چوستا ہے واآسفاہ یوم عاشوراکے خشک دہنی اور تشنہ
لبی اگر رسالتماب ملاحظہ فرماتی کیا ہوسکتا تہا کہ چپ رہ جاتی صرف جبرئیل سے
خبر شہادت کی سنتی سے ضبط گریہ وزاری نہ ہوسکا کیونکر ممکن ہوتا کہ اسکو
دیکھتی بلکہ تعجب نہ تہا کہ روتی روتے ایسی وقت مین روح مبارک جسم طہر
پرواز فرماجاتی چنانچہ ابن جوزی نے کہا ہے کہ اینن العباس وہو ماسور ببدر

منع النبی النوم فکیف باینن الحسین ولما اسلم وحشی قاتل حمزة قال لہ النبی

غیب وجہک فانی لا احب ان اری من قتل الاحبتہ قال وہذا الاسلام یجب

ما قبلہ فکیف تقلبہ ان یری من فخ الحسین وامر تقتلہ وحمل اہلہ باقتاب الجمل
یعنے نالہ وفریاد عباس نے جبکہ وہ بدر مین اسیر تہے حضرت رسول اللہ کو
سونی ندیا پس حسین کے فریاد سے کیا حال ہوا ہوگا اور جب کہ وحشی قاتل
امیر حمزہ کا اسلام لایا تو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نی فرمایا کہ اپنی مونہہ کو
مجہی مت دکہلا کیونکہ مجہی یہہ پسند نہین ہے کہ اپنی دوستونکے قاتل کو
دیکہون اور یہہ بہی کہا کہ بسبب اسلام کے پہلے گناہ عفو ہوجاتی ہین پس
کیونکر خاطر مبارک جناب رسول خدا کی گوارا کریگی کہ اوس شخص کو دیکہی
جسنی امام حسین علیہ السلام کو ذبح کیا اور اونکے قتل کا حکم دیا اور اوسکے
اہلبیت کو اونٹونکی پشت پر سوار کرنیکا امر کیا انتہی ابن جوزی نے اس مقام پر انصاف کیا
اب اسطرح سے کہہ سکتی ہین کہ کیونکر رسول اون لوگون کے دیکہنی سے خوش ہونگے
جو گریہ وبکا سے اوس کے جگر گوشہ وقرۃ العین امام حسین کے منع کرتے ہین
کیا آج روح پر فتوح رسول مقبول اون لوگون سے خوش نہوتے ہونگے

جو اوسی راحت دل ارام جان رسول الثقلین و جان جناب امام حسین علیہ السلام پر
روتے ہین اور پیروی مین اپنی رسول کی محزون و اشکبار ہوتے ہین خیال کرو
امیر حمزہ حضرت کی چچا تہے اور جناب عبد اللہ والد رسالتماب کے باپ مین شریک تہے
نہ کہ مان مین جیسا کہ کتب سیر مین منقول ہے کہ والاشقار لعبد اللہ والد النبی صلی اللہ
علیہ وسلم من ہولار ثلاثۃ ابوطالب والزبیر وعبد الکعبۃ لیکن پہر بہی حضرت رسول
مقبول نے جب وہ شہید ہوی تو اون پر رونیکا حکم فرمایا اور نہ رونے پر کسی رونیوالیکے
افسوس کیا اور خود روی دیکہو ماوردی نے اپنی سیر کے بیان غزوہ احد مین
لکہا ہے لما انصرف رسول اللہ الی المدینۃ مر بدار عبد الرحمن دار الانصار فسمع بکار
النوائح علی قتلاہم فذرفت عینا رسول اللہ بکی ثم قال لکن حمزۃ لابواکی لہ وامر
سعد بن معاذ واسید بن حضیر لنسارہم ان تحتزمن ثم یذہبن ویبکین علے عم رسول اللہ
فلما سمع رسول اللہ بکاہن علی حمزۃ خرج الیہن وہن علے باب مسجدہ فقال ارجعن یرحمکن اللہ فقد
اسیتن بانفسکن انتہی اور اسکا ترجمہ قریبا قریبا وہی جو جمال المحدثین نے روضۃ الاحباب
مین ترجمہ غزوہ احد مین لکہا ہے اور جمال محدثین بتصریح شاہ عبد العزیز کے رسالہ اصول
حدیث مین اور ملا علی قاری کے مرقاۃ شرح مشکوۃ مین مشائخ کبار سے ہین
اور اونکی کتاب روضۃ الاحباب سے ملا علی قاری مرقات شرح مشکوۃ مین اور ملا یعقوب
لاہوری خیر جاری شرح صحیح بخاری مین اور حسین بن محمد بن حسن الدیار بکری
تاریخ خمیس فے احوال النفس النفیس مین اور عبد الحق دہلوی مدارج النبوۃ اور
رجال مشکوۃ مین اور شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا مین استدلال کرتے ہین اور اوسکو
معتبر جانتے ہین پس اسے روضۃ الاحباب مین یہہ مرقوم ہے چون رو بمدینہ نہید
اکثر خانہا اواز گریہ زنان شنید الا خانہ حمزہ فرمود ولکن حمزۃ لابواکی لہ

ابھنا حمزہ اینجا زنانی کہ بروی گریند ندارد انصار بخانہای خویش رفتند و زنان خویش را گفتند کہ اول بخانہ حمزہ عم رسول خدا روید و بروسے بگریند و بعد ازان بخانہ آیند و بر مقتلے خویش گریہ کنید زنان انصار ہمہ بخانہ حمزہ آمدند بین العشائین تا قریب بہ نیم شب بروسے میگریستند و سید عالم بخواب رفتہ بود چون بیدار شد آواز گریہ زنان از خانہ حمزہ شنید پرسید اینچہ آواز ایست گفتند زنان انصار اند کہ بر عم تو میگریند حضرت فرمود رضی اللہ عنکن وعن اولادکن واولاد اولادکن انتہیٰ چونکہ عبارت زیادہ مشکل نہین ہے لہذا ترجمہ اردو مین قلم انداز ہوا یہی روایت شیخ عبدالحق دہلوی نے مدارج النبوۃ مین معارج النبوۃ سے نقل کی ہے ای حیلہ جویان بروایات بعیدہ وای مانعین بکا باحتمالات غیر سدیدہ از راہ انصاف اس روایت کو ملاحظہ فرمائی اور حد نصفت سے باہر تشریف نہ لیجائی جبکہ رسالتمآب حضرت حمزہ کی نہ رونیوالی کا تاسف فرماوین اور حمزہ لا بواکی لہ کا جملہ از روی الم زبان پر لاوین اور زنان انصار کے گریہ سے اونکو دعا دین او رخطاب رضی اللہ عنکن وعن اولادکن واولاد اولادکن ارشاد کرین جسکے معنے یہہ ہین کہ خدا تمسی و تمہاری اولاد کی اولا سی خوش ہووے تو بہلا سوچو توسہی کیون کر آنحضرت نوحہ و بکا سی مصیبت سیدالشہدا کے راضی نہو وینگی اور اون رونیوالون کی حق مین وہ نہ فرماوین گے جو حمزہ کے رونیوالون کے حق مین فرمایا کیونکہ بالاتفاق حضرت رسالتمآب صلعم کو جناب حمزہ سے اتنی محبت نہ تہی جتنی کہ امام حسین علیہ السلام سی تہی اور نہ پیش خدای جلیل حضرت امیر حمزہ کا اتنا مرتبہ تہا جتنا کہ جناب سیدالشہدا امام حسین علی روحی لہ الفدا کا تہا یہ اہلبیت مین داخل ہین آیہ تطہیر انکی شان مین نازل ہے

حال اُن سے صاف حقیقت ظاہر ہے انکی محبت جزو ایمان ہے انکا دشمن
داخل جہنم ہے یہہ باعث نجات ابراہیم از نار نمرود و باعث عفو ترک اولی آدم
و باعث قرار کشتی نوح ہین یہہ گوشوارہ عرش ہین انکا بغض دلیل کفر و نفاق ہے
چنانچہ سب امور بالتصریح صواعق محرقہ وغیرہ مین مسطور ہین علاوہ بران حمزہ بہی
تو شہید ہوے لیکن وہ آیات عجیبہ اور مشاہدات غریبہ کہان پیش آئی جو امام حسین کے
شہادت سے قیامت آئی فکر تو حضرت نے حمزہ پر رونی والا نہونے کا نہایت
افسوس کیا اور خود رونے لگے اور جب رونے والیونکی آواز سنی تو اونکو
دعا دی اب بہی جب حضرت دیکہتی ہونگے کہ میرے فرزند پارہ جگر حسینؑ پر کوئی
رونیوالا نہین تو کیسی روتے ہونگے اور متاسف ہوتے ہونگے لیکن جب
دیکہتی سنتی ہونگے کہ ایک گروہ کے مرد تو آپ کے حسینؑ پر اور اوسکے آقا
رب و اعزا پر روتے ہین اور اونکی عورتین آپکی نواسیونکی مصیبت مین جگر چاک
غمناک ہوتی ہین اونکی بچے مثل یتیمونکے مصیبت زدہ ہو کر آپکی ایتام کو یاد کرتے
اور کراتی ہین اور یہہ لوگ آپ بہی روتی ہین اور ونکو بہی رولاتی ہین ایام
شہادت مین لذات کو ترک کرتے ہین عزاخانہ مکان کو بناتی ہین تو کیا کیا دعا حضرت کے
دل سے نکلتی ہوگی۔ کیونکہ ہوگا کہ حمزہ کی رونیوالیون کو تو حضرت دعا دین اور
نہ رونے پر تاسف فرماوین اور اپنی دل کے آرام وچین امام حسین علیہ السلام پر
رونیوالے کو نفرین کرین اور رونے پر عذاب دلاوین صاحبو امام حسین علیہ السلام
حضرت رسالت پناہ کے نزدیک وہ مرتبہ تہا کہ اپنے بیٹے ابراہیم کو اون پر سے
نثار کر دیا اور کچہہ پروا نہ کی لیکن حسین علیہ السلام کے جدائی اور مفارقت کو
گوارا نہ کیا سنئی رسول مقبول تو اپنا بیٹا تک نثار اور صدقے کر دین اور اگر

آج ہم دوچار روپیہ جو کرور ہا درجی اوس قریش سے کم ہین بلکہ کچہ نسبت ہی نہین رکہتی
تصدق کرین تو لوگ بدعت بتاوین اور اوس سید الشہدا نے بیچ راہ خدا کی روپیہ
مال آدمین اوسکی شہادت کے دنکو جسمین آثار قیامت ظاہر ہوی یوم عید شمار کرین
چنانچہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی جنکے مدائح سابق مین بیان ہوئی غنیۃ الطالبین
مین فرماتے ہین وکذالک عاشورا لا یتخذ یوم مصیبۃ ولان یوم عاشوراء ان یتخذ یوم مصیبۃ
لیس باولی من ان یتخذ یوم عید وفرح وسرور لما قدمنا ذکرہ وفضلہ من انہ
نجی اللہ فیہ انبیائہ من اعدائہم واہلک فیہ اعدائہم الکفار من فرعون وقومہ وغیرہم
وانہ خلق السموات والارض والاشیاء الشریفۃ وآدم وغیر ذلک وما اعد اللہ
لمن صامہ من الثواب الجزیل والعطاء الوافر وتکفیر الذنوب وتمحیص السیات
فصار عاشورا مثل بقیۃ ایام الشریفۃ کالعیدین والجمعۃ والعرفۃ وغیرہا انتہی
ملا عبد الحکیم نے جو مشاہیر علمای اہلسنت سے ہین اس عبارت کا ترجمہ فارسی
مین اس طرح کیا ہے وہم چنین روز عاشورا گرفتہ نشود روز ماتم ازجہت
اینکہ بدرستیکہ روز عاشورا گرفتہ شود روز ماتم نیست سزاوار اینکہ گرفتہ شود
روز خوشی ازجہت چیزیکہ بالا ذکر کردیم از فضل او و از اینکہ بدرستیکہ شان اینست
نجات داد خدا تعالی در آن روز عاشورا پیغمبران را از دشمنان ایشان از
فرعون وقوم او وغیر ایشان و اینکہ بدرستیکہ خدائی تعالی آفرید آسمانہا و زمین
و چیزہای بزرگ در آن روز و آدم علیہ السلام و جز آن و چیزی کہ آمادہ کردہ است
خدائی تعالی و کسے را کہ روزہ داشت آنرا از ثواب بزرگ و بخشش بسیار
و دور کردن گناہان و محو کردن بدیہا پس روز عاشورا بجای باقی روزہای
بزرگ است چنانچہ ہر دو عید و جمعہ و عرفہ و جز آن انتہی سبحان اللہ حضرت

جیلانی کی رای کو خیال کرنا چاہی کہ روز عاشورا کی نسبت کہتی ہین کہ روز عاشورا کو
مصیبت کا دن ماننا اسسے بہتر نہین ہے کہ اوسکو عید کا دن اور فرحت وسرور کا
روز سمجہا جاوی اور پہر دوسری مقام پر کہتی ہین کہ روز عاشورا مثل
باقی ایام شریفہ جیسی دو نو عید اور جمعہ اور عرفہ کے ہوگیا ای شیخ جیلانی
مصرعہ بہی ہم ولی سمجہتی جو نہ ایسے بات کہتا ۔ رسالتمآب اور جمیع اہلبیت
اطیاب صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کے لئے تو وہ دان ہو کہ خدای تعالی کسی فرد بشیر کو
نصیب نکری اور باعتراف عالم متعصب جناب ابن حجر ہیتمی مکی کے جنکی مدائح
علیہ اور مناقب سفیہہ سابق مین گذری یہہ مصیبت ایسی ہو کہ کوئی مصیبت
اوس تک نہ پہنچ سکے اور یہہ بہی اونکی نزدیک ہو کہ ہر مسلمان کو سزاوار ہے
کہ اوس پر محزون ہووی اور تاسف کری اور لوگون کو اسکا حکم دی اور ترغیب
دلاوی لیکن حضرت شیخ جیلانی قطب ربانی اپنی رای صایب سے اسکو

حرام فرماوین اور یوم عید وفرح وسرور بتلاوین وہل ہذا الا اتبعتہ من کان

یخالف الرسول لماثبت وجوب البکاء من ادلتہ العقول والنقول ومرویات العلماء

الفحول وقیاسہ لایلیق ان یحیل علی مناط القبول علی ان القیاس فے شریعتہ الرسول

محذور وممنوع کما ورد عن الائمتہ العدول صلوات اللہ علیہم ما دام للشارق

الذرور والافول اب حقیر بعد اسکی اس مقام پر دست بستہ خدمت مین حضرت غوث
صمدانی وقطب ربانی جناب شیخ عبد القادر جیلانی کے التماس کرتا ہی کہ ای شیخ
آپ ہی سنے یہہ کشتی ڈبوئی ہے غور بنظر بعین انصاف نہ براہ عتساف مـلاحظہ
کرنا چاہئی کہ یہہ دعوی محبت اور مودت اہلبیت علیہ الصلوۃ والسلام کا ہے
کیا یہہ مقتضا محبت کا نہین ہے کہ دوست کی خوشی مین خوش ہو اور رنج مین غمگین

ہم دیکھتے ہین کہ اگر کوئی شخص کسی دوست کی شادی مین شادان اور غمی مین
گریان ہوتا ہے وہی بڑا خریدار اور غمخوار کہلاتا ہے علاوہ بران مین تم سے حلفاً
پوچھتا ہون کہ تم تو مرگ پسر یا پدر سے ایک روز رنجیدہ اور محزون ہوا اور تمہارا
کوئی دوست پوشاک بدلی عطر لگاوے زینت کرے اور آپکے پاس آکر فرح و سرور کے
باتین آغاز کر دے اور جانتا بھی ہو کہ آج اسپر صدمہ عظیم طاری ہے کیا تمکو ناگوار
نہ ہوگا اور کیا تم اوس سے بیزار اور ناخوش نہو جاؤگے وہ تمکو دوست معلوم ہوگا
یا دشمن للہ یہی فرماؤ کہ تمنے کسی کی تعزیت کو جاکر تہنیت دی ہے اور مرد کے
سوگ کا پرسا دیا ہے یا خوشی اور سرور ظاہر کیا ہے اور اگر ظاہر کیا ہے تو تمکو اوسنے
دوست جانا ہے اور اس تمہارے سرور سے وہ بھی خوش ہوا ہے یا ناراض ہے
نہوا ہے نہ ہوگا کہ مرجاوے وہ تمہاری خوشی سے خوش ہوگا بلکہ تم تو عین اوسکی
ناراضی کی باتین کرتے ہو دیکھو رسالتماب نے فرمایا ہے کہ لن یومن احدکم حتے
اکون احب الیہ من نفسہ یعنے کوئی تم مین سے ہرگز مومن نہوویگا جبتک کہ مجھکو
اپنی نفس سے زیادہ دوست نہ رکھے اور یہہ باتفاق ہے جیسا کہ بیہقی اور ابو الشیخ
اور دیلمی وغیرہ نے لکھا ہے کیا تم یہی محبت کرتے ہو کہ اوسکے جگربند نور چشم
لخت جگر سید شباب اہل الجنۃ سبط رسول امام حسین علیہ السلام کی شہادت
او مصیبت پر خوشی کرتے ہو تم اپنی نفسون سے رسول کو زیادہ دوست رکھو
نہین کوئی مومن نہوگا اب تم دیکھو کہ تمہارا کوئی عزیز قریب کنبہ والا مرجاوے
تو تم مہینون اوسکو یاد کرکے روؤ بلکہ برسون اور لوگ تمہاری پاس پرسے کو آوین
اور تم اونکو اپنا غمخوار اور شادی غمی کا شریک سمجھکر دوست جانو لیکن تم رسول کو
اپنی نفسون سے زیادہ کیا برابر بھی نہین جانتے اوسکے نواسے کی مصیبت مین

تم گریہ کو منع کرو اور بالکل اولٹی بات اوس وقتکو عید بتاو یہ بھی مقتضائے محبت سے ہے بڑا تاسف ہے آسمان روویجہان رووی جاتو گریہ کرین پہر رووین مگر تم ہنسو خوش ہو چنانچہ تصریح سے شیخ جیلانی کے ظاہر ہوا اب بتاو اگر شیعہ بسبب رفض و بدعت کے روتے ہین توان چیزون کو کسنے رولایا ہے سوای خدا کے کسکے یہہ امور ہی کے پابند ہین رافضیون کے ساتھ فرشتے اور جن وطیور وحوش بہی رافضی ہین ای حضرات اگر ایسے ہی امور سے شیعہ رافضی ہین تو پس خدا وجبرئیل وہم محمد صلعم رافضی لیکن باقی رہا یہہ امر کہ وجہہ سرور بروز عاشورا جو عبد القادر نے بیان کی ہے وہ قابل قبول عقل سلیم ہے یا نہین پس معلوم کرنا چاہیے کہ یہہ سب دلائل پوچ ہین اول تو یہہ کہ ان قیاسات کا کرنا جو قبل از بعثت رسالت پناہ واقع ہوی اورا ونکی وجہ سے آج تک قیام سرور کا رکھنا خلاف عقل ونقل ہے ہان ایک صورت سے تو البتہ سرور رہ سکتا ہے جب کہ شہادت امام حسین علیہ السلام بالکل نسیاً منسیا اور خلاف شریعت مانی جاوے اور یزید کو خلیفہ برحق اور معاذ اللہ قاتل خارجے شمار کیا جاوے جیسا کہ اکثر علماء اہلسنت نے لکہا بھی ہے دیکہو بقاء سعادت ایام۔ جب یہاں تک ہے کہ کوی نحوست بعد مین ایسی غالب نہ ہو جاوے کہ اوس سعادت کو زائل کردی یا تو غرق فرعون وغیرہ زیادہ ہے یا شہادت حسین معرکہ عظیم ہے علاوہ بران یہہ سب وجوہات بنابر تصریح ابن حجر کے محض موضوع اور غلط ہین پہر استدلال کیسا پس جیلانی صاحب کی توجیہہ تو غلط ٹہری اب ایک اور سنئے میان اسمعیل دہلوی جنکو اہلسنت شہید کہتے ہین ایک اور ہی مضمون بحریم لیکار پیش کرتے ہین اور صراط المستقیم مین فرماتے ہین کہ جب حسنین علیہما السلام

رتبہ شہادت پر فائز ہوے تو داخل جنت ہوے پس یہہ محل سرور کا ہی کہ غم کا
انتہی خلاصہ کلامہ من موضع الحاجتہ نہایت تعجب اور غایت حیرت کا امر ہے کہ اسمعیل
یا وجود اہلسنت کے نزدیک با علم اور صاحب تصانیف و دقیق النظر ہونے کے ایسا پوچ
اور پُر کلام جسے خاص عداوت خاندان رسالت اور صاف محبت دودمان یزید
بن معاویہ منکشف ہے کہتا ہے چونکہ یہہ قول بالبداہت باطل ہے اور حلیہ صحت سے
عاطل بلکہ محض خلاف آیات و احادیث لہذا التطویل جواب و اثبات سخن سازی
اسمعیل کا متصدی ہونا مناسب نہ سمجھا اور اختصار پر عمل کیا۔ ای پیروان
اسمعیل ہدانا وایاکم الرب الجلیل الی سواء السبیل اگر روز شہادت حسنین
علیہما السلام باعث سرور ہے تو حزن و بیقراری رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے کمافی روایتہ ام سلمہ وابن عباس و قیام ملیکہ برای گریہ بر قبر حسین علیہ السلام
کمافی غنیتہ الطالبین للشیخ عبد القادر جیلانی بالکل بیجا اور مخالف دلائل
اسمعیلیہ اور آج تک جن علمار اہل سنت نے محزون و مغموم ہونی کی اجازت دے
کتابیں تصنیف کین سے خود مجالس عزا قائم کرین وہ کس مذہب شمار ہوے نگے
ایک اسمعیل صاحب کا قول احادیث متواترہ اور اقوال علمار اہل سنت کو رد کر سکتا ہے
دوسری اگر یہہ قیاس جناب اسمعیل صاحب کا درست ہو کہ شہادت حسین باعث
حصول مراتب ہے اور یوم عاشورا حسین علی علیہ السلام شہادت پاکر فائز بدرجات
علیہ ہوے اسلئے خوشی کرنی چاہیے تو جناب رسالتماب کی شہادت حمزہ پہ
بیقراری و ندبہ و زاری سیعنے چہ اور ثالث بالخیر میان عثمان کی شہادت پر
گریہ کرنا ثقات کا کیا معنے روز عاشورا اہل سنت کے نزدیک بنا سے
فرقہ یزیدیہ اگر محل سرور ہے تو اس تقریب کو پورا کرین اور ہم کہتے ہین کہ شہادت

عمر بن خطاب و شہادت عثمان بن عفان باعث حصول مراتب ہوئی یا نہو

جب شہادت ہے تو ضرور باعث حسنات ہے پس اوس روز بڑی عید مقرر کرنا

چاہیے خلاصہ یہہ کہ اگر روز عاشورا عید ہے تو روز قتل عمر و عثمان کو بھی

اہلسنت پر واجب اور لازم ہے اور اگر عید ان دونوں میں واجب و لازم نہیں

تو شہادت عثمان و عمر محض غلط ہے بلکہ نہ اونکو کوئی مرتبہ ملا نہ کوئی عزت بلکہ

قتل ہونا اونکا محض بیجا قاعدہ سے ہوا۔ اور بعض صاحب بسطرح اوراق

کہ اگر روز شہادت حسین علیہ السلام باعث حزن و ملال ہے تو رسالت پناہ

وفات کا دن اسے زیادہ حزن ہونا چاہیے ہم کہتے ہیں کہ فرقہ حقہ میں بھی روز وفات

رسالت پناہ یوم حزن و ملال ہے مگر اہل سنت میں ایک بڑی عید

اگر معترض غور کرے تو یہہ عقدہ حل ہو جاوے کہ اس کا کیا مطلب ہے اور حسین

پر حسین علیہ السلام کے علت یہہ ٹھہرائی ہے کہ یوم وفات رسول اللہ حزن

اولی ہے وہ نافہمی اور کم علمی سے ہے بلکہ عاقل اور منصف پر پوشیدہ نہ رہے

کہ میت و شہید وغیرہ پر جو حزن و زاری ہوتی ہے وہ بنظر اوسکے تحصیل ثواب

و اکتساب حسنات نہیں ہوتے اور نہ دوسری جہان کے بابت کوئی امر سوچا جاتا

وہ گریہ و زاری محض اس جہان کے تکلیفوں اور اس جہان کے حالات کے باعث

ہوتی ہے اوسکے زندگی کے برتاؤ حالات یاد کرتے ہیں یا مرتے دم کی تکلیفیں

واقع ہونے یا رنج سہنے دھیان میں ہوا کرتے ہیں اور اسی قیاس سی رسالت مآب

غیرہم روئے ہیں پس اے منکرین بیجا جان لو اور اگر پسند آوے تو مان لو کہ یہہ جو

شیعہ فرزند رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام کے مصیبت میں نوحہ و زاری

و گریہ و بیقراری کرتے ہیں اور عورات انکی ترک زینت کرتے ہیں مرد اور بچے

اسکے مثل یتیموں اور غریبوں کے اندوہناک اور محزون ہوتے ہیں بالکل اطاعت
اور محبت اہلبیت علیہم السلام کی ہے اور جو لوگ حزن واندوہ کو بدعت جانتے ہیں عید
کو فرح وسرور کو لازم اور واجب مانتے ہیں سراسر چشم پوشی ہے برای خدا دیکھو
ابن حجر باوجود شیعوں سے نہایت متعصب ہونیکے انصاف کرتا ہے اور عید کرنیکو بدعت
اور عمل جہال بتاتا ہے صواعق محرقہ حاضرہ کے صفحہ ۱۳۲ پر یہ عبارت ہے اور گو کہ کچھ
طویل ہے لیکن بنابر توضیح حال و ابطال مقال شیخ عبدالقادر اس مقام پر نقل
کرتے ہیں وایاہ ثم ایاہ ان یشتغل ببدع الرفضۃ ونحوہم من الندب والنیاحۃ
والحزن اذ لیس من اخلاق المومنین والا لکان یوم وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم اولی
بذالک واحری او ببدع الناصبیۃ المتعصبین علے اہل البیت او الجہال المقابلین
للفاسد بالفاسد والبدعۃ بالبدعۃ والشر بالشر من اظہار غایۃ الفرح والسرور
واتخاذہ عیدا واظہار الزینۃ فیہ کالخضاب والاکتحال ولبس جدید الثیاب وتوسیع
النفقات وطبخ الاطعمۃ والحبوب الخارجۃ عن العادات واعتقادہم ان ذلک
من السنۃ والمعتاد والسنۃ ترک ذلک کلہ فانہ لم یرد فی ذلک شی یعتمد علیہ
ولا اثر صحیح یرجع الیہ وقد سئل بعض اہل الائمۃ والفقہ عن الکحل والغسل
والحناء وطبخ الحبوب ولبس الجدید واظہار السرور یوم عاشور افقال لم یرد
فیہ حدیث صحیح عنہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا عن احد من الصحابۃ ولا استحبہ
احد من ائمۃ المسلمین لا من الاربعۃ ولا من غیرہم ولم یرد فی الکتب المعتمدۃ
فی ذالک صحیح ولا ضعیف وما قیل ان من اکتحل یومہ لم یرمد ذالک العام
ومن اغتسل لم یمرض کذالک ومن وسع علی عیالہ فیہ وسع اللہ علیہ سائر
سنتہ وامثال ذالک مثل فضل صلوۃ فیہ وانہ کان فیہ توبۃ ادم واستواء السفینۃ

علی الجودی والنجار ابراہیم عرم من النار وافدا ار الذبیح عرم بالکبش ورد یوسف

عرم علے یعقوب عرم فکل ذلک موضوع الاحادیث التوسعۃ علے العیال فان

فی سندہ من تکلم فیہ فصار ہولاء یجہلہم یتخذونہ موسما والکل لم یتخذونہ ماتما

وکلاہما مخطی مخالف للسنۃ کذا ذکر جمع وفی بعض الحفاظ صرح الحاکم بان الاکتحال

یومہ بدعۃ مع روایۃ خیر من اکتحل بالاثمد یوم عاشورا لم ترمد عینہ ابدا لکنہ

قال انہ منکر ومن ثم اوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات من طریق الحاکم

قال بعض الحفاظ ومن غیر تلک الطریق ونقل المجد اللغوی عن الحاکم ان سائر

الاحادیث فی فضائل غیر الصوم کفضل الصلوۃ فیہ والانفاق والخضاب والادہان

والاکتحال وطبخ الحبوب وغیر ذالک کلہ موضوع ومفتری الخ مختصر اسکا یہہ ہے

کہ بدعتہای روافض سے مثل حزن وماتم وندبہ وغیرہ کرنے کے روز عاشورا

کو پرہیز کرنا چاہئی کیونکہ یہہ اخلاق مومنین سے نہین ہے ورنہ روز وفات

رسول صلعم اسکے اولی تہا اور بدعتون سے فرقہ ناصبیہ متعصبین کے بہی پرہیز کرنا

چاہیے مثل اظہار نہایت فرح وسرور کے اوسدن اور اوسکو عید قرار دینے

اور اوس روز زینت کرنے مثل خضاب اور سرمہ لگانے اور نئے کپڑے

پہننی اور اطعمہ وحبوب پکانے اور امثال اسکے کہ لوگونکا اعتقاد یہہ ہے

کہ یہ سنت ہین حالانکہ ان سب کا ترک کرنا سنت ہے کیونکہ اسمین کوی نبی صلعم

جس پر اعتماد کیا جاوے اور کوی ایسا اثر صحیح کہ جسکے جانب رجوع کیا جاوے

وارد نہین ہوا بعض علماے حدیث وفقہ سے سرمہ لگانے اور غسل کرنے

اور حنا لگانے اور کہانے لذیذ پکانے اور نئے کپڑے پہننی اور خوشی کے

ظاہر کرنیکا روز عاشورا کو سوال کیا گیا پس کہا کہ کوی حدیث اسمین نبی صلعم

آنحضرت سے وارد ہوئی نہ کسی سے صحابہ مین سے اور اوسکو نہ کسی نے ائمہ اربعہ سے
نہ سوا اسکے سے مستحب جانا اور کتب معتمدہ مین اسبارہ مین کوئی روایت نہ صحیح
نہ ضعیف وارد ہوئی اور یہہ جو حدیثین نقل کرتے ہین کہ جو شخص اوس روز سرمہ لگاوے
اوسکے آنکھہ اس برس درد نکرے اور جو غسل کرے وہ مریض نہ ہوگا یہہ سب
موضوع ہین اور ایسی ہے یہ امر کہ اوس روز مین اگر اپنی عیال پر وسعت کرے تو سارے سال اللہ اوسپر وسعت کریگا
اور یہہ کہ نماز اسکی افضل ہے اور اسیدن توبہ حضرت آدم ع قبول ہوئی تھی اور اسیدن سفینہ
نوح نے جودے پر قرار پکڑا اور حضرت ابراہیم ع نے نار نمرود سے اسیدن نجات پائی اور
اور فدائی ذبیح بکبش ہوا اور یوسف یعقوب ع کے پاس پھر کر آئے پس یہ سب اخبار
موضوع ہین مگر توسع عیال لیکن اسکی بھی سند مین بعض علمانے کلام کیا ہے
پس ان ناصبیون نے بسبب جہالت کے عید مقرر کے اور رافضیون نے روز ماتم
اور دونو خطا پر ہین اور مخالف سنت کے اسیطرح سے اس سب کو بعض حفاظ نے
بیان کیا ہے اور حاکم نے تصریح کی ہے کہ اسدن سرمہ لگانا بدعت ہے باوجودیکہ
اوسنے اس روایت کو لکھا ہے لیکن کہا ہے کہ یہہ منکر ہے اور اسی وجہ سے
ابن جوزی نے بطریق حاکم اسکو موضوعات مین داخل کیا ہے بعض حفاظ نے
اسکو غیر سے اسطریق کے نقل کیا ہے اور مجد الدین لغوی نے حاکم سے نقل کیا
کہ ساری حدیثین فضل روز عاشورا مین سوای روزہ کے مثل فضل نماز و انفاق
و خضاب کے اور تیل ڈالنے اور سرمہ لگانے اور کھانے پکانے وغیرہ کے
موضوع ہین اور مفتری انتہی سے کجائید انصاف جویان ولاہ بیائید ببینید تحریر ا
ابن حجر باوجود اسکے کہ ابتداء صواعق مین شیعون پر لعنت کرتا ہے اور جسکے
شدید التعصبی اپر خود اس تحریر سے ظاہر ہے روایات اکتحال وسدبو عید

کو موضوع ومفتری بتاتا ہے اور حضرت شیخ عبد القادر کو ناصبیت کے خانہ مین لاتا ہے
لیکن یہہ بیان ابن حجر کا کہ نوحہ وندبہ وحزن کرنا نہ چاہئے پس اسکو ہم سابق مین
مسند احمد بن حنبل وغیرہ سے ثابت کر چکے اور خود حضرت رسول مقبول کا حزن
وگریہ اور علی مرتضی کی زاری بے بیقراری بیان ہو چکی پس اس تقریر کا کچھہ
حاصل نہین ہے طرفہ یہہ کہ خود ابن حجر شرح قصیدہ ہمزیہ مین ذیل شرح اشعار
وقست قلوبهم الخ مین لکھا ہے کہ حق یہہ ہے کہ ہر شخص اس مصیبت مین امام حسین پر
محزون ہووے اور تاسف کرے اور غیر کو حکم کرے انتہے جیسا کہ آگے مفصلاً
بیان ہوگا ان مختلف روایات کے بیان کرنے سے دو نتیجے نکلتی ہین ایک تو
یہہ کہ امام حسین علیہ السلام پر محزون ہونا اور رونا باعث دخول جنت اور
موجب ثواب وحسنات ہے اور دوسرے یہہ کہ یوم عاشورا بیشک یوم
حزن وملال ہے اور روز پریشانی رسول اللہ المتعال ہے اور جو اسکو عید
اور فرح کا دن بتاتا ہے وہ خلاف فعل رسول واقوال علماء معتمدین واتباع
ائمہ دین کہتا ہے سارے اقوال اکتحال واغتسال وتبدیل لباس کے موضوع
ومفتری ہین اب جبکہ بکار رسول مختار وحیدر کرار صاف ثابت ہو چکی تو کچھہ حاجت
بیان نہین ہے کہ اور لکھا جاوے لیکن یہہ مصیبت نہ ایسی ہے کہ صرف پدر ومادر
واقارب عشائر ہی کو اسکا افسوس ہو بلکہ اسپر بہت سے رونیوالے ہین یہہ مصیبت
جسکے سامنے بیان ہوگی ممکن نہین ہے کہ اشکبار نہ ہو الا من کان اشد قسا وہ دیکھو انس
اور زید بن ارقم سے ابن زیاد کے سامنی ضبط نہ ہو سکا اور اوسکا خوف کچھہ بھی کیا
چنانچہ صواعق محرقہ مین صفحہ ۱۴۳ پر ہے ولما حملت راسہ الی ابن زیاد جعلہ فی طشت

وجعل یضرب ثنایاہ بقضیب بجول بہ فی الفنہ ویقول ما رایت مثل ہذا احسنا ان کان

بحسن الشعر وکان عندہ انس فبکی وقول کان اشبههم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رواہ الترمذی حاصل اسکا یہ ہی کہ جب سر مبارک امام حسین علیہ السلام آگے ابن زیاد
زنازادہ کے گیا اور اوسنے اوسکو ایک طشت مین رکہا اور ایک لکڑی حضرت کے
دانتون پر مارتا تہا اور بینی مبارک مین پہراتا تہا اور کہتا تہا کہ کسی شخص کو اسنے
زیادہ حسین نہین دیکہا کیونکہ حضرت نہایت خوش دندان تہے اسوقت مین انس
ابن زیاد کے پاس موجود تہا اس حالت کو دیکہکر رو پڑا اور کہنے لگا کہ یہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہایت مشابہ تہے اوسکو ترمذی نے روایت کیا ہے

انتہی اور بعد اسکے اوسی صواعق مین یہہ بہی لکہا ہے وروی ابن ابی الدنیا انہ

کان عندہ زید بن ارقم فقال لہ ارفع قضیبک فواللہ لطال ما رایت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقبل ما بین ہاتین الشفتین ثم جعل زید یبکی فقال لہ ابن زیاد
ابکی اللہ عینک فلو لا انک شیخ قد خرفت لضربت عنقک الخ اسکا بہی حاصل یہہ ہے
کہ اسوقت مین زید بن ارقم ابن زیاد کے پاس موجود تہے کہنے لگے کہ ای شخص
اپنی لکڑی کو اوٹہا لے قسم خدا کے اکثر مینے ان دونو لبون کو رسول خدا کو چوستے دیکہا ہے
اور یہہ کہکر زید رونے لگا الخ بہلا یہہ تو کلمہ گو تہے کفار نے افسوس کیا چنانچہ صواعق
مین ہے کہ یزید جب ایک چہڑی سے سر مبارک کے ساتہہ بے ادبی کرنے لگا

کان عندہ رسول قیصر فقال متعجبا ان عندنا فی بعض الجزائر فی دیر حافر حمار عیسے

فنحن نحج الیہ فی کل عام من الاقطار ونتذر النذور ونعظمہ کما تعظمون کعبتکم فا

شہد انکم علی باطل یعنی اسوقت مین قیصر کا ایک رسول یہان پر موجود تہا اوسنے
متعجب ہوکر کہا کہ ایک جزیرہ مین دیر کے حضرت عیسی کے گدہی کا سم ہے
ہم ہر برس دور دور سے اکر اوسکا حج کرتے ہین اور نذرین مانتے ہین

اور ایسی ہی تعظیم کرتے ہین جیسا کہ تم کعبہ کی کرتے ہو پس مین گواہی دیتا ہون کہ تم باطل پر ہو انتہی واہ رے کلمہ گو یہ خوب اسلام کا نام بدنام کیا بعد اسکی لکھتا ہے

وقال وسفے اخر بینی وبین داود سبعون ابا وان الیہود لتعظمنی وتحرمنی وانتم قتلتم ابن نبیکم وابن سیدکم وابن رسولکم یعنے اور دوسری کافر نے کہا کہ میری اور داود کے درمیان ستر پشت کا فاصلہ ہے پہر بہی یہود میری تعظیم اور تحریم کرتے ہین اور تم نے اپنے نبی کے بیٹی اور سردار اور رسول کے بیٹی کو قتل کیا اور انہین روایات کو اسعاف الراغبین بین صواعق سے نقل کیا ہے ان روایات سے ظاہر ہے کہ کفار تک کو الم وتاسف اسکا پہنچا اور ہمارا خیال تو کیجئے کہ ہم لوگ تو درکنار جو ہر وقت محزون اور سر رہو سکتے ہین لیکن وہ جنہر حزن اور سرور انتہی نہین کرسکتا کیسی اس مصیبت مین اشکبار ہین اور برابر قیامت تک روئے جائینگی اللہم ہم اونکی نسبت کچہ بہی نہین روتے کیسی مصیبت گذری کہ جسنی قیامت تک الایا اور وہ ملائکہ ہین جو قیامت تک روتے ہین دیکہو ملائکہ کو خداے تعالی نی شہوت نفسانی اور غلبہ شیطانی سے مبرا کیا ہے اور وہ صرف واسطی عبادت پروردگار کے پیدا ہوی ہین چنانچہ کوی رکوع مین ہے کوی سجدہ مین کوے تسبیح کرتا ہے کوی تہلیل غرض ہر ایک اپنی اپنی عبادت مین مشغول ہے ستر ہزار ملائکہ کو خداے تعالی نے بعد شہادت امام حسین علیہ السلام یہہ حکم دیا کہ تم قبر حسین پر جاؤ اور قیامت تک اوسکی مصیبت یاد کرکے رویا کرو اگر رونا حسین علیہ السلام معاذاللہ ممنوع ہوتا تو کیون ستر ہزار فرشتے قیامت تک رویا کرتے اور کیون خود خداے تعالی کو منظور ہوتا اور پہر کیون آپ حکم کرتا بلکہ رونا عبادت ہے اور صاف ظاہر ہے کہ خداے تعالی کو اوس غریب الوطن مقتول بدرد و محن کے اوپر

روتا پسند ہے بہائیو اگر تمکو میری کہنے پر یقین نہ ہو تو تم غنیۃ الطالبین کو جو اہلسنت کے
بڑی مستند اور معتمد کے کتاب ہے اوٹھاؤ اور دیکھو کہ ابی نصر سے باسناد کیا روایت
مرقوم ہے اوسمین تم یہہ لکہا پاؤ گے قال ہبط علی قبر حسین بن علی علیہما السلام
یوم اصیب سبعون الف ملک یبکون علیہ الی یوم القیمۃ یعنے قبر حسین بن علی
علیہما السلام پر روز شہادت حضرت کے ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے جو کہ حضرت پہ
روتے ہین اور روز قیامت تک روینگے انتہی بہلا کیا ملائکہ بہی رافضی ہین
کہان تک حزن و غم منع کیا جاویگا اور لطف یہہ ہے کہ آپ ہی صاحبون کے زبان سے
یہہ ہے ثابت ہوتا جاتا ہے کہ فرشتے روئی رسول روئی امام روئی رونیکا حکم ہوا
حیران ہین اور سرگردان کہ کیون رونا امام حسین علیہ السلام پر منع ہے ملائکہ کیا ایک جہان
مین تہلکہ پڑگیا آسمان رویا تمام دنیا مین خون ہی خون ہو گیا زمین سے خون کا جوش مارا
پہاڑون سے پتہرون سے ایسا سانحہ پیش آیا چنانچہ صحیح مسلم مین جو اخت
صحیح بخاری ہے اور جسپر عمل کرنیکے واسطے رسول خدا نے حکم دیا ہے جیسا کہ رسالہ
درثمین فی مبشرات النبی الامین شاہ ولی اللہ دہلوی مین ہے اور بعض کے نزدیک
صحیح بخاری سے بہی بڑہ کر ہے جیسا کہ تدریب سیوطی مین ہے زیر تفسیر آیہ فما بکت
علیہ السماء والارض مین لکہا ہے قال لما قتل الحسین بن علی بکت السماء وبکاءہا حمرتہا
یعنے جب حسین بن علی شہید ہوی تو آسمان اون پر رویا اور رونا اوسکا سرخی اوسکی ہے
اوسی صواعق محرقہ ابن حجر مکی ہیثمی مین جسکے توثیق گذر چکے یہہ مرقوم ہے ذکر ابو نعیم
الحافظ فی کتاب دلائل النبوۃ عن نصرۃ الازدیہ انہا قالت لما قتل الحسین ع
بن علی امطرت السماء دما فاصبحنا فجبابنا وجرارنا مملوۃ دما وکذا روی من
احادیث غیر ہذا وما ظہر یوم قتلہ من الآیات ان السماء اسودت اسودادا

عظیماً حتّے رایت النجوم نہارا و لم یرفع حجر الا وجد تحتہ دم عبیط ملخص اس
عبارت کا یہہ ہے کہ حافظ ابو نعیم نے کتاب دلائل نبوۃ میں بصرہ ازدیہ سے
نقل کیا ہے کہ جب حسین بن علی علیہ السلام شہید ہوئے تو آسمان سے
خون برسا پس صبح کو ہم نے دیکھا کہ برتن ہمارے خون سے بھری ہوئی ہین
اور ایسا ہی اور احادیث مین وارد ہوا ہے اور اون عجیب امرون سے
جو روز شہادت ظاہر ہوئے ایک یہہ ہے کہ آسمان نہایت تیرہ و تاریک
ہو گیا یہانتک کہ دن مین تارے نظر آنے لگی اوس روز جس پتھر کو اٹھاتی تھے
خون تازہ اوسکے نیچے پاتے تھے اور اوسی صواعق محرقہ مین یہہ مرقوم ہے
و اخرج الثعلبی ان السماء بکت و بکاؤ ہا حمرتہا و قال غیرہ احمرت افاق السماء
ستۃ اشہر بعد قتلہ ثم لازالت الحمرۃ تری بعد ذلک و ان ابن سیرین قال
اخبرنا ان الحمرۃ التی مع الشفق لم یکن حتی قتل الحسین و ذکر بن سعد ان
ہذہ الحمرۃ لم ترفے السماء قبل قتلہ – یعنی ثعلبی نے روایت کی ہے کہ آسمان نے
گریہ کیا اور گریہ اوسکا سرخی اوسکی ہے – اور بھی روایت کی گئی ہے
کہ آفاق آسمان بعد شہادت حسین علی چھ مہینے تک سرخ رہا پھر ہمیشہ سرخی
بعد اسکی دیکھی گئی اور ابن سیرین نے کہا ہے کہ سرخی شفق کی قبل شہادت
آنحضرت نہ تھی اور سعد نے بھی کہا ہے کہ یہ سرخی آسمان مین قبل شہادت
حضرت نہین دیکھی گئی انتہی – اور صواعق مین یہہ ہے اخرج عثمان بن
ابی شیبہ ان السماء مکثت بعد قتلہ سبعۃ ایام یری علی الحیطان کانہا
ملاحف معصفرۃ من شدۃ حمرتہا و ضربت الکواکب بعضہا بعضا خلاصہ اسکا
یہہ ہے کہ بعد شہادت آنحضرت سات روز تک دیوارین شدت سرخی سے

سرخ پیادرین معلوم ہوتے تھین اور ستارے باہمدیگر ٹکراتی تھے اب
غرضکہ عجیب عجیب آیات اور مشاہدات شہادت امام حسین علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے ظاہر ہوئے دو ایک روایتین اور اوسے صواعق وغیرہ سے
اسمقام پر نقل کرتا ہون جسسے بوضوح ثابت ہوگا کہ کتنی عبرت اور کتنا اثر تھا کہ
سارے جہان مین پڑ گیا صواعق مین ہے نقل ابن جوزی عن ابن سیرین
ان الدنیا اظلمت ثلثۃ ایام ثم ظہرت الحمرۃ فی السماء قال ابوسعید ما رفع
حجر من الدنیا الا وتحتہ دم عبیط ولقد مطرت السماء دما بقی اثرہ فی الثیاب
مدۃ حتے انقطعت یعنی۔ ابن جوزی نے ابن سیرین سے نقل کیا ہے
کہ دنیا تین روز تک تاریک رہی اور پھر آسمان مین سرخی ظاہر ہوئی
ابوسعید نے بیان کیا ہے کہ دنیا مین کوئی پتھر نہ اوٹھایا جسکے نیچے سے
خون تازہ نہ نکلا اور آسمان سے خون برسا اور مدت تک اوسکا اثر
لباس مین باقی رہا اور یہی اوسی مین ہے۔ واخرج الثعلبی وابونعیم
ما مر من انہم مطروا دما زاد ابونعیم فاصبحنا وحبابنا وجرارنا مملوۃ دما وفی روایۃ
انہ مطر کالدم علی البیوت والجدر بخراسان والشام والکوفۃ وانہ لما جئی
براس الحسین الی دار زیاد سالت حیطانہا دما یعنے اور ثعلبی اور ابونعیم نے
بھی روایت کی ہے کہ خون برسا اور ابونعیم نے یہہ بھی زیادہ کیا ہی کہ
صبح کو دیکھا تو پایا کہ ہمارے ظروف خون سے مملو تھے اور ایک روایت مین ہے
کہ گھرون اور دیوارون پر خراسان وشام وکوفہ کے خون برسا اور جب
سر مبارک کو زیاد کی گھر مین لیگئے تو اوسکے دیوارون سے خون جاری
ہوا تھا۔ اور ایک یہہ بھی روایت ہی جو صواعق سے بیان کی جاتی ہے

ظہور امور عجیبہ پر دلالت کرتے ہیں و اخرج ابو الشیخ ان الورس الذی کان فی عسکرہم تحول رمادا وکان فی کافلۃ من الیمن یرید العراق فوافقہم حین قتلہ وحکی عن ابن عیینۃ عن جدتہ ان جمالا ممن انقلب ورسہ رمادا اخبرہا بذلک ونحروا ناقۃ فی عسکرہم وکان یرون فی لحمہا مثل النیران فطبخوہا فصارت مثل العلقم وان السماء احمرت بقتلہ وانکسفت الشمس حتی بدت الکواکب نصف النہار وظن الناس ان القیمۃ قد قامت ولم یرفع حجر فی الشام الا رئی تحتہ دم عبیط خلاصہ اس روایت کا یہ ہے کہ ورس جو ایک قسم کی سرخ گھاس ہے جتنی اونکی لشکر مین تھی خاک ہوگئی اور ابن عیینہ نے بھی یہی روایت کی ہے اور یہی منقول ہے کہ لوگون نے لشکر مین ایک ناقہ کو نحر کیا تو اوسکے گوشت مین چنگاریان اور شرارے آگ کے معلوم ہونے لگے اور جب اوسکو پکایا تو وہ کڑوا مثل اندرائن کے ہوگیا اور آسمان حضرت کی شہادت سے سرخ ہوا اور آفتاب کو گہن لگا یہانتک کہ دوپہر کو ستارے نظر آنے لگے اور گمان کیا گیا کہ قیامت قایم ہوئے اور کوئی پتھر شام مین ایسا نہ پایا کہ اوٹھایا ہو اور اوسکے نیچے سے خون تازہ نہ نکلا ہوا تھا اور شاہ عبد العزیز صاحب نے سر الشہادتین مین اسی مضمون کی روایتین نقل کی ہین اور یہہ لکھا ہے کہ اخرج البیہقی عن علی بن مسہر قال حدثتنی جدتی قالت کنت ایام قتل الحسین جاریۃ شابۃ فکانت السماء ایاما تبکی لہ یعنے بیہقی نے علی بن مسہر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتا ہے مینے اپنی دادی سے سنا کہ اوسنے بیان کیا مین جب کہ امام حسین قتل ہوئے نوجوان لڑکی تھی سو چند روز آسمان امام علیہ السلام

خون رویا گیا انتہے علامہ صبان بھی اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفےٰ
وفضائل اہل بیتہ الطاہرین مین یہہ روایت لکھتے ہین وکسفت الشمس
وقت قتلہ کسفۃ ابدت الکواکب نصف النہار واحمرت افاق السماء
ستتہ اشہر یری فیہا کالدم وقد قیل ان الحمرۃ التی فے الشفق من آثار
ذلک وانہا لم تکن قبل قتل الحسین قیل وحکمتہ ذلک ان الغضبت لوثر
حمرۃ الوجہ والحق منزہ عن الجسمیتہ فاظہر تاثیر غضبہ علی من قتل الحسین
بحمرۃ الافق ومکثت الشمس سبعتہ ایام تری علے الحیطان کالملاحف المعصفرۃ
والکواکب یضرب بعضہا بعضا وقیل انہ لم یقلب حجر ببیت المقدس یومئذ
الا وجد تحتہ دم عبیط وکان فے عسکرہم ورس فصار رمادا ونحروا ناقتہ فے
عسکرہم فصار وایرون فی لحمہا مثل النیران وطبخوہا فصارت کالعلقم ملخص
یہہ ہے کہ وقت شہادت امام حسین علیہ السلام آفتاب کو اتنا گہن لگا کہ ستارے
دوپہر کو نظر آئے لگے اور آفاق آسمان چہہ ماہ تک سرخ رہا کہ اوسمین خون ہے
خون معلوم ہوتا تہا اور کہا گیا ہے کہ سرخی شفق کی قبل شہادت امام حسین
علیہ السلام کے نہ تہی یہہ بھی کہا گیا ہے کہ حکمت اس سرخی کی یہہ ہے
کہ غصہ سے منہ پر سرخی آجاتی ہے اور خدائی تعالے جسمیت سے
منزہ اور مبرا ہے اسلئے اپنا غصہ اوس شخص پر جسنے حسین علیہ السلام کو
شہید کیا سرخی افق سے ظاہر کیا اور سات روز تک دیوارین مثل
سرخ چادرون کے معلوم ہوتی تہین اور ستارے آپس مین ٹکراتے تہے
اور کہا گیا ہے کہ بیت المقدس مین اوس روز کوئی پتہر نہ اوٹہایا گیا
مگر یہہ کہ اوسکے نیچے سے خون تازہ نکلا اور اونکی لشکر مین ورس تہے

وہ خاکستر ہوگئی اور ایک ناقہ جو لشکر مین نحر کیا تو اوسکے گوشت مین شرارے
آگ کے دیکھے گئے اور جب پکایا تو مثل اندرائن کے ہوگیا انتہے لیکن نوحہ کرنا
جنات کا پس وہ بھی بتصریح شیخ عبدالحق دہلوی سے رسالہ ماثبت بالسنۃ میز
ظاہر و باہر ہے اور علامہ صبان نے بھی اسعاف الراغبین مین لکھا ہے

وسمعت الجن تنوح علیہ کما اخرجہ ابونعیم وغیرہ یعنے جن کا نوحہ امام حسین ع پر
سنا گیا جیسا کہ ابونعیم وغیرہ نے روایت کی ہے انتہی اور تفصیل اسکے
دوسری فصل مین ہدیہ ناظرین ہوگے فانتظرہ لیکن اور آیات اور عجائبات
پس صواعق محرقہ مین ابن حجر مکی نے لکھا ہے اور عبدالعزیز نے بھی سرالشہادتین

مین باختلاف لفظ ذکر کیا ہے ۔ ولما قتلوہ بعثوا برأسہ الی یزید فنزلوا اول
مرحلۃ فجعلوا یشربون بالراس فبیناہم کذلک اذ خرجت علیہم من الحائط
ید معہا قلم من حدید فکتبت سطرا بدم شعر اترجوا امۃ قتلت حسینا شفاعۃ
جدہ یوم الحساب ، فہربوا وترکوا الراس اخرجہ منصور بن عمار وذکر غیرہ
ان ہذا البیت وجد بحجر قبل مبعثہ صلی اللہ علیہ وسلم بثلثمائۃ سنۃ وانہ مکتوب
فی کنیسۃ من ارض الروم لا یدری من کتبہ یعنے جب ملاعنہ نے حضرت کو
شہید کیا تو سر مبارک یزید کے جانب لیچلے اور پہلی منزل پر جا کر اوس سر
اور سر مبارک کی لاینکی خوشی مین شراب پینے لگے کہ اتنے ہی مین دیوار مین سے
ایک ہاتھ نکلا کہ جسمین ایک لوہے کا قلم تہا اور ایک سطر خون سے لکھی جسکا
مضمون یہہ ہے ع اری لوگو تو اسا قتل کرکے شفاعت کی رکہو نانا سے
خواہش پس اسکو دیکھکر بہاگ گئے اور سر مبارک کو چھوڑ دیا اسکو
منصور ابن عمار نے روایت کیا ہے لیکن ایک اور شخص نے یہہ بیان کیا ہے

کہ یہہ بیت ایک پتھر پر تین سو برس پیشتر بعثت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے پائی گئی اور روم کے ایک کنیسہ میں یہہ لکھی ہوی ہے نہ معلوم کہ کسنی اسکو لکھا ہے انتہے اور اسعاف الراغبین مین بھی یہہ ہی روایت مختلف اللفظ و متفق المعنی مثبوت ہے بعد اسکے اسی کتاب مین اور سر الشہادتین مین لکھا ہے وروے

ابن خالویہ عن الاعمش عن منہال بن عمرو الاسدی قال و اللہ رایت راس الحسین حین حمل و انا بدمشق و بین یدیہ رجل یقرء سورۃ الکہف حتے بلغ ام حسبت ان اصحاب الکہف و الرقیم کانوا من اٰیاتنا عجبًا فنطق الراس الشریف بلسان عربی فصیح فقال جہارا اعجب من اصحاب الکہف قتلی و حملی یعنے منہال بن عمرو اسدی سے کہتے ہین قسم ہے خدا کی مینے سر مبارک حسین کو دیکھا جب اوٹھایا گیا اور سامنے اوسکے ایک شخص سورہ کہف پڑہتا تہا جب وہ اس آیت پر پہنچا جسکا مضمون یہہ ہے کہ آیا تونے اصحاب کہف اور رقیم کو ہماری نشانیون سے عجیب جانا تو سر اقدس بزبان فصیح عربی گویا ہوا اور آواز سے فرمایا کہ اعجب من اصحاب الکہف قتلی و حملی میرا قتل اور میرا اوٹھایا جانا اصحاب کہف سے زیادہ تعجب انگیز ہے انتہی کیا یہہ ہی فقرہ سننے والونکی لئے جان کہونے والا نہین ہے رونا ضبط ہے کیونکر ہوسکتا ہے شیعہ کچھہ خلاف نہین کرتے روتے ہین ترک لذات کرتے ہین خاک پر سوتے ہین سبیلین رکہتے ہین نذر و نیاز کا کھانا فقرا کو غربا کو مومنین کو تقسیم کرتے ہین اور یہہ سب کہانے سے ناجائز ہین تعصب کا کچھہ ذکر نہین ہے اگے حضرات بالیقین اگر تحقیق کرو اور ڈھونڈو تو رسالتمآب اور عمائد اور کبار کا رونا اور بیقرار ہونا تو واضح ہے ہی لیکن تمہاری علما اور پیر بھی ایسا ہی کرتے ستھے واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

حضرات منکرین خیال کرو اخبار الاخیار مین شیخ عبد الحق دہلوی لکھتے ہین
وشیخ احمد محمد شیبانی بغایت محبت خاندان نبوت علیہم السلام والتحیۃ
موصوف بودہ بر طریقہ پیر خود گویند کہ در عشرہ عاشورا و دوازدہ روز اول
ربیع الاول جامہ نو وجامہ شستہ نپوشیدی و در لیالی این ایام جز بخاک
نخفتی و در مقابر سادات معتکف شدی و ہر روز بقدر امکان بروح حضرت
رسالت و بارواح خاندان مطہر توسیع طعام میکردی وچون روز عاشورا
شدی کوزہای نو از شربت پر کردی و بر سر خود نہادی و در بدر خانہ سادات
رفتی و یتیمان و فقیران ایشان را بخورانیدی و در ان ایام چندان گریستی
کہ گویا آن واقعہ در حضور او شدہ است وچون آواز نالہ و فریاد نسا و دختران
کہ در ایام عاشورا متعارف این دیار است بگوشہ او رسیدی خون
از چشم باریدی انتہی — ترجمہ بھی اردو مین بنا بر رفاہ عام لکھا جاتا ہے
شیخ احمد محمد شیبانی نہایت محبت خاندان نبوت علیہ السلام والتحیۃ
موصوف تھے اور کہتے ہین کہ اپنے پیر کے طریقہ پر عاشورا کے عشرہ مین
اور ربیع الاول کے پہلے بارہ دنون مین نیا کپڑا اور دہولا ہوا نہ پہنتے تھے
اور ان دنو نکی راتون مین سوائے خاک کے کسی جگہہ نہ سوتے اور مقابر
سادات مین گوشہ نشین ہوتے اور ہر روز بقدر امکان روح حضرت رسالت
وارواح خاندان مطہر کے لئے کہانا خرچ کرتے اور جب دسوین تاریخ محرم کی
ہوتی تو نئی کوزی شربت سے بہرتے اور اپنی سر پر رکہتی اور سادات
کے دروازی پر جاتے اور یتیمون اور فقیرونکو پلاتے اور اندنو نمین اتنا روتے
تھے کہ گویا وہ واقعہ انکی سامنے ہوا ہے اور جب کہ اواز نالہ و فریاد کے

عورتون اور لڑکیون کے جو کہ ان عاشورا کے دنون مین اُس دیار مین مشہور و متعارف ہے اونکی کان تک پہنچتی تو خون اونکے انکہون سے برستا تہے دیکہی شیخ احمد محمد شیبانی اور اوسکے پیر کیسے منصف تہے اور کیا کیا باتین بجالاتے تہے بالکل شیعہ آجکل بہی کرتے ہین اور کچہہ بہی روایت ہنین بہت سی حکایتین ایسی ہین جنسے ظاہر ہوتا ہے کہ اکثر مصنفین اہل سنت عزا داری عاشورا کرتے تہے چنانچہ ملا عبد الجلیل رازی نے کتاب نقض الفضایح مین کہا ہے کہ خواجہ سنی نے اس فصل مین اور اور موقعون پر بطریق تشنیع ذکر کیا ہے کہ یہہ لوگ روز عاشورا جزع اور فزع ظاہر کرتے ہین اور عزاداری برپا اور مصیبت شہدا کربلا کی تازہ کرتے ہین اور منبرون پر قصہ شہادت کو پڑہتے ہین اور علما سر برہنہ ہوتے ہین اور عوام کپڑے چاک کرتی ہین اور عورتین منہ نوچتی ہین اور بال اوکہاڑتی ہین ان امور کو اوسنے تہمت و بدعت سے منسوب کیا ہے اور ناپسندیدہ جانا ہے اور یہہ نہایت بغض آل رسول اور شدت عداوت اولاد بتول سے ہے اور جواب اسکا یہہ ہے کہ سب کو معلوم ہے بزرگون او معتبر اصحاب ابی حنیفہ و شافعی و علماء و فقہاء و طوائف امم سے خلفا عن سلف اس سنت پر رعایت کی ہے اور یہہ طریقہ مرعی سمجہا ہے اولا خود شافعی نے جسکے مذہب کی اصل ہے مصیبت امام حسین اور شہدائے کربلا مین بہت مرثیے کہے ہین اور اصحاب ابو حنیفہ و شافعی سے مرثیے شہیدان کربلا مین بلانہایت اور بے شمار ہین پس اگر تشنیع او طعن بسبب مرثیہ کہنے کے ہے تو ابو حنیفہ اور اوسکے اصحاب پر بہی ہے اب جو بعد اسکے دیکہین تو جاننا چاہیے کہ خواجہ منصور بادشاہ اصفہان اپنی وقت مین مذہب

اہلسنت کا مقتدا ہوا ہے ہر سال روز عاشورا التعزیت سید الشہدا مین
نوحہ وزاری اور فریاد رکہتا تہا جو وہان گیا ہوا اوسنی دیکہا اور جاتا ہوگا اور
بغداد مین جو کہ مدینۃ الاسلام اور مقر خلفاء عباسیہ کا تہا خواجہ علی غزنوی
حنفی یہہ تعزیہ اسطرح سے رکہتا تہا کہ روز عاشورا کو لعنت مین سفیانیونکے
مبالغہ کرتا ایک سائل اوٹہا اور اوسنے پوچہا کہ تو معاویہ کے معاملہ مین
کیا کہتا ہے اوسنے باواز بلند کہا کہ ای مسلمانو یہہ شخص علی سے پوچہتا ہے
کہ معاویہ کے نسبت تو کیا کہتا ہے پس جاننا چاہی کہ علی معاویہ کو کیا کہتا ہے
اور امیر عباد سے کہ علامہ روزگار اور خواجہ معنی و سخن تہا خلیفہ عباسی المقتفی
لامر اللہ کے حضور مین پوچہا کہ کل روز عاشورا ہے تو معاویہ کے حق مین کیا کہتا ہے
اوسنے جواب ندیا سائل نے تین مرتبہ اسی سوال کو بتکرار بیان کیا تیسرے
سوال کے جواب مین اوسنی کہا کہ ای خواجہ تو سوال ہم پوچہتا ہے مجکو معلوم نہین
کہ کون ہے معاویہ کو کہتا ہے کیا اوسی معاویہ کو جسنی مصطفی ؐ کے دانتونکو
توڑا اور جسکی مان نے حمزہ کا جگر چابا اور جسنے بیس اور کچہ زیادہ مرتبہ
اور بقولے نوی مرتبہ تیغ جناب امیر پر کہینچی اور جسکے بیٹی نے امام حسین کا
سر کاٹا ای مسلمانو تم اسی معاویہ کو کیا کہتے ہو جتنی آدمی کہ اوسوقت مجلس مین
حنفی شافعی سنی شیعی موجود تہے سب نے معاویہ پر لعنت و نفرین کے
اور تعزیت ماتم داری امام حسین علیہ السلام کی نوحہ و فریاد کے
ساتہہ ہر موسم عاشورا مین میان بغداد تازہ ہوئی اور ہمدان مین
اگرچہ فرقہ شیعہ غلبہ رکہتا ہے لیکن رایت سلطان اور لشکر ترکون کے
وجہ سے ہر سال مجد الدین مذکور ہمدانی نے موسم عاشورا مین تعزیت

اسطرح قایم کی کہ فقیہون کو تعجب آیا اور خواجہ امام نجم الدین ابو المعالی بن
ابی القاسم رازی نیشاپوری باوجودیکہ حنفی مذہب تھا لیکن تعزیہ بوجہ کمال
وبنہایت رکھتا تھا اور دستار سر سے علحدہ کرتا اور نوحہ کرتا خاک اپنی
اوپر ڈالتا اور بہت فریاد حد سے زیادہ کرتا رہے ہین جو امہات بلاد عالم
سے ہی معلوم ہی ہے کہ شیخ ابو الفتح نصر ابادی اور خواجہ محمود حدادی
حنفی وغیرہم نے کاروان سرای کوشک اور مساجد ترکیبین روز عاشورا
کو ذکر کربت وغربت اہلبیتؑ اور لعنت ظالمان سے کیا کیا ہے اور اس
زمانہ مین بھی خواجہ امام شرف الائمہ ابو نصر اسفنجانی ہر عاشورا کو امرا
اور ترک اور خواجون اور حنفیون کے سامنے بیان کرتا ہے اور سب
اوسکی موافقت کرتے ہین اور مدد سے پیش آتے ہین وہ اس قصہ کو خود
اسطرح سے بیان کرتا ہے کہ لوگ نہین جانتی اور نہین کہتے
اور خواجہ ابو منصور کو جو صاحب معتبر اور مقدم ہے ری مین حاضر ہوتے
وقت لوگون نے دیکھا ہے تھا کہ کس طریقہ سے روز عاشورا اس قصہ کو
بیان کیا اور معاویہ کو باغی بنایا اور خواجہ اور قاضی عدہ سنائی حنفی نے
جو صاحب سخن معروف ہے جامع طغرل مین بیس ہزار لوگون کے
روبرو اس قصہ کو اسطرح سے کہا اور یہہ عزاداری اور ماتمداری اس
نوح سے کی اور سر برہنہ اور کپڑی یون دریدہ کئے کہ پہلے ایسا نکیا تھا
اور خواجہ تاج اشعری حنفی نیشاپوری کو روز عاشورا بعد نماز کے جامع حق
مین دیکھا کہ ۵۵ھ مین باجازت قاضی امرا و کبرا کے سامنی کسقدر اسمین
مبالغہ کیا تھا اور یہی مصنف کتاب مذکور شوا بدرو نیو الون اور نوحہ

کرنیوالون کے لکہتا چلا جاتا ہے بعد اسکے کہتا ہے کہ اگر ان علما اور فقہا نے یہہ امر بتقیہ شیعہ خوف سے ترکون اور سلطان کے کیا تو موافقت رافضیون کی ہے اور اگر با اعتقاد کرتے ہین تو خواجہ کا نقصان ہے اور گر سب حنفی اور شافعی اور شیعی اہلبیت کے متابعت کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ ان تینون مذہبون سے بیزار ہے نہ کہ صرف مذہب شیعہ سے اور خارجی ہے پس چاہیکہ جورستان اور لرستان مین جاوی جہان غلبہ خارجیون کا ہے اور عزاداری حسین بن علی کی کرنا متابعت قول خدا کی ہے چنانچہ فرمایا ہے۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ اور موافق قول محمد مصطفےٰ کے ہی جیسا کہا ہے کہ من بکی علی الحسین او تباکی وجبت لہ الجنۃ۔ تا کہ کہنے والا اور سننے والا رحمت خدا تعالیٰ مین ہووے اور منکر اسکا نہین ہوتا ہے مگر منافق اور مبتدع اور ضال اور گمراہ اور خارجی و دشمن آل رسولؐ انتہےٰ بتغیر یسیر اے منکرین عزای امام حسین روحی فداہ و نفسی و فداہ متقدمین کو۔ احادیث کو۔ روایات کو دیکہو غم امام حسینؑ سے سب جگر چاک ہین اور عالم انسان ہے کیا رسول امام ملائک سب غمناک ہین۔ تم کلمہ رسول پڑہتے ہو آپ کو مطیع خاندان عصمت وطہارت جانتے ہو اور انکی خوشی مین خوشی اور غمی مین غم سے مانع ہوتے ہو حیف صد حیف سے میری تربت پہ سب روئے تر و یا پر وہ سنگین دل ہ تعجب ہے دو آنسو ہی نہ چشم یار مین آئے

دوسری فصل مرثیہ اور نوحے کے بیان مین

یعنی مرثیہ کہنا میت و شہید کے سلئے اور نوحہ کرنا اس طریقہ سے جو متعارف ہے

کہ اشعار میت کے حال کے پڑہے جاوین اور اونکو یاد کرکے رویا جاوے
درست ہے یا نہین پس جاننا چاہیئے کہ مرثیہ اور نوحہ کرنا میت پر جائز ہے شواہد
اسکے خارج از احصا ہین اونسی خوب ثابت ہوتا ہے کہ بہت سے عظماء
وکبرا میت پر اشعار پڑہ پڑہ کر اور کہہ کہہ کر روے ہین علاوہ بران
جبکہ مطلق رونا میت پر ثابت ہوگیا تو کچہ حاجت نہین ہے کہ اثبات اسکا
کیا جاوے کیونکہ جس طور سے چاہین اوسکے حالات نثر مین خواہ نظم مین
بیان کرکے رولین ہان اوسمین شاید یہہ ضرورت ہو کہ نظم اور شعر کہنا
اور پڑہنا درست ہے یا نہین سو اوسکو ہم پہلے اسکے کہ شواہد مرثیہ
پڑہنے والونکی عرض بیان مین لاوین ثابت کئے دیتے ہین اگرچہ یہہ
مرثیہ جو عماید اور کبرا کے بیان ہونگے مثبت اسکے ہین لیکن علحدہ
بحث اسکے مختصراً لکہی جاتی ہے تاکہ اعتراض مرثیہ کہنے اور پڑہنیکا
رفع ہوجاوے۔ مخفی نرہے کہ جو کچہ آیات کلام مجید و فرقان حمید مین
مثل الشعراء یتبعہم الغاوون الخ وغیرہ کے نازل ہوئے ہین وہ شعراء
کفار کے حق مین ہے جو حضرت رسالتماب صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی ہجو
کرتے تہے نہ کہ شعراء مسلمین کے شان مین کیونکہ صحیح بخاری مین مذکور ہے
مذکور ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا ان من الشعر حکمۃ شیخ عبدالحق
ترجمہ مین کہتے ہین بعض از شعرہا است کہ متضمن علم و حکمت است
فی الصراح حکمت دانستن حقیقت ہم چیزے حکیم دانا در است کار خداوند
حکمت حکما جمع احکام بکسر ہمزہ استوار کردن کار را استحکام استوار
شدن و باز داشتن سفلہ را از سفاہت و حکمۃ بفتحتین ظاہر و منع کردن

از بدی کسے او اینحدیث دلالت کند بر آنکه مراد از حدیث ان من البیان سحرا مدح بیان است چنانکه اینجا مدح بعضی از اشعار که متضمن علم و حکمت است و موعظہ و نصیحت باشد میکند و ہر دو کلام در حدیث قرین یکدیگر مذکور شدہ اند چنانچہ در آخر فصل ثانی بیاید و بعض گفتہ اند کہ این ہر دو فقرہ است بر کسے کہ گمان نمی برد کہ بیان مطلقاً محمود است و شعر ہمہ حال مذموم پس فرمود نہ اینچنین است بعضے بیانہا مذموم مشابہ سحر و بعضی شعرہا محمود و متضمن حکمت انتہی

اور نووی نے شرح صحیح مسلم مین بیان کیا ہے وقال العلماء کافۃ ہو مباح مالم یکن فیہ فحش او نحوہ قالوا وہو کلام حسنہ حسن وقبیحہ قبیح وہذا ہو الصواب وقد سمع رسول اللہ الشعر واستنشدہ وامر بہ حسان علے ہجاء المشرکین وانشدہ اصحابہ بحضرتہ فی الاسفار وغیرہا وانشدہ الخلفاء ائمۃ الصحابۃ وفضلاء السلف ولم ینکرہ احد منہم علے اطلاقہ وانما انکروا المذموم منہ وہو الفحش۔ حاصل اسکا یہہ ہے کہ علمانے کہا ہے کہ شعر مباح ہے جبتک کہ اوسمین فحش یا مثل اوسکا نہو اور یہہ بہی کہا ہے کہ اچھا ہونا اوسکا اچہا ہے اور برائی اوسکی بری ہے اور یہی صواب ہے اور تحقیقکہ پیغمبر خدا نے شعر کو سنا اور استنشاد کیا اور شعر کہنے کا مشرکین کے ہجو مین حسان کو حکم فرمایا اور اصحاب نے سفر وغیرہ مین حضرت کے سامنے شعر کہے اور خلفاء وفضلاء وغیرہ نے بہی شعر کہے ہین اور مطلق شعر کہنے کو منع نہین کیا ہان بیشک مذموم کا جو کہ فحش ہو انکار کیا ہے انتہی اس بیان صریح سے واضح ہے کہ خود حضرت نے شعر کہنے کا حکم کیا اور سنی چنانچہ مشکوۃ مین بہی مسطور ہے

کہ رسول خدا نے ابن سیرین کے باپ سے کہا کہ تجھی کچھ شعر امیہ بن صلت کے
یاد ہین اوسنے کہا ہان فرمایا پڑہ پس اونہون نے ایک شعر پڑہا حضرت نے فرمایا
کہ اور پڑہ یہانتک کہ سو شعر پڑہے شیخ عبد الحق دہلوی کہتے ہین از ینجا معلوم
می شود کہ شنیدن شعر کہ متضمن علم باشد سنت است اگرچہ قائل آن کافر
یا فاسق باشد انتہی اگرچہ تصریح اور اثبات اس امر کا کہ شعر کہنا ممنوع و مذموم
نہین ہے نہ ایسا ہے کہ محتاج بدلائل و براہین ہو کیونکہ بہت سے کتب سے
ثابت ہے کہ خود حضرت نے سنا اور خود سننے کا اشارہ فرمایا چنانچہ مشکوٰۃ مین
برابر تصریح ہے صحیح بخاری شاہد صادق ہے کعب بن زہیر کا قصیدہ
بانت سعاد مشہور ہے جسپر حضرت نے نہایت انعام و اکرام اور خلعت
عطا فرمایا تہا کما صرح بہ ارباب السیر۔ جناب ابوبکر و عمر بھی شعر کہتے تہے
چنانچہ تاریخ الخلفا علامہ سیوطی اور محاضرات راغب اصفہانی سے
ظاہر ہے جناب امام حسین علیہ السلام نے خود یوم عاشورا لشکر مین
جا کر یہہ اشعار پڑہے ہے جیسا کہ صواعق محرقہ ابن حجر مکی مین صفحہ ۱۶۴ پر
لکہا ہے۔ انا ابن علی الخیر من آل ہاشم * کفانی بہذا مفخر حین افخر *
وجدی رسول اللہ اکرم من مشی * ونحن سراج اللہ فی الناس یزہر *
وفاطمۃ امی سلالۃ احمد * وعمی یدعی ذوالجناحین جعفر * وفینا کتاب اللہ
انزل صادقا * وفینا الہدے والوحی والخیر یذکر * ان اشعار کو مولوی
سلامت اللہ نے بھی تحریر الشہادتین مین لکہا ہے لیکن سب سے گذر کر
ہم اسمقام پر احوال حسان بن ثابت کا بیان کرتے ہین جو خاص حضرت کے
شاعر تہے اور جناب اونکا شعر اکثر سنتے تہے اور خود شعر کہنے کا حکم فرماتے تہے

مشکوۃ وغیرہ مین مذکور ہے کہ حضرت نے حسان شاعر سے فرمایا کہ
جبرئیل تیری ساتھ ہے اور یہہ بھی رسول اللہ حسان سے فرمایا کرتے
تھے کہ اللھم ایدہ بروح القدس بارالہا حسان کے روح القدس سے
تائید کر اور پیغمبر خدا نے مسجد مین منبر حسان کے سئے رکھد یا تھا کیونکہ
وہ مفاخرت رسول اللہ سے وہان کرتے تھے اور اکثر حضرت نے
حکم اشعار کہنے کا فرمایا چنانچہ دیوان حسان بن ثابت چھاپہ شدہ موجود ہے
اوسمین لکھا ہے کہ حضرت نے حسان سے ابو حارث بن سفیان کی ہجو کے
مقابل مین شعر کہنے کا حکم فرمایا پس اونہون نے یہہ شعر کہے ہجوت
محمدا فاجبت عنہ وعند اللہ فی ذالک الجزاء الخ اور جب کہ یہہ ثابت
ہوگیا کہ شعر کہنا اسطرح قبیح نہین تو اب خیال کرنا چاہیے کہ آیا مرثیہ کہنا
برا ہے یا نہین پس اول تو یہی بینہ واثق وشاہد صادق ہے کہ
حسان نے بہت سے مرثیے کہے چنانچہ خود رسالتمآب پر کہا عمر بن خطاب
وعثمان بن عفان وحبیب ابن عدی واصحاب رجیع وحارث جعفی واہل
وحمزہ وجعفر بن ابی طالب ودیگر وبگیر کے مرثیے دیوان حسان میں
ہین کوئی اسکا انکار نہین کرسکتا اور برابر یہہ امر عرب وعجم میں
وساری ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے مدارج النبوۃ مین صفحہ ۳۰ پر
لکھا ہے اما شعرای آنحضرت صلعم از آنہا کہ دفع میکردند وباز میداشتند
ہجو کافران را از اسلام واہل آن در مدح رسول صلے اللہ علیہ وسلم
وہجو کفار لعنہم اللہ میکردند سہ کس شمردہ اند حسان بن ثابت وکعب بن
مالک وعبد الرحمن بن رواحہ صاحب روضۃ الاحباب میگوید کہ شاعران

وخادمان رسول اللہ از مردان صدو شصت و اند بودند و از زنان دواز دہ بودند انتہی دوسری یہہ کہ ہر ایک نے اہلبیت اور صحابہ مین سے مرثیہ آن حضرت صلعم کے وفات مین کہاہی چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی نے مدارج النبوۃ مین صفحہ ۵۲۵ پر لکھاہے و ہر کدام از اہلبیت آنحضرت و صحابہ عظام مرثیہ در وفات آنحضرت در سلک انتظام کشیدند الخ مفود عمر بن خطاب نے مرثیہ کہا چنانچہ اسی کتاب کے صفحہ ۵۶۷ پر مرقوم ہے کہ عمر بن خطاب نے عروۃ بن مسعود کی شہادت مین مرثیہ کہا انتہی اور ہی مدارج النبوۃ مین لکہاہے کہ جب بعد از دفن آنحضرت کے حضرت فاطمہؑ زیارت قبر شریف کو گئین اور وہان کی خاک اُٹہاکر دیدہ غمدیدہ پر رکہی اور روئین اور یہہ شعر فرمائی سے ماذا علی من شم تربۃ احمد ٭ ان لا یشم مدی الزمان غوالیا ٭ صبت علی مصائب لو انہا ٭ صبت علی الایام صرن لیالیا ٭ اور بہی یہہ ہے کہ دوسری زیارت کے وقت یہہ شعر فرمائی سے اذا اشتد شوقی زرت قبرک باکیا ٭ انوح واشکو لا اراک مجاوبی ٭ فیا ساکن الغبراء علمنی البکا ٭ و ذکراک انسانی جمیع المصائب فان کنت من عینی فی التراب غائبا ٭ فما کنت من قلبی الحزین لغائب ترجمہ اسکا یہہ ہے کہ جب میرا شوق زیادہ ہوتا تہا تو روتی ہوئے تیری قبر کی زیارت کرتی ہاتہے مین نوحہ کرتی ہون اور شکوہ کرتی ہون اور اپنا جواب دینے والا اسکو نہین پاتی اے ساکن زمین مجکو رونا سکہا تیری ذکر نے مجکو سب مصیبتین بہلا دین ٭ اگرچہ آپ میری آنکہون سے مٹی مین پنہان ہین لیکن میرے دل غمدیدہ سے غائب نہین انتہی

اور یہہ دو شعر بھی جناب زہرا ہی سے مرثیے مین ہین گئی جاتی بین نفسی علے زفراتہا محبوستہ
یا لیتہا خرجت مع الزفرات لا خیر بعدک فی الحیات و انما ابکی مخافتہ
ان تطول حیاتی یہہ دونون شعر روضتہ الاحباب مین مسطور ہین خود جناب
رسالتماب نے اپنی بیٹے ابراہیم کے غم مین نوحہ کہا چنانچہ وہ نوحہ مشکوۃ مین
موجود ہے اور وہ یہہ ہے ان العین تدمع و القلب تحزن لا نقول الا بک
یا ابراہیم لمحزون جناب ابوبکر نے بھی صفیہ بنت عبد المطلب پر مرثیہ کہا
اور مرثیہ کہنے کی رسم اسوقت مین نئی نہین حضرت آدم علیہ السلام
نے اپنی فرزند ہابیل کے غم مین مرثیہ کہا چنانچہ وہ مرثیہ کہتے ہین سریانی
زبان مین تہا یعرب بن قحطان یہودی نے جو ابو العرب کہلاتے ہین اوس
مرثیہ کو عربی زبان مین کیا ایک شعر اوس مرثیہ کا یہہ ہے تغیرت البلاد
و من علیہا و وجہ الارض مغبر قبیح ابوبکر کا کہا ہوا مرثیہ روضتہ الاحباب
مین بھی مثبوت ہے اور وہ یون ہے لیت القیمتہ قامت عند مہلکتہ
کیلا تری بعدہ مالا و لا ولدا و اللہ اضحی علے شئی فجعت بہ من البریتہ
حتے ادخل اللحد جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے بھی جناب
سیدہ علیہا السلام کے غم مین مرثیہ کہا باعث خوف طول درج تحریر
نہ کیا گیا اور تذکرہ خواص الامتہ فی معرفتہ الائمہ تصنیف شمس الدین
ابو المظفر یوسف سبط ابن جوزی کہ محدث و مورخ مشہور ہے اور تاریخ
یافعی وغیرہ مین مدح و ثنا اوسکی مسطور ہے حال جناب فاطمہ علیہا السلام کا
بیان کرکے کہتا ہے ثم ادمات الی قبر النبی یعنی پہر حضرت فاطمہ علیہا السلام نے
قبر نبی کے جانب اشارہ کیا و قالت اور کہا قد کان بعدک انباء و ہنبثتہ

لو کنت شاہدہا لم یکبر النوب ٭ انا فقدناک فقد الارض وابلہا ٭ واغتیل اہلک

لما اغتالک الترب ٭ وقد رزینا بما لم یرزہ احد ٭ من البریۃ لا العجم ولا عرب ٭

ثم انہا اعتزلت القوم ولم تزل تندب رسول اللہ حتی لحقت بہ یعنی

پھر سب سے علحدہ ہو گئیں اور رسول خدا پر ندبہ کرتی رہیں یہان تک کہ

انتقال کر گئیں انتہی اور فائق زمخشری مین لغت ہنبثہ مین مرقوم ہے

فاطمۃ قالت بعد موت ابیہا یعنی فاطمہ نے بعد اپنے باپ کے انتقال

کے کہا قد کان بعدک انبا وہنبثۃ ٭ لو انت حاضرہا لم یکبر الخطب ٭

اور ابن اثیر جزری کہ اکابر محدثین اہلسنت سے ہے کتاب نہایہ کے

لغت لہ مین لکھتے ہین ان فاطمۃ قالت بعد موت النبی یعنی فاطمہ نے

بعد موت نبی کے کہا قد کان بعدک انبار وہنبثۃ ٭ لو کنت شاہدہا لم

یکبر الخطب ٭ انا فقدناک فقد الارض وابلہا ٭ واختل قومک فاشہدہم

ولا تغب اب جبکہ یہ رسم مرثیہ اور نوحہ کے برابر جاری رہے چنانچہ

رسالت پناہ وامیر المومنین وفاطمۃ اور ابوبکر وعمر وغیرہم نے مرثیہ اور نوحہ

کہی ہوئے موجود ہین تو اب کیا ضرورت کسی شئے کے اثبات کی ہے

لیکن بنابر مزید توضیح اس امر کو بھی ثابت کرتے ہین کہ قوم اجنبہ اور اہل

بیت اور عظما وکبرا اہل سنت نے خاص امام حسین پر مرثیہ کہے ہین

تو ہم جن کا مرثیہ کہنا بہت سے کتب موالفین ومخالفین سے ثابت ہے

چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی جو باعتراف فاضل رشید وغیرہ نہایت

مستند ہین اپنی کتاب ما ثبت بالسنہ مین لکھتے ہین واخرج ثعلب فی

امالیہ عن ابی جباب الکلبی واخرج ابو نعیم فی الدلائل عن ام سلمۃ قالت

سمعت الجن تبکی علی الحسین وتنوح علیه قال اتیت کربلا فقلت لرجل من
اشراف بها بلغنی انکم تسمعون نوح الجن فقال ما تلقی احدا الا اخبرک انه سمع
ذلک فقلت فاخبرنی ما سمعت انت قال سمعتہم یقولون نظم مسح الرسول
جبینه ٭ فله بریق فی الخدود ٭ ابواه فی علیا قریش ٭ وجده خیر الجدود ۔۔۔

یعنے ثعلب نے اپنی امالی مین ابی حباب کلبی سے روایت کی ہے اور
ابونعیم نے دلائل مین ام سلمہ سے بیان کیا ہے کہ اونہون نے فرمایا مینے
جن کو سنا کہ وہ حسین علیہ السلام پر روتے تھے اور نوحہ کرتے تھے
وہ کہتا ہے کہ مین کربلا مین آیا اور ایک شخص سے جو وہان کے اشراف سے
تھا پوچھا کہ مجکو یہہ معلوم ہوا ہے کہ تم جن کا نوحہ سنتی ہو اوسنے کہا کہ تو کسے
شخص سے نملیگا مگر یہہ کہ وہ تجکو خبر دیگا کہ اوسنے اوسکو سنا ہے مینے کہا
کہ مجکو بھی بتا تو نے کیا سنا ہے اوسنے کہا کہ مینے اونکو کہتے ہوئے یہہ شعر سنے
جنکا مضمون یہہ ہے ۔ کہ اوس حسین کو نبی نے چوما تھا ٭ اوسکے چہرہ پر
کیا ہی چمک تھی ٭ ماں باپ اوسکے اعلی قریش مین تھے ٭ اور اوسکا نانا جہان
اچھا تھا انتہے یہہ مرثیہ جن کا سر الشہادتین بھی صفحہ ۳۴ پر ثبوت ہے
اور اسعاف الراغبین مین بھی صفحہ ۱۹۲ پر مرقوم ہے کہ وسمعت الجن
تنوح علیه کما اخرجہ ابونعیم وغیرہ یعنے جنون کو نوحہ کرتے ہوئی سنا گیا
جیسا کہ ابونعیم وغیرہ نے بیان کیا ہے انتہی اور بھی صواعق محرقہ مین صفحہ
۱۵۳ پر مذکور ہے قالت ام سلمة فلما کانت لیلة قتل الحسین سمعت
قائلا یقول شعر ایہا القاتلون جہلا حسینا ابشروا بالعذاب والتذلیل
قد لعنتم علی لسان ابن داؤد ٭ وموسی وحامل الانجیل قالت فبکیت ٭

قت القارورۃ فاذا الحصیات قد صرن دمًا یعنی ام سلمہ نے کہا کہ جب شہادت
امام حسین علیہ السلام کی شب ہوی تو مینے ایک کہنے والے کو سنا کہ یہہ شعر
کہتا تھا جنکا مضمون یہہ ہے کہ اے قاتلان حسین تمکو عذاب کی بشارت ہے
اور تم بزبان ابن داؤد اور موسے و عیسے ملعون ہو کہتے ہین کہ مین روئی
اور شیشہ کو کہولا تو سنگریزے خون ہو گئے تھے انتہے اور سر الشہادتین مین
بھی یہی نوحہ جن کا صفحہ ۳۵ پر مذکور ہے جسکو ترجمہ کر کے لکہا جاتا ہے
کہ ابو نعیم نے بطریق حبیب بن ثابت ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ اونہون نے
کہا کہ مینے جنون کا رونا انتقال سے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نہین سنا
مگر آج رات پس مینے جانا کہ میرا بیٹا حسین شہید ہوا پہر حضرت ام سلمہ نے اپنی
لونڈی سے کہا کہ گہر سے نکل کر تو پوچہہ سو اوسنے آکر خبر دی کہ حسین ع
شہید ہوئے اور جن یہہ لکہکر رونے لگی شعر الا یا عین فانتہلی بجہد ۞ ومن
یبکی علے الشہدا بعدی ۞ علی رہط تقودہم المنایا ۞ الی متجبر فی ملک
عبدی + اور ابو نعیم نے مزیدہ بن جابر حضرمی سے روایت کی ہے کہ اوسنے
ماں اپنی سے سنا کہ اوسنے جنونکو حسین ع پر روتے اور نوحہ کرتے سنا کہ یہہ شعر پڑہتی تہی شعر ایا عین جودی بالدموع فانما ۞ یبکی الحزین بحرقۃ و توجع ۞ یا عین الہاک الرقاد بطیبۃ ۞ قبر الرسول و ذاک خیر مضجع ۞ جودی علی حسین ع جہلا حسینا جہلا ان حسینا جبلا شقی الامی و و قدی
جو کہ معتبرین و معتمدین اہلسنت سے سے ہے اپنی تاریخ مین کہتا ہے کہ جب
سر مبارک امام حسین علیہ السلام کا اور اہل بیت کو مانند قیدیونکی مدینہ مین
لائے تو مدینہ مین کوی ایسا باقی نرہا جو شہر سے باہر نہ گیا ہو اور سب نے
آواز گریہ بلند کی زینب بنت عقیل بن ابیطالب کہ مدینہ مین تہی نقاب
منہ سے اوٹہا کر اور بال پریشان کر کے باہر آئین اور باآواز بلند
کہتی تہی ۞ واحسیناہ وا اخوتاہ واویلاہ وا محمداہ بعد اسکے کہا

ماذا تقولون ان قال النبی لکم ٭ ماذا فعلتم وانتم آخر الامم ٭ باہلبیتی
واولادی اما لکم عہد اما انتم توفون بالامم ٭ ذریتی وبنی عمی مضیعۃ
منہم اساری وقتلی ضرجوا بدم ٭ ماکان ہذا جزائی اذ نصحت لکم ٭ ان
تخلفونی بسوء فی ذوی رحم ـ ترجمہ ابیات کا یہ ہے کہ تم کیا کہوگے
اگر تم سے پیغمبر پوچھیں کہ تمنے میرے اہلبیت اور اولاد سے کیا کیا
حالانکہ تم آخرین امت ہو ٭ کیا تمہارا عہد نہین تھا کہ وفا کرو میری
ذریت اور پسران عم کے عہد و تکو ٭ جو کہ ضائع کئے گئے ہین بعض
اونمین سے اسیر ہوے اور بعضی مارے گئے جو اپنی خونمین آلودہ ہوے
میری یہ جزا نہ تھی جس وقت مین کہ تمکو یہ نصیحت کی تھی کہ پیچھی
میرے میرے خویشون سے بدی تکرنا انتہی یہ مرثیہ سلامت اللہ
نے بھی تحریر الشہادتین مین لکھا ہے اور آسراقہ باہلی نے
کہا ہے عین ابکی بعبرۃ وعویل ٭ واندبی ان ندبت ال الرسول ٭ یعنی
اے آنکھہ میری گریہ کر با اشک و آواز بلند اور ندبہ کر اگر ندبہ کرتی ہے
تو آل رسول خدا پر انتہی اور فاضل سمہودی جسکے مناقب اور مدائح
ناظرین کتاب جذب القلوب شیخ عبد الحق دہلوی وضوء اللامع وکفایۃ
المتطلع تاج الدین دہان حنفی وسبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد
محمد بن یوسف شامی دمشقی ومفتاح النجا مرزا محمد بن معتمد خان بدخشانی
وغیرہا پر مخفی نہین ہے اپنی کتاب جواہر العقدین کے چودہوین ذکر
قسم ثانی سے کہتے ہین نقل لسبط ابن الجوزی ان ابن الہباریۃ
الشاعر اجتاز بکربلا فجعل یبکی علی الحسین واہلہ وقال بدیہۃ

الحسین المبعوث جدک بالھدی ٭ فسھا یلون الحق عنہ سائل ٭ لو کنت شاہد

کربلا لبذلت فی ٭ تنفیس کربک جہد بذل الباذل ٭ وسقیت حد السیف

من اعدائکم ٭ عللا وحد السمہری الذابل ٭ لکننی اخرت عنک الشقوتی ٭

فبلابلی بین الغری وبابل ٭ ھبنی حرمت النصر من اعدائکم ٭ فاقل من حزن

ودمع سائل ٭ ثم نام فی مکانہ فرای النبی فے المنام فقال لہ یا فلان

جزاک اللہ خیرا البشر فان اللہ قد کتبک ممن جاہد بین یدی الحسین یعنے

سبط ابن جوزی نے نقل کیا ہے کہ ابن ہباریہ شاعر زمین کربلا مین گیا

اور مصیبت امام حسین علیہ السلام اور اہلبیت علیہ السلام پر رونے لگا

اور یہ بھی چند شعر مرثیہ مین حضرت کے کہے جنکا حاصل یہ تھا کہ ای حسینؑ

اگر مین ہوتا کربلا مین حاضر تو اپنی کوشش تیری تنفیس کرب مین صرف کرتا

جیسے کہ کوئی سخی کرے اور مین تمہارے دشمنون سے دو بار تیزی شمشیر کے

آب اور نیزہ دراز کے پلایا جاتا لیکن مین بسبب اپنی شقاوت کے باز رکھا

گیا پس اندوہ درمیان غری اور بابل کے ہے فرض کرو کہ مین تمہارے

دشمنون کے مقابلہ مین مدد سے محروم رہا تو کیا حزن اور بہتے آنسوون کو

بھی کم کردون انتہے بعد ان شعرون کے جب وہ سویا تو رسول

خدا کو خواب مین دیکھا کہ حضرت فرماتے ہین کہ ای فلان خدا ے تعالے

تجھکو جزا ے خیر دے تجھکو بشارت ہو کہ حق تعالے نے تیرا نام اون لوگون

مین لکھ لیا جو امام حسینؑ کے ساتھ معرکہ مین ثابت قدم رہے اور درجہ شہادت

پر فائز ہوے انتہے یہ روایت صریحہ اس امر پر دلالت کرتی ہے

کہ مرثیہ کہنا امام حسین علیہ السلام پر باعث دخول جنت النعیم اور موجب

اجر عظیم ہے اسی کتاب جواہر العقدین سمہودی ہین خود امام شافعی کا
مرثیہ جو ائمہ اربعہ سنیہ سے ہین نقل کیا ہے یہ مرثیہ امام عالیمقام اہل
سنت نے جناب امام حسین علیہ السلام پر کہا ہے چنانچہ لکھا ہے
قال ابو القاسم بن الطیب المعنی ان الشافعی رحمہ اللہ تعالے انشد یعنے
ابو القاسم کہتے ہین کہ امام شافعی نے یہ شعر کہے اور وہ یہ ہین سعہ
تاوب ہمی والفواد کییب ٭ وارق عینی والرقاد غریب ٭ ومما نفے
نومی وشیب المتی ٭ تصاریف ایام لھن خطوب ٭ تزلزلت الدنیا
لال محمد ٭ وکادت لہم صم الجبال تذوب ٭ فمن مبلغ عنی الحسین رسالۃ
وان کرھتھا النفس و قلوب ٭ قتیل بلاجرم کان قمیصہ ٭ صبیغ بماء الارجوان
خضیب ٭ یصلی علے المختار من آل ہاشم ٭ ولیغزی بنوہ ان ذالعجیب
لئن کان ذنبی حب آل محمد ٭ فذلک ذنب لست منہ اتوب ٭ ہم
سف ٭ ای یوم حشری وموقفی ٭ وحبہم للشافعی ذنوب ٭ حاصل اسکا
یہ ہے کہ پھر آیا مین اور دل میرا غمناک ہے اور آنکھ میری بیخواب ہے
اور نیند غریب ہے اور جس چیز نے کہ میرے خواب کو دور کیا اور میری
جمیعت کو پراگندہ کیا وہ دنون کے گردش ہے جن ہین دشواری ہے
دنیا آل محمد کے وجہ سے متزلزل ہوی اور قریب ہوا کہ سخت پہاڑ گداختہ
ہوجاوین پس کون ہے حسین کو میرا پیغام پہچائی والا اگرچہ نفس اور دل
خوارج کے ناراض ہین قتل کیا گیا بیگناہ گویا اوس کا کرتا آب ارغوانی مین
رنگا گیا برگزیدہ آل ہاشم پر درود بھیجی جاتی ہے اور اوسکی اولاد پر غزا
کیجاتی ہے اور یہ باتین بسا عجیب ہین اگر دوستی آل محمد کی میرا گناہ ہے

تو یہ گناہ ایسا ہے کہ مین اوس سے توبہ نہین کرتا ہون وہ میرے روز
حشر کو میرے قیام کے وقت شفیع اور اونکی دوستی شافعی کو نصیب ہے
انتہےٰ اور اسی مرثیہ مین بعد شعر تزلزلت الدنیا الخ کے یہ شعر بھی پایا گیا۔
وغارت نجوم واقشعرت کواکب ٭ وهتک استار وشق جیوب ٭ یہی مرثیہ
زہری سے بھی منقول ہے اور کتاب استیعاب ابن عبد البر مین جو نہایت
مستند او رمعتمد ہے یہ مرثیہ امام حسین علیہ السلام کے ذکر مین درج ہے
مررت علی ابیات آل محمد ٭ فلم ار من امثالها حین حلت ٭ فلا یبعد اللہ
البیوت واهلها ٭ وان اصبحت منهم برغمی تخلت ٭ وکانوا رجاءً ثم عادوا رزیۃ
لقد عظمت تلک الرزایا وجلت ٭ اولئک قوم لم یشیموا سیوفهم ولم تنک سفے
اعداہم حین سلت وان قتیل الطف من آل ہاشم ٭ اذل رقابا من قریش
فذلت ٭ اذا افتقرت قیس جبرنا فقیرها ٭ وتقتلنا قیس اذا النعل زلت
وعند غنی قطرۃ من دمائنا ٭ سنجزیهم یوما بها حیث حلت ٭ الم تران الار
ض اضحت مریضۃ ٭ لفقد الحسین والبلاد اقشعرت ٭ وقد اعولت
تبکی السماء لفقده ٭ وانجمها ناحت علیه وصلت انتہےٰ اور ایک روایت
سنی جس سے تین باتین ثابت ہین۔ ایک مرثیہ اور شعر کہنا مصیبت امام
حسینؑ پر دوسری گریہ کرنا جناب امیرؑ کا حسینؑ علیہ السلام پر تیسرے
ہر شخص کو اس مصیبت مین رونیکی ہدایت شیخ محمد بن سعید بوصیری سے جو
مشاہیر شعرا وفضلائے اہل سنت سے ہے اور جس نے قصیدہ بردہ
لکھا ہے جو بہت مشہور ہے اور مطلع اوسکا یہ ہے ٭ امن تذکر
جیران بذی سلم ٭ خرجت دمعا جری من مقلۃ بدم ٭ اسی شخص نے

ایک قصیدہ ہمزیہ کہا ہے جسکا مطلع یہ ہے کیف یرقی رقیاک الانبیاء
یا سماء ما طاولتھا سماء ۝ اس قصیدہ مین اسنی چند شعر مصیبت حضرت امام
حسین علیہ السلام مین بھی لکھی ہین اور وہ شعر یہ ہین سے وقست منہم قلب علی
من ۝ بکت الارض فقدہم والسماء ۝ فابکہم ما استطعت ان قلیلا ۝ فی عظیم
من المصائب البکاء ۝ ابن حجر مکی نے جنکے محامد ومناقب سابق مین گذرے
اس قصیدہ والی کے تعریف اسطرح کی ہے ہو الشیخ الامام العارف
الکامل الھمام المتقن المحقق البلیغ المدقق امام الشعراء واشعر العلماء
وابلغ الفصحاء وافصح الحکماء الشیخ شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن سعید
بن حماد بن محسن بن عبد اللہ بن الصنہاج بن بلال الصنہاجی الخ
اور یہی ابن حجر اس قصیدہ ہمزیہ کی شرح مین ان اشعار سابقہ کے شرح
اسطرح لکھتے ہین ای مدۃ دوام استطاعتک تاسیا بنبیک ثم بجبرئیل ثم بعلی
روی ابن مسعود عن الشعبی وقال مر بکربلا عند مسیرہ الی صفین فوقف وسئل
عن اسم ہذہ الارض فقیل لہ کربلا فبکی حتی بل الارض بدموعہ ثم قال
دخلت علی رسول اللہ وہو یبکی فقلت لہ ما یبکیک قال کان عندی جبرئیل
آنفا فاخبرنی ان ولدی الحسین یقتل بشاطی الفرات فی موضع یقال لہا
کربلا ثم قبض جبرئیل قبضتہ من تراب شمنی ایاہا فلم املک عینی ان فاضتا
بعد اسکے ابن حجر کہتا ہے وذلک کلہ مصاب لا ینسا ویہ مصاب فحق
لکل احد ان یحزن علی ذلک ویتاسف علیہ وان یامر غیرہ ویدعو الیہ انتہی
محصل اسکا یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام پر پیروی رسول وجبرئیل
وعلی ابن ابیطالب علیہ السلام رونا چاہیے جبتک کہ گریہ وبکا کی طاقت

رہے چنانچہ شعبی نے روایت کی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام جب جنگ صفین کے توجہ رکھتے تھے تو زمین کربلا پر پہونچے اور وہان کھڑے ہو گئے اور پوچھا کہ نام اس زمین کا کیا ہے کہا گیا کہ کربلا۔ حضرت اتنا روئے کہ زمین انسے تر ہو گئے اور فرمایا کہ ایک روز مین خدمت رسول خدا مین حاضر ہوا اور اونکو روتے پایا مینے عرض کیا کہ آپ کے رونے کا کیا باعث ہے فرمایا کہ ابھی جبرئیل مجھ پر نازل ہوئے اور خبر دے کہ میرا فرزند حسین علیہ السلام کنارہ فرات پر اسجگہہ شہید ہوویگا جسکو کربلا کہتے ہین بعد اسکے جبرئیل نے اوس جگہہ کے مٹی اٹھائی اور مجھ کو دی اوسکو سونگھا پس آپ کو رونے سے ضبط نکر سکا بعد اسکے ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ مصیبت وہ ہے کہ کوئی مصیبت اوس تک نہین پہونچ سکتی اور ہر مسلمان کو سزاوار ہے کہ اوس پر محزون ہو اور تاسف کرے اور اور لوگون کو اسکا حکم دی اور اسکی ترغیب کرے انتہی ترجمہ دیکھئے ابن حجر باوجود نہایت متعصب ہونیکے اور صواعق محرقہ سے کتاب لکھنے کے امام حسین علیہ السلام پر رونے کی کتنی تاکید اور تشدید کرتا ہے کیا اب بھی شبہ باقی ہے صاحبو دنیا چند روزہ ہے عمر برف است و آفتاب تموز۔ روز بروز موت کا قرب ہوتا ہے اے غافل تو ہر روز اپنی عمر کو کہوتا ہے پیک اجل کا وقت مقرر نہین کب آوے خدا جانے بعد مرون اعمال پر حساب کیا جاویگا رونا بہ تصریح امام احمد بن حنبل بہشت مین پہونچاوے گا اور جہنم سے بچاوے گا سوائے انکے بہت لوگون نے مثل ابوبکر محمد خالد کے امام حسین علیہ السلام پر مرثیے کہے ہین اگر مقام اختصار نچاہتا البتہ کچھہ نقل کرتا اور جب جواز ثابت ہو گیا تو کچھہ ضرورت نقل نہین بلکہ

جو کہے گا ثواب ہوگا جو پڑہے گا ماجور خیال کرنا چاہئے کہ ابن ہبیا دیہ
شاعر نے مرثیہ کہا تھا اوسکو حضرت نے مغفرت کی بشارت دی اب
کیون ماجور نہونگے۔ دیکھو یہ مرثیہ جو اردو مین مثلا پڑہے جاتے ہین
اونہین الالات کو جو گذرے ہین بیان کرتے ہین۔ زبان کے تبدل
و تغیر سے کچہہ مضامین مین اور ثواب مین یہان فرق نہین آسکتا۔
کلمو الناس علے قدر عقولہم مشہور ہے۔ عام لوگون کا سمجہانا منظور ہے
بار ہا گفتہ ام و بار دگر میگویم ؛ کہ غم ابن علے دخل بہ بخشش دارد
تیسرے فصل امور متعلقہ میں لکہا ہین اسمین اعتراضات لکھکر جواب
لکھے گئے ہین۔ پہلا اعتراض اہلسنت کا یہ ہے کہ بالفرض رونا امام
علیہ السلام پر جائز ہی سہی لیکن اسطریقہ مروجہ سے مجالس جمع کرکے
پڑہنا اور عام لوگون کو سنانا کہان سے درست ہے بلکہ یہ امر تو بدعت
ہے پس جواب اسکا بحولہ و قوتہ لکھا جاتا ہے لمولفہ

بعین انصفت و عدل اسکو دیکھو	تعصب سے بچو للہ سمجہو
ولاء پنجتن واجب ہے سب پر	مدار مغفرت ہے روز محشر
کلام اللہ مین ایت ہے مرقوم	ہوا اجر رسالت جس سے معلوم
مودت اسمین ہے قربی کی تحریر	لکھی ہے اسکی یون لوگون نے تفسیر
علی و فاطمہ حسنین معصوم	یہی چارون ہین اس آیت کی مفہوم
محبت کے طریقہ اب بتاؤ	ذرا انصاف کی جانب بھی آؤ
خوشی مین دوست کی خوش ہتا ہم	مصیبت مین کیرو اندوہ قایم
اگر محبوب پر ہووے مصیبت	تمہین ہو واقعی سن نے سے فرحت

کہاں سے ایسی حالت میں مودت ؛؛ صریحاً یہ تو ظاہر ہے عداوت
ذرا ظاہر کو باطن سے ملاؤ ✣ یہ دعوی پھر زبان پر اپنے لاؤ
مومنین کا جمع ہوکر ذکر اخیار اور ابرار کا سننا اور سنانا کسی مقام پر
ممنوع و محذور نہیں بروایات شیعہ امامیہ ثابت ہے کہ ائمہ صلوات
اللہ علیہم نے خاص امام حسین علیؑ کی مصیبت میں مجلس قائم فرمائے لیکن چونکہ
مخالفین پر یہ احجیت نہیں ہوسکتا لہذا اونکے کتب سے جواز انعقاد
مجالس ثابت کیا جاتا ہے اہلسنت کے علمائے لکھا ہے کہ جس مقام پر جو
یا ذکر انبیا اور اوصیا کا ہوتا ہے وہاں فرشتے نازل ہوتے ہین چنانچہ رسالہ
غایۃ المرام مین بھی صفحہ ۱۰۳ پر لکھا ہوا ہے کہ ظاہر ہے کہ ذکر اللہ تعالے
اور رسول صلعم کا جس محفل مین ہو وہان خود اللہ تعالی ہمنشین ہوتا ہے اور
فرشتے حاضر ہوتے ہین اور تصور آنحضرت صلعم کا ہوتا ہے روح نبی کریم حاضر
ہوتی ہے کما ہو فی فتوی علماء مکتہ المنقولتہ انتقا فی ہدی الانام فے
مسئلتہ القیام وہان سب مغفور ہوتے ہین اور حاجات اونکی بباعث
برکت برآتی ہین اور محل استجابت دعا ہے انتہے اب دیکھیے صاحب
غایتہ المرام محفل کو استجابت دعا اور باعث حضور ملائکہ و روح پر فتوح
رسالتمآب بتلاتا ہے یہ محفلین اور مجلسین جو شیعہ یا اہل سنت امام حسین
علیہ السلام کی کرتے ہین اور اومین ذکر انبیا اور اوصیا و شہدا کیا جا
تا ہے کیون باعث غفران و اجابت دعا نہ ہونگے اور ذکر اہل بیت کا
عین ذکر آنحضرت صلعم کا ہے اور دیکھو اوسے رسالہ غایتہ المرام مین صفحہ ۱۰۱ پر
مثبوت ہے کہ اور حق تعالے نے اطاعت اور نافرمانی رسول مقبول کے

اطاعت اور نافرمانی اپنی اور ذکر رسول کریم کا بعینہ ذکر اپنا فرمایا ہے
اور کتب احادیث وسیر مین بتواتر آیا ہے کہ جس مجلس مین مسلمان ذکر خدا
اور رسول کرتے ہین فرشتگان الٰہی حاضر ہوکر اون پر سایہ کرتے ہین
اور تا اتمام حاضر رہتے ہین اور اونکی حق مین دعا کرتے ہین اور سفارشین
اونکی بجناب حق تعالے کرتے ہین اور اون مسلمانون کو رحمت الٰہی
احاطہ کر لیتی ہے اور گناہ اونکے زائل اور درجات اونکے مرتفع ہوتے
ہین اور جس مقام پر درود پڑہا جاتا ہے فرشتگان سیاحین بجناب انحضرت
صلعم حاضر ہوکر عرض کرتے ہین کہ فلانے شخص نے درود پڑہا اور یہ بہی
حدیث قدسی مین آیا ہے کہ حق تعالی نے فرمایا۔ انا جلیس من ذکرنی
یعنے مین ہمنشین اوس شخص کا ہون کہ مجکو یاد کرتا ہے کذا فی شرح سفر
السعادۃ لمولانا المحدث الدہلوی علیہ الرحمتہ اور تنبیہ الغافلین ابو اللیث
محدث وفقیہ سمرقندی مین یہ حدیث مروی ہے ہم اصل حدیث چھوڑکر
ترجمہ اسی کتاب کا نقل کرتے ہین ابی ہریرہ یا ابی سعید خدری سے روایت ہے
کہ انحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے فرشتگان سیاحین کو زمین پر
مقرر فرمایا ہے جسوقت وہ پاتی ہین کسی جماعت کو بحالت ذکر کرنے
حق تعالی کے وہ پکارتے ہین اوس جماعت کو کہ جلد لو مقصود و مطلب
اپنا پس وہ فرشتے آتی ہین محفل مین اور صحبت کرتے ہین ساتھ اونکے
پس جسوقت وہ فرشتے آسمان پر جاتے ہین حق تعالے
اونسے پوچھتا ہے کہ کس حالت مین تم ہمارے
بندون کو چھوڑ آئے ہو اور وہ کیا کرتے ہین پس

فرشتے عرض کرتے ہین وہ لوگ تحمید و تمجید و ذکر تیرا کرتے ہین پس
حق سبحانہ پوچھتا ہے اون فرشتون سے وہ کیا مانگتے ہین فرشتے جواب
دیتے ہین کہ بہشت مانگتے ہین پس کہتا ہے اللہ تعالے کہ کیا بہشت کو
دیکھا ہے فرشتے جواب دیتے ہین کہ نہین دیکھا پس کہتا ہے اللہ تعالی کہ
کیونکر دیکھین گے اوسکو کہتے ہین فرشتے اگر دیکھتے بہشت کو ہر آئینہ ہوتے
وہ لوگ طالب و حریص تر واسطے بہشت کے پہر اللہ تعالے استفسار
فرماتا ہے کہ پناہ کس چیز سے مانگتے ہین وہ کہتے ہین دوزخ سے پس کہتا ہے
اللہ کیا دیکھا ہے دوزخ کو فرشتے کہتے ہین کہ نہین دیکھا پہر کہتا ہے اللہ تعالے
کہ کیونکر دیکھین گے فرشتے کہتے ہین کہ اگر دیکھتے ہوتے وہ لوگ خائف تر
اوس سے پس فرماتا ہے اللہ تعالی تمکو گواہ کرتا ہون مین اس بات پر
کہ مین نے مغفرت اونکی کی پس فرشتے عرض کرتے ہین کہ فلان گنہگار
اوس مجلس مین اور کسی مطلب کو آیا ہے اوس جماعت مین نہین ہے
حق تعالے فرماویگا کہ ذاکرین ایسی قوم ہین کہ ناامید نہین ہوتا ہمنشین
اونکا اور حدیث دوسری یہ ہے روی عن النبی انہ قال ما جلس
قوم یذکرون اللہ الا ناداہم منادٍ من السماء قوموا فقد بدلت سیاٰتکم
حسنات وغفر لکم جمیعا وما قعد عدۃ من اہل الارض یذکرون اللہ تعالے
الا قعد عہم عدۃ من الملٰئکۃ یعنے فرمایا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے نہین بیٹھتے ہین کہ وہ ذکر کرنے والا اللہ تعالی کا مگر منادی
ندا کرتا ہے آسمان سے کہڑے ہو پس تحقیق تبدیل ہو گئین بدیان تمہارے
ساتھہ نیکی کے اور تم سب کی مغفرت ہوئی اور نہین بیٹھتے ہین جسقدر

آدمی زمین ہین کہ ذکر کرتے ہین اللہ تعالی مگر ہنستی ہین اونکے ساتھ اوسیقدر فرشتے انتہی اور منصف پر یہ بھی ظاہر ہے کہ ذکر رسول عین ذکر اہلبیت ہے کیونکہ تحریر امام فخر الدین رازی اور ابن حجر مکی سے مساوات ظاہر ہے اسوقت مین میری کچھ حاجت بیان کی نہین ہے جسوقت کہ تفصیل صاحب غایتہ المرام جملہ امور طے کر چکا ہان اب یہ امر قابل غور ہے کہ مجلس کرنیوالے لوگ جو ذکر ائمہ ہدی علیہ السلام کرتے ہین اور ذکر رسالتمآب بھی سو یہہ اطاعت ہے یا نافرمانی ظاہر ہے کہ نافرمانی نہین ورنہ ذکر کرنے پر اتنے ثواب وحسنات کا ملنا غیر ممکن ہے ضرور اطاعت ہوگے اور جب اطاعت ہے تو مانعین اوسکی نافرمانے کرنیوالے ٹھہرینگے یا نہین اگر ٹھہرینگے تو مخالفت رسول کی اور نافرمانی خدا کی کیسی ہے افسوس صد افسوس ہے بدوزد و طمع دیدہ ہوشمند ہ اطاعت خلفاء نے اس درجہ پر پہونچایا کہ بار مخالفت سر پر آیا علاوہ اسکے خود اہل سنت نے بھی اجازت ذکر امام حسین علیہ السلام کے سننے اور سنانی کی دی ہے چنانچہ اونمین ایک مولوی سلامت اللہ صاحب ہی ہین جنہون نے رسالہ تحریر الشہادتین مین صفحہ ۲۷ پر لکھا ہے قصہ کوتاہ چون حضرت امام مرتضی حریافت عنان عزیمت از کوفہ برتافت وسائق و قائد قضا و قدر کشان کشان انجناب را بہ کربلا انداخت حالا این واقعہ شنیدنی و کارگذاری تقدیر دیدنی است انتہی اور بعد اسکے صفحہ ۹۲ پر کہتے ہین کہ حالا تفصیل آسامی شہدای اہلبیت کہ با جناب سید الشہدا در کربلا شہید شدند باید شنید و سرشک غم از دیدہ پر نم در ماتم این خیار اہل عالم باید بارید انتہی یہ عبارتین بخوبی ظاہر کررہی ہین

کہ قصہ کربلا پر رونا اور اوسکو سننا کچھ مضائقہ نہین رکھتا بلکہ حسب فرمانے بعض
علماء اہل سنت سننا اسکا ضرور ہے اور رونا اسپر لازم حرف تعصب زبان پر
لانا امر اخر ہے۔ اور اگر تعصب ہے شعار ہے تو خیر مذہب معلوم اہل مذہب
معلوم ۱۲ ورنہ ظاہر ہے کہ مجلس میلاد رسالتمآب برابر عوام وخواص اہل
سنت مین جاری ہے اور جسکی نسبت بڑے بڑے عالمون نے جواز اور
استحباب کا حکم دیا ہے بالتفصیل بیان مین تطویل مانع ہے۔ بالاجمال کچھ
توضیح مقال کیجاتی ہے عاقل کے لئے کافی ووافی ہی اشارہ ہے رسالہ
غایۃ المرام کے صفحہ ۲۷ و ۲۸ کی عبارت ہم یہان ترجمہ کرکے بیان کرتے
ہین لکھا ہے کہ محفل مولد شریف کرنا تعیین یوم اسوجہ سے ہے کہ قسطلانی نے
مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ ابن جزری نے کہا جب ابولہب سے کافر نے
جسکے مذمت قران مین نازل ہوئی بوجہ خوشی کرنیکے شب ولادت نبی صلعم
کو عذاب مین تخفیف پائی تو اوس مسلمان اور موحد کا کیا حال ہوگا کہ جو انکی
ولادت کی خوشی کری اور جو کچھ اوسنے میسر ہو اسمین خرچ کری۔ قسم بخدا
اسکی جزا خدای کریم بس یہی دیگا کہ اوسکو اپنی فضل عمیم سے جنات نعیم مین
داخل کری اور اہل اسلام ہمیشہ روز مولد کو محفلین کرتے ہین اور وہیمہ
ہوتے ہین اور پہلی شب مین طرح طرحکے صدقے دیتے ہین۔ خوشیان مناتے
ہین نیکیوںمین زیادتی کرتے ہین اور مولد کریم کے پڑھنے مین بہت اہتمام بجا
لاتے ہین اسکی برکتون سے اونپر بڑے بڑے فضل ظاہر ہوتے ہین
اور لکھا گیا ہے کہ اسکے خواص مین سے ایک یہ امر ہے کہ اس سال مین
امان ہے اور حصول مطلوب کی بجلت نوید ہے اللہ تعالے اوس شخص پر

رحمت کرے جو کہ مولد کی راتوں کو عید کرے تاکہ اوس شخص کے دل پر چندہ
سخت پہونچے جو اسکا انکار کرتا ہے اس جگہ تک مواہب لدنیہ سے ترجمہ
کیا گیا اور محمد بن علے دمشقی نے سبل الھدی و الرشاد مین حافظ ابو الخیر
سخاوی سے نقل کیا ہے کہ عمل مولد شریف کا بعد قرون ثلثہ کے ظاہر ہوا ہے
بعد اسکے اہل اسلام سب طرفون مین اور بڑے بڑے شہرون مین ہمیشہ ماہ
مولد مین مجالس مکلفہ طعام اور صدقات اور اظہار سرور اور زیادتی نیکی
کے مولد کریم کے پڑھنے کے اہتمام سے کرتے ہین۔ اور اوسکے برکات سے
اوپر فضل عظیم ظاہر ہوتا ہے اور ابن جزری نے نقل کیا ہے کہ اس سال مین
امان ہے اور بعجلت حصول مراد کی نوید ہے اور ابن کثیر سے مروی ہے
کہ صاحب اربل ربیع الاول مین محفل مولد کمال التکلف سے کرتا تھا اور ابن وحیہ نے
اوسکے لئے مولد تصنیف کیا اور اماموں نے اس عمل کے تعریف کی ہے
جنمین سے حافظ ابو شامہ اوستاد نووی کا ہے اور ابن جوزی نے کہا کہ
اسمین رغم شیطان اور مضبوطی ایمان ہے۔ علامہ بن طغربل نے لکھا کہ
محبان نبی صلعم نے خوشی مولد مین قاہرہ مین ولیمے کئے ہین جنمین سے
ابن فضل اوستاد نا ابو عبد اللہ النعمان اور پہلی اوسکے جمال الدین عجمی اور یوسف
بن علے الشامی اور منصور لبشار اور ابو موسی الزہونی ہین اور صاحب
سبل الھدی والرشاد نے واقعات ان اکابر کے اور خوش ہونا نبی کریم
صلعم کا اور تاکید فرمانا اسپر خوابوں مین بیان کیا ہے الی آخرہ انتہی اور فتاوای
علماے مکہ معظمہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بوقت ذکر ولادت رسالت پناہ
روح پر فتوح آنحضرت تشریف لاتی ہے چنانچہ رسالہ غایۃ المرام مین

صفحہ ۲۴۶ پر فتاوای علمای مکہ مین مثبوت ہے۔ نعم یجب القیام عند ذکر ولادتہ صلعم لما استحسنہ العلماء الاعلام وقداۃ الدین والاسلام فذکروا

عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یحضر روحانیتہ صلعم فعند ذلک یجب التعظیم والقیام یعنی ہان ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے وقت کھڑا ہونا واجب ہے کیونکہ علماء اعلام اور مقتدایان دین واسلام نے اس امر کو اچھا سمجھا ہے اور فرمایا ہے کہ وقت ذکر ولادت روح آنحضرت صلعم حاضر ہوتی ہے پس اسوقت تعظیم اور قیام واجب ہے انتہے منصفین وطالبان حق پر ظاہر ہوگا کہ جب بصراحت تمام حضور روح رسالتمآب ذکر آنحضرت مین مثبوت ہے تو بمفاد الحسین منی وانا من الحسین۔ ذکر حسین مین روح آنحضرت کا تشریف لانا کیا بعید ہے اور روح خامس آل عبا کا آنا کھان سے غیر ممکن۔ تو فرضنا مجلس امام حسین علیہ السلام حسب زعم باطل بدعت ہے تو بہر حال بہر نہجے بدعت حسنہ عمریہ سے بدرجہا بہتر ہے اور ماسوا اسکے سب مجالس میلاد آنحضرت جو اہلسنت مین بغایت ترویج مروج ہین بدعت اور ضلالت ہین اور جب ممنوع وبدعت ہین تو یا علمای اہل سنت حسب وجوب امر معروف ونہی عن منکر دام معصیت مین گرفتار یا تقیہ ثابت۔ ورنہ تحریم مجالس ہیچ قیل وقال۔ بے محل اور پر اختلال۔ دوسرا طعن اہل سنت کا یہ ہے کہ مجالس مین اہل بیت رسالت پناہ کی کیفیت سر برہنگی اور گریہ وزاری کے بیان کرنا باعث ہتک خاندان عصمت وطہارت ہے ایسے واقعہ بیان کرنا خلاف شرع ہین چنانچہ اس شک کو بعض اہل سنت نے نہایت بسط اور تطویل لاطائل سے بیان کیا ہے پس جواب اسکا یہ ہے کہ مصائب

اور امور حقہ کا بیان کرنا شریعت مین ہرگز ہرگز ممنوع و محذور نہین قرآن شاہد
صادق ہے جسکا معتقد ہر مخالف و موافق ہے اور اگر نسا و عورات کے حالات
کے جانب یہ اشارہ ہے تو یہ بھی بتصریح کلام مجید مین موجود ہے جناب عصمت مآب
حضرت مریم کا قصہ اور خاص کر حالت وضع حمل و تہمت زنا و ولادت عیسےٰ علیہ
السلام مذکور ہے عائشہ و حفصہ کے نسبت بھی خطاب ہے سنی اور شیعہ کلیجہ مین مناظرہ
اور مراشقہ ہے حضرت زلیخا کے عجیب عجیب قصے قرآن اور ہزارون تفسیرون مین
مسطور ہین یہانتک کہ بڑے بڑے علماء اہل سنت نے خواستگاری زنائے
زلیخا کو نہایت زور شور سے لکھا ہے اگر یہ امور جائز نہین تھے تو کیون مرتکب
ہوئے آج کسی کے گھر کا ایسا حال کیونکر بیان ہوسکتا ہے خلاصہ یہ کہ شرع
مین حالات واقعیہ کا ذکر کرنا ممنوع نہین ـ علاوہ اسکے خاص ذکر اہلبیت رسالت
اور قصہ امام حسین علیہ السلام کے بیان کی اجازت علماء اہل سنت نے دی ہے
بالفعل بخوف تطویل دو ایک حوالے حوالہ خامہ عنبر شمامہ کئے جاتے ہین اول تو
جناب مولوی شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی رسالہ سر الشہادتین مین صفحہ ۴ مین
فرماتے ہین ـ لان تمام الشہادۃ ان یقتل الرجل فی الغربۃ والکربۃ وان یعقر

جوادہ ویلقی جثتہ مطروحتہ ویقتل حولہ جمع کثیر من اعزۃ اصحابہ واقاربہ وان
ینہب مالہ وان توسر نسائہ وایتامہ کل ذلک فی ذات اللہ یعنے پوری
شہادت اسکا نام ہے کہ آدمی مسافرت اور شقت مین مارا جاوے اور اسکے
گھوڑے کی کوچین کاٹی جاوین اوسکی لاش میدان مین پڑی رہے اور اوسکے
گرداگرد بہت لوگ عزیزون و یارون قریبون سے مارے جاوین مال اوسکا لوٹا جاوے
اوسکی بیبیان اور یتیم لڑکے قید مین گرفتار ہون اور یہ سب مصیبتین صرف

اللہ ہی کے واسطے ہوں انتہیٰ اب جب کہ مالکار شہادت علانیہ شاہ صاحب
بتا چکے تو فرماتے ہیں ولما کان بنی امرہ علے الشہرۃ والاعلان انزل اولا فے
الوحی علے لسان جبرئیل علیہ السلام وغیرہ من الملائکۃ ثم تعیین المکان
وتسمیتہ وتعیین الزمان وہو راس الستین ثم اشتہر امرہ واعلن ذکرہ علے
لسان امیر المومنین کرم اللہ وجہہ فے سفرہ الی صفین ثم لما وقعت واقعۃ
الشہادہ اشتہر امرہا بانقلاب التربۃ وما وامطار الدم من السماء وہتف
الہواتف بالمراثی ونوح الجن وبکائہم وطوائف السباع حافظات لجثتہ ودخول
الحیات فی متاخر قاتلیہ الی غیر ذلک من اسباب الشہرۃ لیطلع الحاضرون
والغائبون علے وقوعہا بل یا بقاء البکاء والحزن المستمر وتذکر تلک الوقایع الہائلہ فے
امتہ الی یوم القیامۃ فقد بلغت نہایۃ الشہرۃ فے الملاء الاعلی والاسفل والغیب
والشہادۃ والجن والانس والناطق والصامت یعنے چونکہ بنا اسکی شہرت
اور اعلان پر ہے اول وحی میں زبان جبرئیل علیہ السلام وغیرہ فرشتون پر
اوسکا مذکور ہوا پہر پتا شہادت کے مکان کا اور اوسکا نام اور پتا شہادت کے
وقت کا یعنے انتہائے ستہ ساٹہہ ہجری معلوم ہوا پہر اوسکا شہرہ بہت ہوا
اور برملا ذکر کیا امیر المومنین کرم اللہ وجہہ نے صفین کے سفر میں پہر جب
واقع شہادت کا واقع ہوا تو اوس کا شہرہ اس طرح پر ہوا کہ مٹی خون ہو گئے
اور آسمان سے خون برسا اور آواز غیبی سے مرثئے سنے گئے اور نوحہ اور رونا
جنون کا اور گہومنا درندون کا گرد آپکی لاش کے نگہبانی کے واسطے اور سانپون کا
گہسنا قاتلون کے نتہنون میں علے ہذا القیاس اور بہی شہرت کے اسباب تہے
تا سب حاضر اور غائب اس واقعہ جانگداز سے آگاہ ہو جاوین بلکہ بقائے

دائمی اس رنج والم کا اور مذکور ہوتا ان مصائب دردناک کا رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت مین تا قیامت پس پہلے سر کا شہرہ ہوگیا اس شہادت کا
عالم بالا اور عالم خاک اور عالم غیب اور عالم شہادت مین اور جن اور آدمیون مین
اور گویا اور خاموش مین انتہے اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ ذکر شہادت
وکیفیت مقتل بیان کرنا خلاف اصول شہادت علانیہ نہین بلکہ اس ذکر کو
فرشتون اور رسالتمآب اور علی علیہ السلام نے اسیواسطے بیان کیا کہ امت
رسالت پناہ مین تا قیام قیامت باقی رہے دیکھو ذکر حالات مقتل حسب وقوع امور
عجیبہ ہونا چاہیے یا نہین اگر چاہئی تو فہو المراد اور اگر نہین تو بقا حزن و بکا ر
کیسا اور قیامت تک امت مرحومہ مین تذکرہ کہان آور خود شاہ صاحب نے
حال مقتل مع احوال اہلبیت لکھا کہ ہزارون پڑھتے اور دیکھتے ہین یہ بار کسکے
سر پر ہے دوسرے یہ کہ جناب سلامت اللہ صاحب رسالہ تحریر الشہادتین
مین بتصریح احوال سربریدگی اہلبیت و بہ تفصیل کیفیت کوچ و مقام دیار شام
بیان کرتے ہین وہ کیون اس دائرہ ملامت مین گرفتار نہ ہونگے گو کہ وہ
عبارت کچہ طویل ہے لیکن بنابر تسکین خاطر طالبان حق و ایمان نقل کیجاتی ہے
چون نائرہ قتال سر بفلک کشید و کار از یاران و موالیان و فرزندان
برادران و عمزادگان درگذشتہ نوبت بحضرت سید الشہدا رسید تیغ
مسلول در دست گرفتہ بمقابلہ اشقیا پرداخت و زبان بلاغت
ترجمان را باین اشعار آبدار آشنا ساخت ـ نظم انا ابن علی الخیر من آل
ہاشم کفانی بہذا مفخر حین افخر ـ وجدی رسول اللہ اکرم من مشی ـ ونحن
سراج اللہ فی الارض یزہر ـ و فاطمہ امی من سلالۃ احمد

وعمی یدعی ذا الجناحین جعفر وفینا کتاب اللہ انزل صادقا وفینا الہدی
والوحی والخیر یذکر وہر کسیکہ از لشکر مخالف روبروے او میگشت او را میکشت
تا آنکہ جم غفیر و جماعت کثیر از دست و تیغ او بہ ہاویۂ دوزخ شتافتند و تزلزلے
عجیب و لغزشے غریب در فوج مخالف راہ یافتہ پس ہر گاہ عرصۂ مقاتلہ بر لشکر
اعدا تنگ شد از دور حملہ کردہ او را زیر گرفتند چون ازین ہم کارے نہ کشود
شمر ذی الجوشن حیلہ دگر انگیخت و آتش تدبیر تازہ در کاسۂ فریب ریخت مجملاً
چون لشکریان ابن سعد تاب مقابلہ و محاربہ با جناب سید الشہدا علیہ الوف
التحیۃ والثنا در خود نیافتند شمر بد پیکر حیلہ دگر اندیشیدہ خود را با جماعت خود میانۂ
حسین و حرم محترم حائل کردہ خواست کہ دست تعرض باہل بیت نبوت دراز
کند کہ امام مظلوم نعرہ وحکم یا شیعۃ الشیطان زدہ فریاد کرد کہ من با شما می جنگم
این چہ نامردی است کہ بزنان بیگناہ مے تازید بحیر داصحای این صدا اے
مہابت انتما شمر از تعرض خیم سراپردہ عصمت و طہارت دست کشیدہ با ہمراہیان
خودش متوجہ بآنحضرت گردید پس از طرفے جماعت شمر و از طرفے دیگر
فوج اخر حملہ آوردہ جناب سید الشہدا را پس و پیش درمیان گرفتہ انقدر باران
تیر و نیزہ از ہر دو سو بر سر وقت امام مظلوم باریدند کہ آن یکہ تاز میدان وغا
لجام تسلیم و رضا بدست گرفتہ از پشت اسپ بر زمین شہادت افتاد و عنان
عزیمت از حیات اینجہان بے ثبات بیکسو کشیدہ رخت اقامت بفردوس
اعلی کشاد و گویند کہ این سانحہ بعد زوال شمس از نقطہ دائرہ نصف النہار
بودہ کہ جزو اول از اجزاء وقت نماز پیشین ہست و گوئیا انجناب دال بر آن نسبت
کہ تکبیر افتتاح بر پشت اسپش در رکوع بعد از انفراز از آن و سجدہ ہنگام

وصول بر زمین دست داده و باینصورت وهیئت محبوبی آثار ظهور رحمت ظهور بدم و این
گشاده و اختلافیکه در قاطع سر مبارک است در اصل رساله مرقوم است
واضح همین است که این متفاوت را در ازل بر ناصیه حال خولی بن یزید
بد مال نوشته اند اگرچه راوی این شناعت نصر بن خرشه را گفته اند و نیز
روایت است که چون تن مبارک بکثرت جراحات سهام و رماح غربال شد
شمر ملعون تخفیفی باصحاب خود کرد که با صفت مشبک شدن بدنش بر خیمها سگ
تیر و نیزه هنوز زنده گذاشته آید که ناگاه تیری از دست بدبختی از بدبختان بکام
حضرت امام حسین علیه السلام رسیده کار او را تمام کرد که از پشت اسپ
بر زمین افتاد و در همین حال شمر نامرد شمشیری بر روی مبارک حواله کرد
و سنان بن انس نخعی از پی رسیده بزخم نیزه مجروح ساخت و خولی بن یزید
از اسپ فرود آمده سر مبارک را از تن برید و پیش برادر خود خولی انداخت
و بعد از آن آنچه از دست بیداد لشکریان شمر و ابن سعد بر بقیه آل طه و یس
رفت بیانش می رود بالجمله چون سر حسین مظلوم را به خنجر بیداد از تن جدا کردند
و شجره رسالت و دوحه نبوت و نبالت را تا بیشه ظلم بریدند گویند قیس بن اشعث
پیراهنش از تن بیرون کشید و جنب بن بدیل شمشیرش بگرفت و شمر با همراهیان
خودش قصد خیمه اهلبیت عفت و طهارت نموده بتاراج پرداخت علی بن حسین
که بر بستر بیماری افتاده بود و همین که نظر شمر بر حالش افتاد خواست که او را بکشد
کشخصی دستش گرفت و گفت که مسلمانان اطفال کفار را نکشند و تو این
بیمار مسلمان را میکشی شمر جواب داد که امیر یعنی ابن زیاد فرموده است که هیچ
از آل عبا نباید گذاشت او گفت که این همه را پیش امیر باید فرستاد او هر چه

خواست او باشد بعمل آرد پس شمر و ابن سعد گفتند که اسپان را بر تن حسین ع
دوانند چنانچہ ده کس از سواران جسم شریف و عنصر لطیف حسین ع را پامال
سم اسپان ساختند چندانکه استخوان تن مبارک ریزه ریزه شده شکست
و سر مبارک را بر نیزه کرده با بشیر بن مالک و خولی بن یزید بکوفه پیش ابن
زیاد فرستادند و زنان اہلبیت را بر شتران بے پرده سوار کرده و علی بن حسین ع
بیمار را بر شتری انداخته روانه کوفه ساختند و گویند که ابن سعد یک روز
در کربلا مقام کرده کشتگان خود را در گور نموده و تن حسین علیه السلام ہمراه اصحابش
تا سه روز ہمچنان افتاده ماند و کسے دفن نمیکرد تا آنکه مردم غاضریه
که قریه ایست بر کنار فرات فراہم شده تن حسین ع را در یک گور و دیگر بنی
ہاشم را در جنب او و باقی شہدا را یکجا کرده دفن کردند حالا تفصیل اسمائے
شہدائے اہلبیت که با جناب سید الشہدا در کربلا شہید شدند باید شنید و شمه
غم از دیده و پر نم و سماعت این جیار اہل عالم باید بارید ۔ ابعد کچھ فاصلہ کی شاہ
عبد العزیز صاحب مصنف سر الشہادتین کے خطوط سے یہ نقل کیا ہے
و از فرزندان عبد اللہ بن جعفر طیار برادر حضرت علی کرم اللہ وجہہ دو پسر
ہمراه حضرت امام شہید شدند که محمد و عون نام داشتند و خواہر زاده ہائے
حقیقی حضرت امام بودند و مادر ایشان حضرت زینب که دختر حقیقی حضرت
امیر المومنین علی علیه السلام از بطن حضرت بتول بودند خواہر حقیقی حضرت امام
بودند و با عبد اللہ بن جعفر طیار نکاح شده بود و حضرت امام زین العابدین
و عمر بن الحسن و محمد عمر بن علی و دیگر صاحب زاده صغیر السن در بندیان رفتند
و حضرت زینب خواہر حقیقی حضرت امام و شہر بانو زوجه حضرت امام و حضرت سکینه

دختر حضرت امام و دیگر زنان اہلبیت کہ ہمراہ بودند در بلاد شام رفتند انتہی
کلامہ الشریف انتہی بعد اسکے لکھتے ہین انیست حال ہمراہیان کربلا کہ ہمراہ
سید الشہدا بودند پوشیدہ نخواہد بود کہ شہادت جناب سید الشہدا دشت کربلا
روز عاشورا یعنے دہم محرم روز جمعہ بعد زوال آفتاب سال شصت و یکم ہجرت
اتفاق افتاد و سنین عمر شریف دران روز پنجاہ و شش سال و پنجاہ و پنج روز
رسیدہ بود چہ ولادت باسعادت پنجم شعبان سال چہارم از ہجرت و شہادت
روز عاشورا سنہ شصت و یکم از ہجرتست پس عمر شریف بیکم و کاست پنجاہ
و شش سال و پنجاہ و پنج روز باشد درین باب اختلاف را مساغی نیست
لیکن صحیح و معتمد ہمین قدر ہست کہ بران اقتصار افتاد القصہ چون سر مبارک
سید الشہدا و دیگر شہیدان دشت کربلا با اسیران اہل بیت رسول خدا
بکوفہ رسید ہرچہ از دست عناد و جور وبیداد ابن زیاد بد وقت دودمان
مصطفی رفت شمہ ازان ارشاد میشود بر ناظرین کتب سیر و اخبار و ماہرین
اسفار آثار اخبار مخفی و محتجب نبودہ باشد کہ ہرگاہ اسیران اہلبیت رسالت
و بندیان دودمان نبوت و نبالت با سر مبارک سید الشہدا و سائر شہیدان
دشت کربلا داخل کوفہ شدند ابن زیاد لعنہ اللہ الی یوم التناد قصر امارت خود
بیاراستہ با ہیبت و وقار در گوشۂ نشستہ در خانہ را بار عام کرد و چون وضیع
و شریف از مردم کوفہ حاضر آمدند سبایائے اہلبیت مصطفی و ذکور و اناث ذریت
رسول خدا را با سر مبارک سید الشہدا بحضور خود طلبید ہمین کہ سر مبارک
حضرت امام حسین پیش نظرش رسید بار بار مید ید و تبسم میکرد و چوبیکہ بدست
داشت برلب و دندان مبارک میزد و گویند کہ در ہمین حال ابن زیاد

پنجشنبه خواند که شکر خدا را که اظهار نمود و امیر المومنین یزید و لشکر او را فتح داد و کاذب
بن کاذب را کشت و دیگر از این قبیل هرزه زبان راند که عبد الله بن عفیف از جای
خود جست و گفت که ای دشمن خدا و عدو مصطفی تو دروغگو هستی و پدر تو
و آنکس که ترا امیر ساخته و پدرش دروغگو است وای بر حال حرامزاده تو که اولاد
پیغمبر را کشتی و اهل بیت رسول خدا را ذلیل و خوار کردی و بر سر منبر که مقام
صدیقان است ایستادی و از خدا شرم نداری که چنین دروغ قبیح میگوئی
و راه کذب فضیح میپوئی روایت کرده اند که وقتیکه اسیران اهل بیت را بحضور ابن زیاد
حاضر کردند گفت الحمد لله الذی اکذب و اکذب شکر خدا را که سختی داد و بدشمنان
و سختی داد حضرت ام کلثوم جواب داد الحمد لله الذی اکرمنا بمحمد و طهرنا تطهیرا
شکر خدا که گرامی کرد ما را بمحمد و پاک گردانید ما را پاک کردنی باز ابن زیاد گفت کیف
رأیتم قدرة الله چگونه دیدید قدرت خدا را ام کلثوم در جواب فرمودند یجمع الله
بیننا و بینکم و ینصف بیننا و بینکم یعنی زود است که جمع کند خدا تعالی میانه ما و شما
و انصاف فرماید در میان ما و شما یعنی در روز قیامت ابن زیاد ازین جواب
باصواب برآشفت و گفت که هنوز اینقدر دلیری و تندی در کلام است خواست
که عقوبت کند گفتندش سخن زنان را اعتبارے نیست پس نگاه ابن زیاد
بر علی بن حسین افتاد و پرسید که این پسر کیست گفتند که پسر حسین بن علی است
گفت این پسر را نیز بکشند که دوست ندارم که از نسل فاطمه نرینه باقی ماند شحنه
شهر خواست که علی بن حسین را کشیده برد و بیرون قصرش بکشد زینب او را
در کنار گرفته خود را سپر کرد و گفت اگر میکشید ما را بکشید که نبی فاطمه یک کس
باقیمانده است که محرم ما زنان اهلبیت است اگر او را هم میکشید ما جمله زنان

بدون محرم بجانب ابن زیاد روان کلام حضرت زینب اہلبیتی در گرفت و از سر خون علی
ابن حسین در گذشت گویند کہ چون زنان اہلبیت بر شتران بے پردہ و پیراہن
دریدہ در کوفہ رسیدند کوفیان حال خرابی دودمان نبوت دیدند و گریستند
ام کلثوم گفت کہ اے مردم کوفہ حالا برائے چہ گریہ میکنید این ہمہ بیداد کہ
بر سر ما رفت از دست شما رفت مارا شما کشتید و باز مے گریید و این ابیات
برزبان عصمت بیان راند ابیات۔ ماذا تقولون اذ قال النبی لکم ٭ ماذا فعلتم
وانتم آخر الامم ٭ باہلبیتی و اولادی و تکرمتی
منہم اساری و قتلی ضرجوا بدم ٭ کان ہذا جزائی ان نصحت لکم ٭ ان تخلفونی
بسوء فی ذوی رحم ٭ حاصل ابیات سے جواب چیست شمارا اگر سوال کند ٭
محمد عربی از شما بپرسد باز ٭ کہ آن چہ بود کہ با اہلبیت من کردید ٭ چو من طلب
بقا فتم از برائے فنا ٭ جزائے آنکہ شمارا بحق نمودم راہ ٭ روا بود کہ چنین ہا
بما رسد ز شما ٭ المختصر ابن زیاد بعد ملاحظہ حال اسیران اہلبیت حکم داد کہ
ایشانرا در بندیخانہ دارند و سر حسین را بر نیزہ گذاشتہ در کوچہ ہای کوفہ
بگردانند چنانچہ دست علی بن حسین علیہ السلام بستہ و زنان اہلبیت را
گرفتہ داخل زندان خانہ کردند و سر حسین را بر نیزہ سوار کردہ خانہ بخانہ
در سکک و شوارع کوفہ گردانیدند بعد از آن ابن زیاد سر سید الشہدا و شاہ
شہیدان دشت کربلا و جملہ اسیران اہل بیت را با شمر ذی الجوشن بسوے
دمشق پیش یزید بن معاویہ فرستاد پس قافلہ زنان و یتیمان اہل بیت
بر شتران بے پردہ سوار و سر حسین بر سر نیزہ در ہر شہر و دیار کہ مے رسید
فریاد و واویلاہ و اصیبتاہ از زمین تا آسمان سر میکشید تا آنکہ بعد قطع منازل

وطے مراحل قافلہ سبایاے اہل بیت بدمشق رسید ہمینکہ یزید علیہ ما یستحقہ را
خبر شد قصر امارت اراستہ وبہ تزئین قماش خود پرداختہ درزمانیکہ جملہ عظماے
شام پیش او حاضر بودند حکم باحضار اسیران داد بالفور سرہاے شہدا را
بازنان ویتیمان اہلبیت بحضورش آوردند چنانچہ سر یکیک را از شہیدان
دیدن وحال صاحب آن سر را پرسیدن آغاز کرد چند انکہ شمر ذی الجوشن
سر مبارک حضرت سید الشہدا علیہ السّلام را پیش او گذاشت وبہ اظہار
ماجراے جنگ بامباہات وافتخار پرداخت باصغاے واقعہ کربلا ومشاہدہ
صورت حال سبایا وسرہاے شہدا المعان استبشار وفرح وانبساط
از ناصیہ حال آن خسران مال میتابید چنانچہ ابیات ابن الزبعری یعنی
لیت اشیاخی ببدر شہدوا الخ تا آخر مے چاوید واز کمال اہتزاز ونشاط بر خود
مے بالید وبچوب خیزران لب ودندان شاہ شہیدان را میزد ومیگفت
کہ اے ابو عبد اللہ مرا گمان نبود کہ سنین عمرت تا اینمدت رسد وسر و
ریش تو از خضاب محفوظ باشد در مناقب السادات منقولست کہ دران
ساعت کہ سر مبارک حسین پیش یزید بنہاد بر وند لعین در شادی می شد
وخمر مے خورد وسر مبارک را بانواع اہانت میکرد وجز بعضی صحابہ رسول
اللہ صلعم برفت گریان آمدند وگفتند امی ملعون چہ میکنی ایشانرا حکم قتل کرد وہفت
صحابہ را آنروز گردن بزد گویند کہ سمرۃ بن جندب از صحابہ کہ حاضر آن مجلس بود
چون ضرب خیزران بر لب ودندان شاہ شہیدان ملاحظہ کرد از دست ضبط بر آمدہ
با یزید بکرو مخاطب شدہ گفت قطع اللہ یدک کہ چوب بر لب ودندان میزنی
کہ بوسہ گاہ رسول خدا علیہ الصلوۃ والثنا بودہ است یزید ملعون بغضب رفتہ

گفت ای سمرہ اگر شرف صحبت تو با رسول خدا مرا مانع نمیشد اینوقت گردنت
میزدم سمرہ گفت سبحان اللہ کہ درحق من ملاحظہ صحبت رسول میکنی و با جگر
گوشہ گان رسول و فرزندان بتول چنان معاملہ کردی کہ ہیچ کافری با مسلمانی
نکند این بگفت وازان مجلس برخواست انتہے بعد تھوڑی سے فاصلہ کے
پھر لکھتا ہے یزید جواب رسول قیصر بجز سکوت ندیدہ متوجہ بطرف زنان و یتیمان
اہلبیت شدہ زینب و کلثوم و علی بن حسین را نزدیک طلبید چشم حضرت زینب
چون بر سر مبارک شاہ شہیدان افتاد گفت واجداہ و امحمداہ بعد ازان خطاب
بہ یزید کرد و گفت کہ ہیچ میدانی کہ زنان خود را در سرا پردہ عزت و حجاب
نشاندی و دختران رسول خدا را باین بے پردگیہا بر شتران سوار کردی
و در مجمع مردان پیش خود طلبیدی فردائے قیامت از عہدہ خود چہ
جواب توانی داد یزید پرسید کہ این کدام است گفتند زینب خواہر حسین عم
و دختر فاطمہ زہرا است پس ازان کلثوم برخواست و بر سر حسین افتاد لب
و دندان خود را بران لب و دہان چندان مالید کہ بیہوش شد یزید غلط بید
چون بہوش آمد دعای بد درحق یزید کرد و گفت ای یزید تمتع از دنیا نیابی
و چنانکہ مارا در بلا افگندی تو ہم در دنیا و عقبی روی راحت نہ بینی یزید بہاء
گفت مگر این زن ہم خواہر حسین عم است گفتند آری این کلثوم دختر فاطمہ
است پستر توجہ بسوی امام زین العابدین کرد پرسید کہ پسر کیست گفتند کہ این
علی بن حسین پسر حسین بن علی است گفت کہ شنیدم کہ علی بن حسین کشتہ شد گفتند
کہ حسین را سہ پسر بود علی اکبر و علی اوسط و علی اصغر علی اکبر و علی اصغر ہر دو
کشتہ شد و علی اوسط کہ بیمار بود او را اسیر کردہ آوردیم یزید گفت ای کودک

میدانی که پدرت میخواست که بر مسند خلافت نشیند و بر سر منبر با خطبه بنام او خوانده شود که الحمد لله که بمراد خود نرسید علی بن حسین گفت کای یزید بگو این منبر با پدران ما نهاده اند یا پدران تو خلافت و امامت پدران ما بوده است که در راه خدا جهاد کردند یا از پدران تو که شرک با خدا نمودند در روز جزا معامله ما و شما فیصل شد نی هست آیه کریمه وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون خوانده ختم کلام فرمود پستر یزید حکم داد که سبایای اہلبیت را الفرود گاه اینها برند و سر حسینؑ را بر دروازه دمشق آویزان نمایند چنانکه گویند که تا سی روز سر مبارک بر دروازه دمشق آویزان ماند بعد از آن ذریت حسین را با سر مبارک او روانه مدینه کرد منقول است چون یزید علیه ما یستحقه اہلبیت رسول و ذریت بتول را روانه بمدینه نمود نعمان بن بشیر را با جماعتے از سواران مقرر کرد که اینها را بمدینه رسانند چنانچه امام علی بن حسین ع سر سید الشہدا و سرہای دیگر شہیدان دشت کربلا فراگرفته همراه زنان و یتیمان اہلبیت روانه مدینه منوره شد و لیکن روانگی هم عاری از جلیه ذلت و خواری نبوده چنانکه کلام ابن جوزی محدث دال برانست چنانکه گفته که از جور و بیداد این زیاد که نسبت اہلبیت نبوی عمل آورد عجب نیست که او محکوم و منقاد یزید بوده ولیکن از گمراهی یزید خبیث عجب است که چوب بر دندان حسینؑ زده و اہل بیتؑ را بر شتران بے پرده بذلت و خواری سوار کرده با سر مبارک بطرف مدینه فرستاد پستر گفته که هیچ مقصود این نبوده مگر فضیحت کردن اگر در دل او کینه جاهلیت و عداوت کشته شدن اقربای او که بروز بدر از کفار کشته شده نبود هر آئینه تعظیم و تکریم سر مبارک میکرد و کفن میداد

و دفن میساخت و نیکوئی باآل رسول و ذریت بتول مے نمود القصه چون قافله
اہلبیت علیہم السلام از دمشق عازم مدینه شد نعمان بن بشیر که از طرف یزید متعین بود بعد یه
سعادت ازلی بحسن خدمت در راه باذریت حسین علیه السلام پیش آمده مراتب اطاعت
و تعظیم و تکریم و اعزاز و احترام چنانکه باید از جانب خود بجا آورده بمدینه رسانید
و در زمانیکه خبر مراجعت اہلبیت رسالت بمدینه رسید اولاد مهاجر و انصار
و دیگر اہالی مدینه از صغار و کبار باستقبال دویدند همینکه ذریت رسول
و جگر گوشه ہائے بتول را مبتلا بمصیبت دیدند حالتے از غم و اندوه و گریه
و زاری برایشان گذشت که خارج از حیطه شرح و بیان است گویند که همچنین
که روز وفات حضرت سرور کائنات علیه افضل من الصلواة و التحیات
بر اہل مدینه گذشته بود همان مصیبت آنروز گذشت که امام زین العابدین
با زنان و یتیمان اہلبیت نبوت و سر مبارک سید الشهدا علیه التحیة و الثنا
از دمشق بمدینه برگشت فریادی عجیب و شورے غریب در مدینه بر پا بود
که گویا از ہنگامه قیامت میداد جمله ارباب دین در اندوه و در رنج همه
از کہین و مہین از غم و غصه حزین بودند و حالتیکه عارض حال ام المومنین
حضرت ام سلمه گشته از آن چه توان گفت که فرادی فرادی زنان و یتیمان
اہلبیت نبوت را بکنار میگرفت و میگریست تا آنکه همراه ذریت بتول
متوجه روضه مقدسه حضرت رسول صلے الله علیه و آله و سلم شده زار زار
بینالید و بزبان حال میگفت ابیات یا رسول الله برآ از روضه
سر تا بنگرے تو اہلبیت خویشتن را زار و غمناک و حزین ٭ و بدلائے
دشمنان دین گرفتار آمده ٭ کس مباد ا در جهان یارب گرفتار این چنین

بحذف بعض عبارت جب ناظران مقامات کو دیکھ چلیگا اور انصاف کے
آنکھہ تعصب کے پٹی سے باندہ نلیگا تو معلوم ہو جاوے گا کہ مرثیون مین اور کیا
کیفیت بیان ہوتی ہے ہان جو خلاف روایت کسی شاعر نے لکھا ہے
ہم خود اسکو خلاف اور اوسکے کہنے والے کو خلاف گو جانتے ہین۔ شاہ
سلامت اللہ صاحب تحریر الشہادتین سے مفصل کیفیت نام بنام اور حالت
سر برہنگی اور حاضری دختران بتول وخاندان رسول کی لکھی ہے پہر شیعون پر
کیا اعتراض۔ انکو سمجہا نہین سکتے۔ ای ناظران پر تمکین و پیروان دین مبین
قصہ کربلا کے بیان کے ممانعت اہلسنت کے ہان نہ اس وجہہ سے ہے
کہ واقعی موجب ہتک اسلام ہو بلکہ اسمین تو اور بہادری وشجاعت صبر ورضا
اطاعت ایزدی ظلم ظالم ظاہر ہوتا ہے جیسا بیان ہوا مگر ہان اس بیان مین
اگر غور کرکے دیکہی تو ہتک شان خلفاء اہل سنت ہے اوسے پردہ پوشی
کے سبب سے کبھی تو باتون باتون مین اوڑاتے ہین کبھی شرعی مسائل
بناکر جتاتی ہین کبھی ذکر حسین ع و حسن ع کو حرام اور ناروا ٹہراتے ہین چنانچہ
صواعق محرقہ مین جسکی توثیق پہلے گذری میان غزالی صاحب کے طرف سے
یون لکھا ہے عن الغزالی وغیرہ یحرم علی الواعظ وغیرہ روایۃ قتل الحسین
والحسن وما جری بین الصحابۃ من التشاجر والتخاصم فانہ یہیج الی بغض الصحابۃ
والطعن فیہم حاصل یہ کہ غزالی وغیرہ سے روایت ہے کہ واعظ وغیرہ پر حرام ہے
کہ روایت قتل حسین ع و حسن ع اور اوس چیز کو بیان کرے جو کہ صحابہ تشاجر مین اور
تخاصم سے واقع ہوی ہے کیونکہ اوسکے صحابہ کا بغض جوش زن ہوتا ہے
اور اونپر طعن پڑتا ہے انتہی ۔ بعد مدت کے ہوا وعدہ خلافے کا اقتضا

جواب قول غزالی کہ در ذکر حسین و حسن [illegible]

کھل گیا قفل دہن یار کا جھوٹا ہو کر ۔ صحابہ کا تشاجر صحابہ کا تخاصم یعنے صحابہ کے آپس کے خصومت و دشمنی کا تذکرہ اور حسینؑ و حسنؑ کے قتل کے روایت واعظ پر حرام ہے غزالی کے رائے عالی پر ہزار ون آفرین اور لاکھون شاباش خیر اونکی روح تو اس مواخذہ مین گرفتار ہو گئے ہین اونکے مقلدین سے التماس کرتا ہون کہ ذکر حسین وغیرہ مین آیا حسین و حسن کے ذلت ہے یا تمہارے کسی پیر و مرشد کے صاف ظاہر ہے کہ خاندان عصمت و طہارت تو بیچارے مظلوم ہا اس ظلم کا اسلئے بیان کرنا کہ ظالم پر حسب نزول آیہ لعنة اللہ علے الظالمین لعنت کہی جاوی کچھ قباحت نہین رہا یہ کہ اسمین اسلام کی ذلت نہ اسمین رسول اور اونکے خاندان کی بسواے ہان ظالمون کے البتہ ذلت اور رسوائے خواری بدمذہبی ہے بلکہ اونکا کفر ثابت ہے شاید ایسی ہے وجوہ ہی حضرات اہلسنت اسکو حرام سمجھتے ہونگے میان ہین تم سے ایک مثال بیان کرتا ہون ذرا غور کرنا ایک بادشاہ نہایت عادل حقدار اور غربا پرور متصف بجمیع صفات حسنہ ہو اور چند شخص جو اوسیکے احسان سے رتبہ پاوین بلکہ روٹی تک کھاوین اوسیکے مال سے جنہون نے مدتون پرورش پائے ہو اوسیکے اسباب سے جنہون نے اپنی زینت بنائی ہو اوسیکے سبب سے دنیا مین مشہور ہوئی ہون اوسیکے وسیلہ سے جانین بچائی ہون اگر بعد وفات اس بادشاہ کے اوسکے بادشاہت ناجائز یا جائز طور سے بفرض محال اگر اوسیکے مال اسباب کے وارث بنکر اوسکی اولاد سے اس طرح پیش آوین کہ کسی کو قتل کسی کو اسیر کسی کو اور طرح مصیبت رسیدہ کرین اور پھر اونہین کے بزرگ کے پیروی کا دعوی کرین تو اس بیان کو

جو شخص بیان کریگا کیا مظلوموں کے ذلت ہوگی یا ظالم کے بی ایمانے
ستم رسیدوں کی خواری سمجھی جاویگی یا ستمگار کے پھر جب اگر واقعے
صحابہ اجمعین کوئی ہو عمر ہو یا بکر ظالم نہ تھے تو کیوں خوف ہے کہ ذکر ہی
سے بغض دلونمین پیدا ہو جاوے گا اور اگر یہ نہین ہے تو پھر کیا ڈر لگا
ہوا ہے کہ صحابہ کے حالات کا بھی ذکر مت کرو اونکی صفات کو مت دیکھو
اونکی خلافت مین سوائے اجماع کے کوئی آسمانی دلیل مت ڈھونڈو اور
اونکی انصاف وظلم کو مت خیال کرو بس خلیفہ مان لو نائب رسول خدا صلعم کا
جان لو ای حضرات ع این خلافت نشد قیامت شد عجیب خلافت
اور عجیب مذہب ہے ذکر ہوا امام حسین علیہ السلام کا تو لگے صحابہ کے بغض کا
ذکر ہوا امام حسن علیہ السلام کا خوف ہوا اصحاب کے طعن کا۔ الٰہی پھر کوئی
کہان سے بنا بنا کے فضیلتین لاوے جو شب و روز فضائل ہی صحابہ کے
اور سب کیون ثلاثہ کے بیان کیا کرے اسلام کی الفت اسلام کا اتفاق
اسلام مین مومنین کے اخوت اور قوموں کے لئی نمونہ ہے کیونکہ
منشاء اسلام ائتلاف اور رفع فساد و تنازع بھی ہے اور قران مین بھی
ایسا ہی ہے لیکن کیا خوب الفت اور کیا خوب پابندی مذہب
صحابہ مین تھی کہ جھگڑے پر جھگڑا اور اختلاف پر اختلاف اونھین مین ہوا
جنسے دین قائم شمار ہوتا ہے ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی
علامہ تفتازانی جو اجلہ علماء اہلسنت سے ہین نہایت دور اندیشی سے
شرح مقاصد مین فرماتے ہین ما وقع بین الصحابۃ من المحاربات
والمشاجرات علی الوجہ المسطور فی کتب التواریخ والمذکور علی السنۃ

التفاتات یدل بظاہرہ علی ان بعضہم قد حاد عن طریق الحق وبلغ حد الظلم
والفسق وکان الباعث علیہ الحقد والعناد والحسد واللداد وطلب الملک
والریاسات والمیل الی اللذات والشہوات اذ لیس کل صحابی معصوما
ولاکل من لقی النبی بالخیر موسوما الا ان العلماء بحسن ظنہم باصحاب رسول
اللہ صلعم ذکروا لہا محامل وتاویلات بہا یلیق وذہبوا الی انہم محفوظون عما یوجب
التضلیل والتفسیق صونا لعقائد المسلمین من التزیغ والضلالۃ فی حق
کبار الصحابۃ سیما المہاجرین منہم والانصار المبشرین بالثواب فی
دار القرار واما ماجری بعدہم من الظلم علی اہلبیت النبی فمن الظہور بحیث
لامجال للاخفاء ومن الشناعۃ بحیث لااشتباہ علی الاراء ولکاد یشہد بہ
الجماد والحیوانات العجماء ویبکی لہ من فی الارض والسماء وتنہدم بہ الجبال
وتنشق منہ الصخور ویبقی سوء عملہ علی کر الشہور ومر الدہور فلعنۃ اللہ علی من
باشر او رضی او سعی والعذاب الاخرۃ اشد وابقی انتہی حاصل اسعبارت کا
یہہ ہے کہ صحابہ مین جو کچھہ محاربات اور مشاجرات واقع ہوئی جیساکہ کتب
تاریخ مین مذکور ہے اور زبان معتمدین پر مسطور اوسسے بظاہر معلوم ہوتا ہے
کہ بعض صحابہ طریق حق سے پہر گئے اور حد ظلم وفسق کو پہنچ گئے ہے
اور اسکا باعث کینہ وعناد اور حسد اور خصومت اور طلب ملک
وریاست وخواہش لذت وشہوت تہا کیونکہ نہ تو ہر صحابی معصوم ہے
اور نہ ہر شخص جسنے نبی سے ملاقات کے بخیر موسوم۔ مگر علماءنے اصحاب
رسول کے حسن ظن کے وجہ سے اسکی تاویلین بیان کے ہین اور
وہ کہتے ہین کہ صحابہ اوس شی سے محفوظ تھے جو موجب تضلیل

و تفسیق ہو ورنہ عقائد مسلمین زیغ و ضلالت سے نہ بچین گے اور کبار
صحابہ خصوصًا مہاجرین و انصار اور ان لوگون کے نسبت جنکو
بہشت کی بشارت دی گئی ایسے چیزون کا خیال کیا جاوے گا
لیکن بعد انکے جو کچھ اہلبیت نبی پر واقع ہوا اوسکے اظہار کے غایت
ظہور کے وجہ سے ضرورت بیان نہین اور قریب ہے کہ اوسکی گواہی
جماد و حیوانات غیر ناطق دین اور اوسکے لئے جو زمین و آسمان مین ہین
روویں اور پہاڑ منہدم ہون اور یہ امر تمام جہان مین باقی ہے پس
لعنت خدا ہو اوس پر جسنے یہ فعل کیا یا اسسے راضی ہوا یا اسمین سعی کے
البتہ عذاب آخرت نہایت سخت اور باقی رہنے والا ہے انتہے ملخص ترجمہ
کلامہ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ مین خوب لڑائے اور جھگڑے
واقع ہوی۔ خوب ائتلاف اسلام ثابت کیا سعدی شیرازی کیا خوب
کہتا ہے۔ دو عاقل را نباشد کین و پیکار ❊ نہ دانائی ستیزد با سبکسار
دگر در ہر دو جانب جاہلانند ❊ اگر زنجیر باشد بگسلانند ❊ الفت اور اتفاق
اسکا نام ہے کہ ہم نے ایک کے عوض جب تک اپنا سر نثار نہ کر لیا اوسکے
بال تک بیکا نہ ہونے دیا پابندی مذہب اسکا نام ہے کہ عیال اطفال
عزت مال برباد ہوا لیکن مخالف مذہب کے کسی نہج سے ذرا سے بھی
اطاعت نہ قبول کے امام حسین علیہ السلام کے مظلومیت سے صبر۔ اطاعت مذہب
شجاعت ظاہر ہوتی ہے یا ہر اس۔ مخالفت مذہب تبردلی مگر ہان
یہ خوف ہے کہ کربلا کا جب ذکر ہوا ہے تو کہین جنگ حنین کا یا معرکہ
احد کا ذکر نہ آجاوے شیعون کو تو کچھ ڈر ہی نہین مولائی مومنین

جان نثار سید مرسلین علے بن ابیطالب علیہ السلام تنہا کس طرح سے رفیق رسالت
پناہ رہے مگر ہان جبکو کسی اپنے تھگنے کا خوف ہوگا وہ اول ہی سے
قصہ کربلا کو کیا ہم قصہ بیان کرسکتے کو بس اعم کہدینگا شاباش سے جزاکم اللہ چرا کار
کند عاقل کہ باز آید پشیمانی مگر ذرا آپ بھول گئے کہ قرآن مین بھی قصے ہین
نحن نقص علیک احسن القصص وغیرہ ذہن سے نکل گیا مظلوم کی حالت
بیان کرتے ہین اگر اوسکے ذلت تھی تو یہ بھی حرام ہے کہ رسالت پناہ کی ہجرت
اونکے وہ غار کے تشریف بری جسمین حضرت ابوبکر کے تمہاری نزدیک
صبر و جرات اور اطمینان پائے بصبری و بزدلی اور اضطراب پر آیت
نازل ہوئی اور لشکر اسلام کی ہزیمت یا خیبر کبھی بھولے بسرے حنین و احد کا
فرار بیان کرو کبھی حضرت ابوبکر کی شان مین جو گستاخی ہوئی اوسپر تو نظر
نہ پڑی ہوگی نہ معلوم کیون اوسکو لوگ درج کتب کرتے ہین اور کیون
پڑھتے ہین معارج النبوۃ اور ریاض النضرۃ مین وہ ہی قصہ ہے جسمین
حضرت ابوبکر نے باصرار خطبہ پڑھا اور جسمین عتبہ بن ربیعہ نے اپنی دست
کاری ظاہر کی سے خاندان رسالت کی ہرگز ہرگز اس بیان مین تضحیک
اور رسوائی نہین اون حضرات کا کوئی ایسا حال نہین جو باعث ذلت ہو
ہان اگر کسی خلیفہ کا کوئی معاملہ ہو تو خیر جیسے علامہ سیوطی حاشیہ قاموس مین
لکھتے ہین اور ہم کو بھی اوسکے بیان سے شرم آتی ہے باوجودیکہ ہم اونکی
دشمن ہین یعنے خلیفہ مین ایک ایسا عارضہ بتایا ہے جو کہ اب بھی بعض
مشایخ کو بچپن مین عارض ہو جاتا ہے اور تحسین و ہبر کا مقولہ در حالت
بوالہوست قیام مین جیسا کہ فرمایا ہے آج تک زبان زد خلایق ہے

نعوذ باللہ منہا ہان یہ البتہ چھپانے کی باتین ہین جنھین اسلام کے نزدیک
نہ صبر نہ شجاعت نہ اعجاز نہ اطاعت مذہب ۔ گو کہ اسمین بھی اس فرقہ
والون کے نزدیک کچھ ہو ۔ بعض حضرات اہلبیتؑ کے ہجو مرثیہ کی وجہ سے
اور بیان حال سے سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر کوئی ہماری مان و
بہن کا یون تذکرہ کرے گو واقعی ہو تو کتنا ہمکو برا معلوم ہوگا مین اوسکے
جواب مین التماس کرتا ہون کہ ع کار پاکان را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر ۔ کہان تم کہان اہلبیتؑ ۔ کہان یزید
کہان تمہارا دشمن ۔ تمہاری اس ذلت مین تمہاری بے خواری ہے
اوس ظلم مین اسلام کی شوکت اور اسلام کی وقعت ہے اور تم کیونکر
اونکی برابری کرسکوگے تم لڑوگے دنیا کی بات پر وہ لڑی دین پر بتاؤ
دین کے باب مین جو دیندار کو خواری ہو اور دین کے بات رہ جائے تو کیا وہ
دنیا کی عزت سے بھی برابر ہوگی خدا کی راہ مین مال لٹانا اسباب دنیا اولاد کٹانا
اور پہر بھی اپنی بات پر قایم رہنا کیا اسلام کی حقیقت نہین ثابت کرتا ۔ کیا
لوگ دسوین محرم سے بلکہ کوچ امام حسینؑ کے دن سے مکہ کیطرف اور
اہلبیتؑ کی آنے تک مدینے مین کچھ تجربے دیکھ دیکھ کر مسلمان نہین ہوے
کیا لوگون نے نہین جانا کہ واہ ری نبوت قدم اور واہ رے اعجاز اسلام
ضرور جانا اور اب تک جانکر جنکو خدا ہدایت دیتا ہے روز بروز شرف
اسلام سے بہرہ اندوز ہوتے ہین مگر کیا کرین وہ لوگ جو نہ سمجھین اور جنکے
مذہب کے موافق اونکی شان مین ختم اللہ علے قلوبہم وعلے سمعہم وعلے
ابصارہم غشاوہ ہو چند تو اوراق اور مضامین کثیر ہوا وسمین سوائے

اقتصار مطالب کیونکر زیادہ تحریر ہو سکتا ہے یہان پر اس بیان کو ختم کرتا ہون
اور ناظرین حق بین سے امید انصاف رکھتا ہون۔ تیسرا اعتراض
اہلسنت کا نسبت گریہ و قایم کرنے اور مرثیہ پڑہنے کے یہ ہے کہ یہ سب
چیزین خلاف صبر ہین اور خداے تعالے فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا استعینوا
بالصبر و الصلواۃ ان اللہ مع الصابرین یعنے اے مومنو قوت پکڑو صبر کرنیسے
اور نماز سے بیشک اللہ ساتہہ ہے صبر کرنیوالون کے اور رونا پیٹنا ماتم کرنا صبر سے
بہت دور ہے۔ سو اسکا جواب معرض بیان مین آتا ہے فی الحقیقت صبر
ایک عمدہ خصلت صلحا اور بہترین عادات اتقیا ہے مگر یہ خیال کرنا
چاہیے کہ صبر آیا ہاتہہ کے متعلق ہے یا سر کے۔ پیر کے متعلق ہے یا موتہہ کے
لسانی شے ہے یا جنانی۔ قلبی ہے یا زبانی۔ جب غور کامل کیا جاوے
گا تو معلوم ہوگا کہ صبر ایک ایسی شے ہے جو دل سے متعلق ہے اگر دل
صابر ہے اور جادہ صبر و رضا مین قضاء الہی پر ثابت قدم ہے جو امر
مشیت ایزدی سے اوسپر واقع ہوتا ہے اوسکو بسر و چشم رکہتا ہے تو اگر
عمداً اپنا بر اظہار اور استعظام بعض مصائب کے اور لوگون کے آگاہی
کے لئے وہ امور جو بسبب ظاہر بے صبری پر دلالت کرین بجالاوے تو کچہہ
خرابی نہین اور ہرگز ہرگز خلاف صبر نہوگا اگر صبر دل سے متعلق نہ ہو تو بہت
بڑی خرابی ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ظاہر حال سے تو خاموش معلوم ہوتا ہے
اور تمہاری تعریف کے موافق صبر ظاہر ہوتا ہے اور دل شکایت سے بہرا ہوا ہے
کیا یہ شخص صابر ہو جاوے گا ہرگز نہین اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ظاہر مین تو
اپنے رنج اور بلا کو کسی نہ کسے وجہ سے بیان کرتا ہے اور باطن مین

اوسکے واقع ہونے سے بوجہ قضاء الہی راضی اور خوش ہے اب یہ شخص و بیرا
کیا بے صبروں مین داخل ہو جاویگا۔ مخفی نہین ہے کہ اعتماد ان امور مین
دل پر ہے نہ کہ زبان پر۔ اور قلوب کے کیفیت عالم الخفیات ہی خوب
جانتا ہے اور جب کہ صبر فعل قلبی ہے تو ماتم داری اور گریہ و زاری منافی
صبر نہین ہو سکتے علاوہ برآن خدمت معترضین مین عرض کیا جاتا ہے کہ آپکے
نزدیک اگر گریہ و زاری و اضطراب و بیقراری خلاف صبر ہے تو اسکے
جواب مین ہم یون تحریر کرتے ہین کہ آپ ذرا مدارج النبوۃ کو ہاتھ مین
لیکر دیکھیں کہ اس عبارت کا کیا مطلب ہے و چون دید آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم حمزہ را کشتہ شد و مثلہ کردہ شد صیحہ زد و گفت مصیبت زدہ نمی شوم
من ہرگز مثل تو و نہ ایستادہ ام من ہیچ جائے ایستادہ غصہ ناک سازندہ
تر مرا اینجا و منقول است از ابن مسعود کہ گفت ندیدم ما آنحضرت را صلعم
گریہ کنندہ تر ہرگز سخت تر از گریہ وی بر حمزہ بن عبد المطلب ایستاد
بر جنازہ وی گریہ کرد و برداشت آواز تا بیہوش شد و فرمود یا حمزہ
یا عم رسول اللہ یا اسد اللہ یا اسد رسولہ یا حمزہ یا فاعل الخیرات یا حمزہ یا
کاشف الکربات یا حمزہ یا ذاب عن وجہ رسول اللہ صلعم و اینجا معلوم
میشود کہ در ندبہ و بیطاقتی فریاد و آہ و نالہ نیز بوجود آمدہ است واللہ اعلم
انتہے اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالتمآب صلعم نے حمزہ کے
کشتہ پر نہایت گریہ و زاری کے اور صیحہ مارا یعنے چیخین مارین اور
با واز روے اب حضرات اہلسنت فرماوین کہ یہ امور جناب رسول
مقبول کے موافق صبر تھے یا خلاف صبر اگر موافق تھی تو مطلب ہمارا حاصل اور اگر مخالف تھے تو معترض

صاحب اپنے مذہب کا ماتم کرین اور دینداری کو رو وین قسطلانی نے

مواہب مین یہ لکھا ہے عن سالم بن عبد الاشجی قال لما مات رسول اللہ

کان اجزع الناس کلہم عمر بن الخطاب یعنے جب رسول خدا کا انتقال ہوا تو

سب سے زیادہ جزع کرنیوالی عمر بن خطاب تھے - اوبھی لیجیئے مدارج النبوۃ کے

دوسری جلدمین صفحہ ۵۹۴ - پر درج ہی پس بسیار سخت شد مرض وے

صلعم چنانکہ آوردہ اند کہ اضطراب مے نمود وبر فرش خود از پہلو بہ پہلو

مے گشت عائشہ میگوید پس گفتم یارسول اللہ اگر مثل این حالت از یکے

از ما بوجود آید عیب میکنے ودر غضب می آئی فرمود ای عائشہ مرض بہایت

سختی دارد بعد اسکے اسی کتاب مین ہے اما جزع وفزع در بلایا وآہ ونالہ

در امراض چہ حکم دارد اینجا سخن جزع وفزع کہ بمعنے بیصبری وبیطاقتی

است ومکروہ داشتن بلا وگریختن ازان حرام است بے خلاف وآہ ونالہ

بقصد اظہار غربت وشکستگے وبیچارگے کہ لازم حال بندگے است واضطراب

وبیقرار ے ہرکہ از شدت مرض وصعوبت ان عارض گردد دیگر است وداخل

جزع وفزع ومکروہ داشتن وگریختن وشکایت از بلیہ نیست وحدیث عائشہ

رضی اللہ عنہا کہ دربیان حال شریف مذکور شد در اثبات آن کافی است

آری بیقرارے ونالہ وزاری اگر بعدم رضا وتسلیم باشد مکروہ است

وداخل شکایت است واز علماء مشایخ وآنہا کہ اطلاق کراہیت وشکایت

بران کردہ اند مطلق نیست بلکہ مقید است بہ بے صبری وبیقراری اما جزاوان

بدرد والم بجبلت طبیعت بشری بالاتفاق مضائقہ ندارد پس ذکر درد و

شکایت محذوری ندارد وبساکس کہ بظاہر خاموش باشد ودر باطن شاکی بود

وبساکہ در ظاہر سخن ہرض وبلا گوید و در باطن راضی بود پس تکیہ اعتماد
درین امور بر فعل دل است نہ بر فعل زبان انتہے نہایت تعجب کے
بات ہے کہ جب عبد الحق دہلوی سا شخص صبر کو فعل قلبی بتاوی اور
اسکے اثبات مین گریہ وزاری رسالت پناہ کے موجود ہو تو پھر حضرات
معترضین کو کیا مجال اعتراض باقی ہے کیا رسالت پناہ صلعم و استعینوا
بالصبر والصلوۃ پر عامل نہ تھے کیا معاذ اللہ صابرین مین معدود نہین
بیشک ہین شواہد گریہ وزاری کے فصل اول مین بیان ہو چکے ہین وہ
سب اسکے مثبت ہین اگر گریہ وزاری خلاف صبر اور منافی اطاعت
ایزدی ہے تو وہ سب رونے والے یعنی رسالت پناہ اور انبیا اور
ائمہ اور اجنہ داخل ہین غیر صابرین ہین سے علاوہ اسکے جناب ابوبکر
وعمر بھی بے صبر ٹہر گئے سے نازم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتے
گوشت خاک ما ہمہ بر باد رفتہ باشد اور خیر اگر رونا خلاف صبر نہین
اور ماتم یعنے سر پر ہاتھ مارنا اثنا گریہ مین یا چہاتی پر مارنا خلاف
صبر ہے تو اسکے جواز کے شواہد اہلسنت کے ہانسے ہم پورے پورے تو
بوجہ طوالت رسالہ نہین دیسکتے ہان دو ایک روایتون پر اقتصار
کرتے ہین مدارج النبوۃ مین صفحہ ۵۰۱ پر مرقوم ہے پس فرمود آنحضرت
علیہ السلام بقریبا با بکر را کہ بگذارد نماز با مردم پس بیرون آمد بلال دست
بر سر زنان و فریاد کنان وا فریاداہ بریدہ شدن امید و شکستن پشت
کاش کے نمے زائید مرا مادر من وچون زائید کاش مے مردم پیش ازین روز
ندیدیم از پیغمبر خدا این حال را پس در آمد بلال رض در مسجد و گفت

یا ابا بکر رسولخدا امر ے فرماید کہ پیش روے و نماز بگذاری با مردم پس چون دید ابو بکر خالی بودن مسجد را از رسول خدا و بود ابو بکر رضی اللہ عنہ مردی نرم دل سخت اندوہگین شد کہ نتوانست نگاہداشت خود را پس بر روے افتاد بیہوش و بگریہ در آمدند صحابہ و فریاد کردند انتہےٰ ہے بلال کے سر کوبی اور صحابہ کا فریاد کرنا خدا جانے خلاف صبر ہے یا نہین اور بیشک نہو گا پس بہر شیعون پر بپا قائم کنندہ ماتم امام حسین علیہ السلام پر اعتراض کرنا محض فضول و لغو ہے اور بھی معارج النبوۃ مین ہے کہ آواز شیطان کہ بقتل محمد صلعم ندا میکرد بمدینہ رسید تا در خانہا ے مدینہ نیز شنیدند و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا چون این آواز شنید دست بر سر زنان از خانہ بیرون دوید و میگریست و ہم زنان ہاشمیہ مے نالیدند انتہےٰ جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا نے جب ماتم کیا تو پھر کیا خرابی ہے اور علاوہ اسکے علماء اہلسنت بھی ماتم کو حرام نہین بتاتے بلکہ مکروہ کہتے ہین اور فعل مکروہ پر عقوبت اور عذاب نہین ہے چنانچہ صاحب جامع الاصول نے شرح مسند شافعی مین لکھا ہے والذی ذہب الیہ الشافعی ان النیاحۃ وشق الجیوب وضرب الخدود وتخمیشہا والصیاح مکروہ خلاصہ یہ کہ شافعی کے نزدیک نوحہ کرنا اور گریبان چاک کرنا رخسارون پر ضرب مارنا اور انکا چھیلنا اور چلانا مکروہ ہے انتہےٰ پھر کس صورت سے ماتم حرام ہے ہان اگر یون کہین کہ یہ شعار شیعون کا ہے اور طریقہ انہون نے موافق قرآن ہو یا حدیث اختیار کر لیا ہے اسوجہ سے اہلسنت کو حرام ہے جیسا کہ بعض معاصرین فضلاء اہلسنت نے لکھا ہے سو اسکا جواب یہ ہے نہین مگر نہین معلوم کہ شیعون کے عادت اور طریقے ہونے سے کس کس امر کو ترک

کرینگے۔ اگر کوئی دلیل قطعی اور برہان یقینی ہے تو پیش کرین ورنہ خلاف طریقہ اہل اسلام اختیار ہے جیسا چاہین اختیار کرلین **ما علینا الا البلاغ** انہین روایات مذکورہ سے یہ بھی ظاہر و باہر ہے کہ باآواز رونے اور آہستہ رونے مین کسیطرح کا فرق نہین کیونکہ لفظ ندبہ اور فریاد اس مدعا پر دلالت کرتے ہین پس کسیطرح یہ اعتراض فرقہ حقہ پر واقع نہین ہوسکتا بلکہ تحقیق کہنا اور اپنی علماء معتمدین کے روایات کو غیر معتمد جاننا دائرہ اہلسنت سے خارج ہوتا ہے اور اعتراض سے معلوم ہوتا ہے کہ معترض اپنے مذہب کا بھی پابند نہین سہ درکفر ہم ثابت نہ زنار را رسوا مکن ** **باب دوم** تعزیہ کے بیان مین اور اسمین دو فصلین ہین **فصل اول** مین تعزیہ کی اباحت اور جواز کا ثبوت ہے مخفی نرہے کہ جب ثابت ہوگیا کہ گریہ کرنا امام حسین علیہ السلام پر باعث ثواب و حسنات بیحساب ہے تو ظاہر ہے کہ جو چیزین گریہ کرانے والی اور باعث شدت حزن ہونگے وہ بھی جائز و روا ہونگے بادامیکہ شریعت سے حرمت اونکی نپائی جاوے بلکہ باعث مزید حسنات و وفور ثواب ہونا چاہئے جیسے شہادت کا ذکر کرنا اور مرثیہ پڑھنا اور از انجملہ نقل روضہ مبارکہ ہے جسکو آجکل اصطلاح مین تعزیہ کہتے ہین ہم بھی اسکے بعد جہان کہین بنا بر اصطلاح تعزیہ لکھین گے اوس سے نقل روضہ مبارکہ امام حسین علیہ السلام ہی مراد ہوگے پس واضح ہو کہ یہ تعزیہ بنانا اہل اسلام مین جائز ہے اور اگر بامعان نظر و غور دیکھا جاوے تو اہلسنت پر علاوہ جائز و مباح ہونیکے واجب اور فرض ہے جیسا کہ بیان ہوگا۔ اسکے جواز و بلکہ وجوب کے اثبات مین بہت سے دلائل علماء شیعہ کثرہم اللہ رب البریہ نے بیان کئے ہین

از انجملہ ایک وہ نہایت عمدہ دلیل ہے جو علم منطق کے شکل اول بدیہی
الانتاج کے طریقہ سے ثابت ہوئی ہے فی الحقیقۃ اسمین کسیکو انکار نہین
رہتا ہم بھی اوسکو بدیہ ناظرین کرتے ہین معلوم کرنا چاہئے کہ ہم دعوی
اور دلیل اس طرح بیان کرتے ہین بعدہ ہر ایک جزو کو اسکے یعنے صغرے
وکبری کو علیحدہ علیحدہ ثابت کرینگے شکل یہ ہے تعزیہ کا بنانا امر مباح ہے
جسے عبادت تک پہنچ سکتے ہین اور ہر امر مباح جسے عبادت تک پہنچ سکین
عبادت ہے تو اسے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تعزیہ کا بنانا عبادت ہے لیکن اثبات
صغری یعنے اس پہلے جز کا کہ تعزیہ بنانا امر مباح ہے جسے عبادت تک
پہنچ سکتے ہین پس اسوجہ سے کہ جس امر کے لئے شریعت غرا وملت
بیضا مین نہی واقع نہین ہوئے وہ مباح ہے جیساکہ علم اصول فقہ مین
ثابت ہوا ہے کیونکہ ہر شے کی اصل اباحت اور عدم تحریم ہے جبتک
کہ شارع علیہ السلام سے کسی قسم کے ممانعت وارد نہو جیساکہ
بحر رائق اور ہدایہ مین ہے اور اصل مین برائت مشغول الذمہ ہے
کیونکہ از روے عقل ظاہر ہے اگر ایسا نہووے اور ہر شے اصل مین بغیر
نہی وارد ہونیکے حرام ہووے تو حرج منفی کا لازم آوے یعنے جسکی نفی ہے
اوسکے نکرنے مین حرج واقع ہو یا تکلیف محال کے یعنے جسکی عمل کا حکم ہو
وہ محال ہو اور پھر اوسپر عمل بھی کرنا محال ہے اور یہ دونو باطل ہین
پس حرج منفی اور تکلیف مالایطاق بھی لازم نہ آویگی خدا تو خود فرماتا ہے

ماجعل اللہ علیکم فی الدین من حرج یعنے خدا ہی تعالی نے دین مین
تم پر کوئی تنگی اور حرج نہین کیا ہے اور فرماتا ہے لایکلف اللہ نفسا

الا او سعہا خدا ای تعالی کسیکو اتنی تکلیف نہین دیتا جو اوٹہا ئی نجا وے
اور بہت سے عقلے او ر نقلے ایسی ہی دلیلین ہین علماء اصولین فریقین نے
بہت مقامون پر اس قاعدہ کو استعمال کیا ہے اور کوئی اسکا انکار
نہین کر سکتا کیونکہ ظاہر ہے اسکے نہ ماننی مین بڑی بڑی خرابیان اور
محالات لازم آوینگی جو لوگ کتب اصول فقہ پر عبور رکہتے ہین اونپر
یہ قاعدہ خوب واضح و لائح ہو جاویگا پس جبکہ مباح اوسکو کہتے ہین
جسکے لئے شریعت مین نہی نہ واقع ہوئی ہو تو تعزیہ کے لئے بہی قرآن
وحدیث مین کہین ممانعت نہین آئی اگر کچہہ ہوتا تو کتب مین ماثور و مسطور
ہوتا اور اسکا کچہہ اثر نہین اور جب نہین ہے تو ممانعت بہی نہین ہے
اور بہی حدیثین مثل اسکے کتب امامیہ مین ہین کل شئی مطلق حتی یرد النہی فیہ
یعنے ہر شے مطلق ہے جبتک کہ اوسمین نہی وارد ہووے اور اسکے ہی
موافق اہلسنت مین بہی ہین پس ضرور ہوا کہ تعزیہ بنانا اور کچہہ ایسا ہے
ہو فے نفسہ مباح ہے مثل اور افعال و اعمال کے جنکے لئے شریعت
مقدسہ مین کوئی حکم وارد نہین ہوا جیسے مدرسون پلون سرا او ر کا بنانا
ایام متبرکہ مین کہانا کہلانا وغیرہ اور یہ بہی بیشک ہے کہ تعزیہ بکا و حزن
کا معین ہے غم والم بڑہاتا ہے رنج وحسرت زیادہ کرتا ہے دیکہو جب
تصور کرتے ہین کہ یہ نقل اوسی روضہ مبارکہ کی ہے جسمین امام عالیمقام
مدفون ہین تو خیال آتا ہے کہ معرکہ کربلا اوسکے قریب یون ہوا —
حضرت علیہ السلام کی حالت اوس مقام پر یہ تہے — اعداء دین نے روضہ مقدسہ
کے ساتہہ یہ گستاخیان کرین الٰی علی ہذا سیکڑون طرح کے

روسنے مین زیادہ دسے کرتا ہے اور روا تو ظاہر ہے کہ نہایت عمدہ ہے کا قرآن
اور فضل قربتون سے ہے چنانچہ کچھ تھوڑے سے دلائل سابق مین بیان
ہوئے جنسے بخوبی ظاہر ہے کہ حزن و بکا جناب سید الشہدا پر ثواب
جمیل اور اجر جزیل عطا کرتا ہے پس صغری تو ثابت ہو گئی اب لیجے کبری
یعنے ہر امر مباح جسسے عبادت تک پہونچ سکین عبادت ہے سو اسمین تو
کسیکو خلاف ہے نہین باجماع اہل اسلام ثابت ہے چنانچہ شیخ عبد الحق
محدث دہلوی نے ترجمہ مشکوۃ مین فرمایا ہے کہ جو امر مباح متوقف
عبادت کا ہو عبادت ہے اور ان دونون صغری وکبری کا نتیجہ بیان
ہو ہی چکا ہے یعنے بعد گرانی حد اوسط کے یہ حاصل ہوا کہ تعزیہ کا بنانا
عبادت ہے بیشک یہ ایسے عمدہ دلیل ہے کہ جسکے ماننی مین کسیکو شک
نہین رہتا اور بدیہی طور پر نتیجہ نکل آتا ہے من استخرج ذالک الدلیل
فجزاہ اللہ الجلیل بالاجر الجزیل والثواب الجمیل دوسری
دلیل بھی جواز تعزیہ پر نہایت قوی اور عمدہ ہے اہلسنت کی بہت
کتابون مین وارد ہوا ہے کہ ان النبی صلعم قال ماراہ المسلمون حسنا
فہو عند اللہ حسن یعنے جسکو مسلمان اچھا جانین وہ اللہ کے نزدیک
بھی اچھی ہین چنانچہ صواعق محرقہ مین بھی ذکر خلافت ابی بکر کے
فصل ثانی مین یہ حدیث موجود ہے اس دلیل سے ابو بکر کے خلافت
کو ثابت کیا ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مسلمان سے مراد سب مسلمان
نہین اس طرح سے کہ ایک بھی باقی نرہے اور اگر یہ ہووے تو سب سے
معلوم کہ جنہیر اہلسنت نے بھی عمل کیا ہے اور اکثر اہل اسلام ان کو مخالف

باطل ہوجاوینگے چنانچہ انہین مین سے ایک خلافت خلیفہ اول وثانی
پر اجماع ہے سب مسلمان تھوڑا ہی سے تھے اور حدیث اثبات خلافت
ابوبکر مین ہے اہلسنت پیش کرتے ہین پس مراد اس سے سارے
مسلمان تو لینے ہی نچاہئین ـ اب شیعہ بھی اہل اسلام اور اہل مجتہدین
یہ تعزیہ کو بنانا اچھا جانتے ہین موافق حدیث مرویہ اہلسنت اللہ بھی
اوسکو اچھا جانیگا لیکن یہ امر کہ شیعہ اہل اسلام اور اہل قبلہ سے ہین
سوا اسکے انکی تصریح امام فخر الدین رازی نے نہایۃ العقول مین اور علامہ
جرجانی نے شرح مواقف مین اور علامہ دوانی نے شرح عقائد جلالیہ مین
اور اور لوگون نے کی ہے اور کیونکر تصریح نکرتے اور شیعون کو اسلام سے
نکال دیتے بیچارے شیعون کا قصور کیا ہے جس سے اسلام سے خارج
کر دئے جاوین ہان سوا اسکے کہ کچھ گستاخی اور بے ادبی بعضے صحابہ کے
شان مین کرتے ہین اور اس سے کافر نہین ہوجاتا کیونکہ سب ولعن کے
سنت تو برابر اصحاب مین قدیم سے تھی حضرت عائشہ صدیقہ کا قول عثمان کے
شان مین موجود ہی ہے لعن کرنا جناب امیر علیہ السلام کا امیر معاویہ
اور عمرو عاص وغیرہ کو قنوت مین معلوم ہی ہے امیر معاویہ کا منابر پر جناب
امیر علیہ السلام کو سب ولعن کرنا صحیح مسلم وغیرہ مین مسطور ہی ہے
پس اگر یہ امر کفر کا سبب ہووے تو لازم آویگا کہ ام المومنین و خال المومنین
وغیرہ اس قانون مین پھنس جاوین اور پھر اسکو اہلسنت کا ہیکو مانینگے
حضرت عائشہ اور امیر معاویہ کو رفیع الدرجہ ہی جانین گے اور اس لئے
شیعون کو مسلمان ہی ماننا پڑیگا ورنہ حضرت ام المومنین اور امیر معاویہ

وغیرہ ممالک کے لئے بڑی خرابی ہے اور جب شیعوں کو مسلمان مان لیا تو اسکے
ساتھ ہی یہ بھی مان لیا تو بنا تعزیہ کو فعل حسن اور عبادت جانتے ہیں اور خلافت خلیفہ
اول اپنے نزدیک درست جانتے ہیں اور یا بنا تعزیہ کو ناجائز او بر اسم شنیع
اور خلافت ابوبکر کی باطل ہونیکا عقیدہ رکھتے ہیں واللہ ما قیل سے پس تجربہ کردیم
درین دیر مکافات ۔ با دردکشان ہر کہ در افتاد بر افتاد ۔ تیسری
دلیل جواز بنا تعزیہ پر یہ ہے کہ علم اصول فقہ میں فن قیاس سے یہ مسئلہ
ثابت ہوا ہے ما لا یتم الواجب الا بہ فہو واجب یعنی جس چیز کے ساتھ
واجب تمام ہوتا ہے وہ بھی واجب ہے یہی مسئلہ نور الانوار میں ہے
جو کتب اہلسنت سے ہی لکھا ہے پس ایسی سے ما لا یتم المندوب الا بہ فہو
مندوب یعنی جس چیز کے ساتھ مندوب تمام ہوتا ہے وہ چیز بھی سنت ہوگی
کیونکہ دونوں میں ایک سی علت مشترک ہے اور جب علت مشترک ہے
تو معلول کا بھی ایسا ہی ہونا واجب ہے اب جیسا کہ رونا ویسا ہے تعزیہ بنا
فثبت المقصود و بعون المعبود چوتھی دلیل یہ ہے کہ اہل سنت کی کتابوں میں
یہ حدیث موجود ہے لا یجتمع امتی علی الضلالۃ یعنی میری امت ضلالت اور
گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی پس اب خیال کرنا چاہیئے کہ بنا تعزیہ پر امت کا
اجماع ہے کیونکہ شیعہ اثنا عشریہ اور اکثر اہلسنت بھی اسکو بناتے ہیں بلکہ
بہت سے علماء نے اسکو بنایا اور بنانیکا حکم دیا جیسا کہ تفحص سے ظاہر ہے
اور امت سے ساری امت مراد نہیں کما مر آنفاً پس بنا تعزیہ ہرگز
ضلالت نہوگی بلکہ ایک فعل حسن اور نیک ہے پانچویں دلیل نہایت
قوی دلیل اور عمدہ برہان ہے اہلسنت کے نزدیک تیمور بادشاہ

واجب الاطاعت تہا اور اوسنے تقریر بنایا او جہ سے تقریر بنانا اہلسنت
پر واجب اور لازم ٹہرا پس اگر ترک کرینگے بیشک ترک واجب کے
عقوبت کے مستحق اور عذاب وعید کے سزاوار ہونگے لیکن بیان اس امر کا
کہ تیمور بادشاہ اولوالعزم اور صاحب غلبہ کے اطاعت حسب اصول
مسلمہ اہلسنت واجب ہے سو علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد مین
لکہا ہے کہ امامت کئی طرح سے منعقد ہوتی ہے ایک تو بیعت
اہل حل وعقد کے ہو علماء اور رؤساء اور وجوہ ناس سے جنکا حاضر ہونا
میسر ہووے اور کچہہ شرط تعداد کے نہین ہے اور نہ سارے شہرونکے
جمع ہونیکے بلکہ اگر ایک ہی مطاع سے حل وعقد متعلق ہووے تو بیعت اوسیکا
کافی ہوجاویگے اور دوسرے استخلاف امام کا یعنے امام کسیکو اپنی جگہہ
بٹہاوے یا شورہ مین خلافت چہوڑ جاوے تیسرے قہر اور غلبہ سے
پس جب امام مرجاوے اور وہ شخص جسمین شرائط امامت پائے جاتے
ہون بغیر بیعت واستخلاف کے امامت کا متعرض ہو اور لوگون کو اپنی
شوکت سے مقہور کرے تو خلافت منعقد ہوجاوے گی اور ایسا ہے حکم
اوسکا ہے جو کہ جاہل یا فاسق ہو علے الاظہر انتہے بلفظہ ان تینون شرطون
مین اگر ایک بہی کسیکے واسطے پائی جاوے گی تو وہ بیشک امام واجب
الاطاعت اہلسنت کا ہے اور تیمور مین قریبا قریبا وہ شرطین پائی گئین
جسکے وجہہ سے اوسکی تابعداری واجب بلکہ نہایت ضروری ٹہری اول جو
جو بیان ہوئی ہے کہ بیعت اہل حل وعقد کی علماء اور رؤساء اور وجوہ
ناس سے ہو جنکا کہ حاضر ہونا میسر ہووے پس یہہ شرط ہے کچہہ

تیمور مین پائی جاتی ہے اور بالفرض یہ نپائی جاوے لیکن شرط دوم
قہر و استیلا، تو تیمور کا کہین نہین گیا ارباب تاریخ پر نہایت روشن ہے
کہ بادشاہ صاحب قران امیر تیمور گورگان کا سا غلبہ ہر بادشاہ کو کم میسر ہوا
بلکہ نہ ملا چنانچہ شہاب الدین احمد بن محمد بن عبد اللہ دمشقی تاریخ تیموریہ
مین باوجود نہایت عداوت رکھنے کے امیر تیمور سے اور ہر جا مذمت کرنے
کے آخر مین تاریخ کے ایک فصل علیحدہ کر کے لکھتا ہے جسکے ملاحظہ سے
اوسکی صولت و شوکت بخوبے روشن ہوتی ہے اس صورت مین اگر
تیمور جاہل و فاسق ہے لیکن پھر بھی واجب الاطاعت ہے کیونکہ
فسق کچھہ امام کے ہونے مین خلل انداز نہین ہوتا جیسا کہ شرح مقاصد
سے ابھی بیان ہوا اور بھی ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین شرح حدیث
ابن عمر لکھا ہے وفی ہذا الحدیث وجوب طاعۃ الامام الذی انعقدت لہ
البیعۃ والمنع من الخروج ولو جار فے حکمہ ولا ینخلع بالفسق محصل
کلام یہ ہے کہ اس حدیث سے اطاعت اوس امام کی جسپر بیعت منعقد
ہوئی ہے واجب ہے اور اس سے خروج اوسکا منع ہے اگرچہ
وہ اسکے حکم مین مائل ہو اور فسق کے سبب سے علیحدہ نہین ہوتا اور
اوصاف و محامد عسقلانی کے کتب اہلسنت مین زیادہ اس سے ہین
کہ نقل کئے جاوین چنانچہ شاہ ولی اللہ قرۃ العینین مین اونکو علامہ
سیوطی سے بزرگ جانتے ہین اور حسن المحاضرہ مین سیوطی نے
مدح کثیر لکھی ہے اور کہتا ہے کہ ابن حجر اپنے زمانہ مین امام الحفاظ
تھے ہو تصانیف اونکی کثیرہ ہین مثل شرح بخاری اور تعلیق التعلیق

وتہذیب التہذیب وتقریب التہذیب ولسان المیزان واصابہ سفے
صحابہ ونکت ابن صلاح ورجال الاربعہ ونخبۃ اورشرح اوسکے وغیرہ
اورشہاب منصوری شاعر بیان کرتا ہے کہ اوسکے جنازہ پر مینہ برسا
باوجودیکہ موسم باران نہ تہا پس اُس شاعر نے یہ شعر کہے ع قدبکت
السحب علی قاضی القضاۃ بالمطر ٭ وانہدم الرکن الذی کان مشیدا
من الحجر ٭ یعنے بتحقیق کہ ابر قاضی القضاۃ پر مینہ کے ساتہہ رویا اور وہ
رکن جو کہ پتہر سے زیادہ محکم تہا منہدم ہوا انتہے ملخصا اور کتاب مفتاح
کنز الدرایہ اور مدینۃ العلوم مین بہی اور کتابو مین بہی اس سے زیادہ مدح
لکہی ہے پس جبکہ علماء مقبولین وکبراء محدثین نے فسق کو موجب عزل
نہین شمار کیا اور کہا ہے کہ فاسق ہونے سے امام امامت سے علیحدہ
نہین ہوسکتا تو بفرض فسق تیمور پہر بہی اوسکے امامت مین قہر وغلبہ سے
کسیطرح شک نہین اس سے زیادہ عجیب اور لبسا غریب یہ سنی اور فرض
کیجے کہ تیمور فاسق کجا کافر تہا پہر بہی کچہہ حرج اوسکے امام ہونے مین
نزدیک اہلسنت کے نہ ہوگا اور خوب واضح ہوجاویگا کہ اطاعت کافر کے
بہی جو حاکم وقت ہو واجب ہے اب بگوش جان سنی اور انصاف کو
ہاتہہ سے نہ دیجی اور راویون کے اقوال کو ملاحظہ کیجی شمس الدین قہستانی
جامع الرموز مین جو ایک مستند کتاب ہے فرماتی ہین السلطان ای
الخلیفۃ او الوالی الذی لیس فوقہ وال عادلا کان او جائرا وقیل الشرط
العدالۃ والاطلاق مشعر بان الاسلام لیس بشرط یعنے سلطان
ای وہ خلیفہ اور والی جسکے اوپر کوئی والی نہین عادل ہو یا جائر

اور کہا گیا البشرط عدالت اور اطلاق اس امر کا مشعر ہے کہ اسلام شرط
نہین ہے انتہے صاحبان انصاف آوین اور ملاحظہ فرماوین کہ اہلسنت
کے ہان خلیفہ اور والی وہ شخص ہے جسمین نہ فاسق کی تمیز نہ کافر کے
شناخت خیر مارا چہ ازین قصہ امیر تیمور صاحبقران گو فاسق بلکہ کافر ہی
لیکن اہلسنت کے نزدیک ہر حال مین امام اور قابل اطاعت اور
تابعداری کے ہے اوسکی اطاعت مین اگر فرق کرینگے تو ترک واجب
ہوگا اور واجب کا ترک کرنا اور فرض کو چہوڑ دینا معلوم ہے کہ کیسا ہے
علاوہ برین ان سب امور سے در گذر کر کے خود اعتراف علماء اہلسنت کا
اگر امیر تیمور پر ہو جاوے کہ وہ مرد ملحد اور دین کا زندیق تھا اور از سر نو
بنایا ہوا لاسہے تو پہر مجال دم زدن نہ رہیگی اور اوسکے اور کیسے پیر
حرف لانا خطائے عظیم اور اثم جسیم ہوگا برائے خدا حقیر پر نظر نکرو اور
کلام کو دیکھو اور مین تو اپنا کلام نہین لکہتا کیا مجال ہے جو اپنا قول وسے
سکون ہان روایات نقل کرتا ہون اگر کتابون مین جیسے لکہتا ہون ہے جانو ورنہ دروغ
سمجہو اور اگر درست پاؤ تو پہر اسپر یقین لاؤ اور سچ جانکر دم نہ مارو
دیکہو ابو السعادات ابن اثیر جزری کیسا عالم کامل اور فرد فاضل تہا
جسکی تعریفین اور توصیفین برابر طبقات فقہاے شافعیہ ابن جماعت
اور وفیات الاعیان ومرآۃ الجنان ومدینۃ العلوم وغیرہ وغیرہ مین بہری
پڑی ہین چنانچہ ابن خلکان سنے وفیات الاعیان مین جو کچہ لکہا ہے
اوسکو مختصراً وملخصاً مترجماً ہم بہی لکہتے ہین ابو سعادات مبارک
بن ابی کرم محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد شیبانی معروف

باابن اثیر جزری ملقب بمجد الدین ہے ابو البرکات بن مستوفی تاریخ
اربل میں اوسکے حق میں کہتا ہے کہ وہ اشہر علماء اور اکبر نبلاء واحد
فضلاء و فرد اماثل ہے اور بعد اسکے کہا ہے کہ اوسکے مصنفات بدیعہ
اور رسائل وسیعہ ہیں ازانجملہ جامع الاصول فی احادیث الرسول ہے
اسمیں اوسنے صحاح ستہ کو جمع کیا ہے یہ وضع پر کتاب رزین کی ہے
مگر اسمیں اسپر بہت زیادتی ہے انتہے ملخصاً اور مدینۃ العلوم میں لکھتا ہے
کہ ابن اثیر مشاہیر علماء و اکابر نبلاء و اوحد فضلا سے ہے اسکی تصنیف سے
نہایہ در غریب حدیث و جامع الاصول در احادیث رسول وغیرہ ہیں
پس یہی ابن اثیر جزری اپنی کتاب جامع الاصول میں مجددین مذاہب کے
بیان میں لکھتے ہیں جسکو ہم بھی اردو میں ملخصاً بیان کرتے ہیں اور
اسے جگہہ سے ہے کہ جب علامہ سید شریف نے امیر تیمور گورکانی کو تضمن
اس امر کے نامہ لکھا کہ جب ہر صدی میں چاہیے کہ مجدد دین نبوی کا ایک
پادشاہ خدا کی طرف سے روی زمین پر ایسا ہو جو آنحضرت کے دین کو
زندہ کری پس اس آٹھویں صدی میں آنحضرت کے دین کا مجدد
اور درست کرنیوالا امیر تیمور صاحب قران ہے امیر تیمور نے اس مکتوب کو
اپنے پیر کے آگے پیش کیا پیر نے اوسکے یہ جواب لکھا مروج الدین
والشریعۃ امیر تیمور ابداللہ عزہ جانیں کہ ہر ناحیہ میں ایک شخص صاحب
شوکت کو خدا تعالی سر ہر صدی میں پیدا کرتا ہے جو کہ دین اور شریعت
نبی کو رواج دیوی اوسکی مجلس میں اوسکو حاضر کرتا ہے جو عالم کتاب
خدا و رسول و داللہ کا ہو چنانچہ پہلی صدی میں مجدد دین عمر بن عبدالعزیز ہے

میں تھی یعنی احکام الٰہی اور شریعت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
عالم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام عارف بکتاب اللہ و مروج احکام
دین تھے اور دوسری صدی میں مجدد دین کا مامون تھا اور
مروج احکام شریعت حضرت امام علی بن موسی جعفر بن محمد جو عارف
بکتاب اللہ و عمدہ و الشد تھے اور تیسری صدی میں مقتدر باللہ عباسی
مروج شریعت ہے اور علماء دین میں سے ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی
اور ابو العباس علمائے شافعی سے اور ابو جعفر علمائے حنفی سے اور ابو بکر
احمد بن ہارون علماے مالکی سے تھے اور چوتھے صدی مین مروج دین
شریعت معز الدولہ دیلمی ہے اور علماسے سید مرتضیٰ علم الہدیٰ ہے
اور پانچوین صدی مین مروج دین سلطان سنجر بن ملک شاہ ہے
اور عرفا سے حکیم سنائی ہے اور چھٹی صدیمین مروج دین ملت غازا
خان ہے اور موحدین سے شیخ ابراہیم جموری ہے ساتوین صدیمین
مجدد دین الجائتو سلطان محمد خدابندہ ہے اور علمائے دین سے شیخ
جمال الدین مطہر علی ہے آٹھوین صدی مین کہ یہ زمانہ ہے دین کا رواج
دینے والا امیر صاحب قران ہے اور علماسے سید شریف علامہ جرجانی
یہ موہبت کبریٰ اور تائید عظمیٰ ہے جو ایزد تعالیٰ نے اس قطب السلطنت
کو کرامت فرمائی ہے انتہٰی طالبان صراط مستقیم و سالکان منہج قویم غور
کریں کہ امیر تیمور کے نسبت علامہ سید شریف لکھتے ہین کہ وہ خدا کے
جانب سے ایک بادشاہ ہے جو کہ دین اور شریعت نبوی کو روئے
زمین پر رایج کرتا ہے اب بعد اسکے امیر کے نسبت کیا شک باقی ہے

اور جب یہ ثابت ہو چکا کہ تیمور حسب اصول مسلمہ اہلسنت امام مفترض
الطاعت ہے تو یہ بھی سننا چاہئے کہ امیر تیمور کا تعزیہ بنانا کہاں سے ثابت ہے
پس ارباب سیر و تاریخ پر یہ امر پوشیدہ نہیں ہے چنانچہ نسخہ کیفیت
شاہان ہند میں مرقوم ہے کہ امیر تیمور صاحب و حضرت پنج ساله که
کراز روی بخشش بکوکب بلندی طالع و ارجمندی بخت و یاوری اقبال
در سنه هفتصد و هفتاد و سه هجری بعد فوت تقریب خود کشیرین خان نام
و والی ولایت توران بود در خطه دلکشای بلخ بر سریر فرمانروائی
جلوس فرمود و سکه و خطبه بنام خود کرد و سمرقند را دارالسلطنت قرار دا
و در آن زمان بکوفه رسید کوفه را فتح نمود و در کربلای معلی بر روضه
حضرت امام حسین علیه السلام باریاب گردید ارشاد شد و از هاتف
غیب ندا بر آمد که بر تربت حضرت حر علیه الرحمة رفته تبرک بگیر و آنچه عنایت
شود بیار حسب الامر عالی بر تربت آنحضرت رسید و نشان و یک رومال
عنایت شد و حکم فرمودند که در هندوستان برد و از غره محرم این هر دو
نشان را ایستاده کرده تا تاریخ دهم محرم سال بسال فاتحه کرده باشد
فتح هند بتو بخشیده شد از انجا مرخص گردیده در هندوستان آمده
و سکه و خطبه بنام خود جاری کرد و بر تخت دهلی نشست از آن روز رواج
تعزیہ مشہور است انتہی پھر یہ کہنا ہے کہ ایک عالم علمائے معتمدین اہلسنت سے
ہے اوسکا یہ مذہب ہے کہ مباح واجب ہے جیسا کہ مسلم الثبوت وغیرہ
میں ثبوت ہے کیونکہ وہ کہتا ہے جو چیز ہے وہ واجب ہے یا حرام اسلئے
کہ واجب کسکو کہتے ہیں ترک حرام کو اور مباح بھی ترک حرام ہے

پس وہ بھی واجب ہوگا پس سواے حرام کے جو کچھ ہے وہ واجب ہے
اب ظاہر ہے کہ اسکے نزدیک تعزیہ واجب ہے اور جو اسکے مقلدین ہین
اونپر بھی واجب ہوگا بلکہ ماننا تو سب ہی اہلسنت وجماعت کو چاہئے
آگے اختیار ہے چاہے تو بیچارے کعبی کو اچھا جانین اور خواہ بیگناہ کو
واثمرہ ملامت مین گرفتار مگر ہمکو معلوم ہے کہ کعبے کے ضرور تخنے لوٹینگے
نہ ایسی بات کہتا جسسے تعزیہ بنانا درست ہوگیا نہ مورد طعن ہوتا سے
نقل گلچین کا گلہ بلبل خوش لہجہ نکرے تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کر باعث ہو
ساتوین یہ کہ ہر دو فریق اہل تشیع اور تسنن مین نقل قبر بنانا جائز ہے
بلکہ بعض بعض صورتونمین باعث ثواب ہے چنانچہ اخبار واحادیث
اہل تشیع مین بطریق اہلبیت علیہم السلام شبیہ قبر کے بنانیکا حکم وارد
ہوا ہے اور شیخ مفید اور شیخ شہید اور سید بن طاؤس نے روایت
کی ہے کہ جب تو مدینہ طیبہ کے سوا کسی اور جگہہ ستر ہوین ربیع الاول
کو چاہے کہ زیارت حضرت رسالت پناہ صلعم سے مشرف ہووے تو غسل
کر اور شبیہ قبر حضرت کی اپنے آگے بنا اور اسم مبارک آنحضرت کو لکھ اور
زیارت پڑھ اور کتب معتمدہ ومعتبرہ اہلسنت مین بھی اجازت وارد ہوئی ہے
بلکہ خود مصنفین اور رواۃ نے نقل قبور کی اپنی کتاب مین درج کی ہے
چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی نے جنکے مناقب ومحامد حاجت بیان نہین رکھتے
رسالہ ماثبت بالسنۃ مین تصویرین شیخین کے قبرون کے قریب
قبر مطہر جناب رسالت مآب لکھی ہے اور جذب القلوب مین بھی
نقلین قبر کے ہین اور روضۃ الاحباب مین بھی نقل قبور آنحضرت صلعم

تشبیہیں درج ہے اور دلائل الخیرات جو نہایت معتبر کتاب ہے اوسمیں
تصویر قبور جناب رسول مقبول و ابوبکر و عمر درج ہے اور اوسپر یہ عبارت
لکھی ہوئی ہے و ہٰذہ صفة الروضة المبارکة التی فیہا رسول اللہ
وصاحباہ ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روضة النبی صلعم ابوبکر [illegible]
یہ صفت اوس روضۂ مبارکہ کی ہے جسمیں جناب رسول خدا صلعم اور [illegible]
صاحب اونکے ابوبکر و عمر مدفون ہیں روضۂ نبی کا یہ ہے اسکے بعد یہ
شبیہ قبر ہے شاہ صاحب دلائل الخیرات اسمقام پر لکھتے ہیں و در ترجمہ حل [illegible]
رحمة اللہ علیہ صورت روضۂ منورہ بدین شکل تصویر نمودہ است بعبارت
روایتی کہ بعد ازین ذکر میکند درین شکل قبر شریف ابوبکر رضی اللہ عنہ
اگرچہ جانب پسین قبر شریف آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم اما سر مبارک
ابوبکر رضی اللہ عنہ اندک پایئن از سر مبارک آنحضرت است صلی اللہ علیہ
و سر مبارک عمر رضی اللہ عنہ برابر دو پای ابوبکر است اما اہل سیر
در صورت این سہ قبور شریف اختلاف دارند بیشتر روایت نقل کردہ
امام محمد غزالی رحمة اللہ علیہ در احیاء العلوم نقل کردہ علماء دیگر نیز آنرا
ترجیح دادہ اند این است و قبر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متصل است
بجانب دیوار حجرہ منورہ کہ بجانب قبلہ است و سر مبارک ابوبکر رضی اللہ
عنہ مقابلہ ہر دو دوش مبارک آنحضرت و سر مبارک عمر رضی اللہ عنہ مقابلہ ہر دو دوش مبارک ابوبکر
رضی اللہ عنہ و شیخ عبدالحق در شرح مشکوٰة آوردہ کہ بناء قبر شریف بر وضع کوہان شتر بود
و این وضع مستحب است در ہر چہار مذہب تنبیہ در ذکر شکل قبور شریفہ
و در اینجا فائدہ آنست کہ زیارت بکند این مثال را کسیکہ قدرت نیافتہ

متعلق صفحہ ۱۲۴ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
محراب النبی
محراب الحنفی
منبر
حجرہ جناب رسول خدا
قبہ عثمان
نخل رطب
چاہ
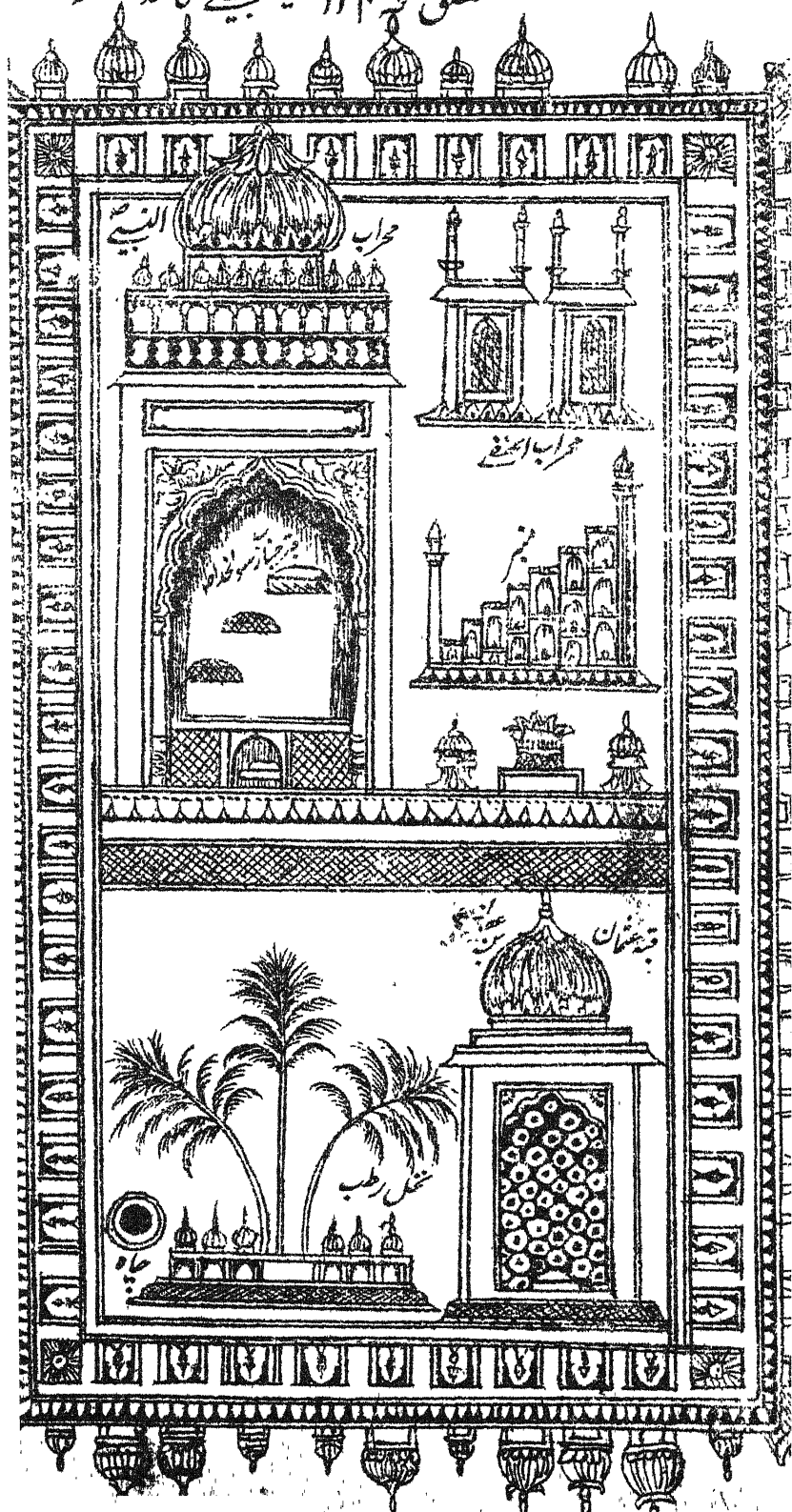
بزیارت عین روضه مقدسه مشاهده بکنند این شکل مبارک را محبی مشتاق
و بوسه زنند بر آن از غایت محبت و بفرط شوق خود را و اکثر بزرگان برای
شکل مبارک خواص و برکات بسیار ذکر کرده اند و به تجربه آورده اند و نیز
درین کتاب بعد ازین و ضمن درودها ذکر قبر شریف خواهد آمد پس مقتدی
کرده ذکر آن را تا خواننده را بیشتر علم بآن حاصل شود انتهی من شرح دلائل الخیرات
اقول اس بیان سے چند مفاد حاصل ہین اول تو یہ کہ قبر حسین کے نقل بنانا
بیشک باعث حسنات اور ثواب ہے کیونکہ جب رسولخدا کے قبر مین اتنے
بھلائیان اور اتنے ثواب ہین تو حسین علیہ السلام کے قبر مین بھی بمفاد
حدیث شریف متفق علیہ الحسین منی وانا من الحسین ہونگے دوسرے یہ کہ
بغیر معین گریہ پیرا وسکے ہوتی کے بھی اوسکا بنانا ثواب ہے اور اگر گریہ
جو کہ جنت مین پہونچاویگا اور روح حضرت رسالت پناہ کو خرم و مسرور
کرتا ہے معین بھی ہووے تو سبحان اللہ نور علے نور تیسرے یہ کہ تنبیہ
شارح دلائل الخیرات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شکل قبور حضرت رسول
وابوبکر و عمر اسواسطے ہین کہ جسکو خاص روضہ مقدسہ کے زیارت کے
قدرت نہو تو اوسکو دیکھ لے اور غایت محبت سے اوسپر بوسہ دے
اسیطرح خیال فرماسے کہ تعزیہ نقشا ہے ہزار ہا مشتاق زیارت اوسکو
دیکھتے ہین اور فرط محبت سے مولا کی قبر کے شکل بنا کر کوئی بوسہ دیتا ہے
کوئی کسی طرح سے تعظیم کرتا ہے کسیکو اوسکے دیکھنے سے بھی شوق ہوتا ہے
کہ چلئے اصل کربلای معلے مین جاکر زیارت کیجئے ہزارہا لوگو نکے دل مین
تعزیہ کو دیکھکر فرط محبت اور زیادت ہووت جناب امام مین علیہ السلام

وخاندان رسالت و نبوت جوش زن ہوتی ہے پہنچتے ہیں کہ حسب بیان
شارح دلائل الخیرات اس تصویر قبر رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
وابوبکر و عمر کے بہت خواص و برکات ہیں جو تحریر میں بھی آئے ہیں چونکہ
اسمیں قبور ابوبکر و عمر کی بھی فضیلت گردانی گئی ہے بہلا وہ کیونکر
برکات اور خواص نہ ہونگے جو قبور نونہالان فاطمۃ زہرا و میوہ ہای نو رسیدہ
بوستان سید الانبیا کا نقشہ ہو رسالتمآب کا نور دیدہ فاطمہؑ کی خنکی چشم
خامس آل عبا جناب سید الشہداؑ اپنی اولاد امجاد و رفقا جنکا بدن
جن قبور میں دفن ہوا اوسکا نقشہ کیون بابرکت و باسعادت نہ ہوگا دلائل
الخیرات کے نقشہ میں ایک ہی یادآوری ہیں اس تعزیہ میں رسالت
پناہ کی بھی اور اونکے بہتر کے یادگاری ہے اسمین اوسکی یادآوری ہے
جسکے خاطر رسالت پناہ نے اپنا ابراہیم سا پیارا بیٹا نثار کیا اسمین اوسکی
یادگاری ہے جسکے لئے بیبی صلعم جنت سے شیشہ لیکر مقتل میں تشریف
لائے اور مو پریشان اور گرد آلود ہوئے پانچوین اس بیان سے یہ بات
بالالتزام معلوم ہوتا ہے کہ تعظیم تصویر قبور رسالتمآب وغیرہ کرنے
ضرور ہے کیونکہ اونکو بوسہ وغیرہ دی اسیطرح سے ہم کہتے ہیں کہ تعظیم
تعزیہ واجب ہے اور اوسکے ساتھہ بی ادبی کرنا گویا حضور جناب سرور
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے ادبی کرنا ہے آٹھوین یہ کہ نقل مکانات
اور تصویر عمارات بنانا کچھہ برائی نہین رکھتا اور درست ہے دیکھو کہ
ملا عبد الرحمن جامی نے رسالہ فتوح الحرمین مین صورتین حرمین شریفین
و مکہ معظمہ اور کوہ ابو قبیس و احد اور قبۃ البقیع اور صفا و مروہ اور صورت

مدینہ منورہ کی لکھی ہے اگرچہ کچھہ خرابی ہوتی تو کیون بناتے اور جب
خرابی نہین ہے اور اوسکے ہونے کو وہ بوقبیس وغیرہ کی تصویر بنائی ہے
تو روضہ مقدسہ جگر گوشہ رسول و تلمذہ کبد بتول کے شکل بنانا کیونکر حرام
ومخدوہ ہو سکتی ہے ہر یکے ناصح برائے دیگران ہو ناصحے خود یافتم کم وجہان
تو بات قبیل جواز پر تعزیہ کے یہ ہے کہ اگر تصویر بنانا اور شکل کھینچنا مطلق حرام ہو
تو کیون اہلسنت کے علما و محدثین نے تصویر نعل رسالتماب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے غایت تعظیم کے ساتھ حکم دیا اور کیون اوسکے کہنے مین
برکات ثابت کئے روضۃ الاحباب مین جو جمال الدین محدث کے تصنیف ہے
جسکے کچھہ مدائح بیان بھی ہوئے یہ لکھا ہے ذکر کیفیت نعل وفضیلت تمثال
نعل آنحضرت ونعلین پوشیدہ نعلین وی از پوست گاو باخت کردہ بود
ودو دوال داشت وگاہے پا برہنہ تردد می نمودند و تمثالی از نعلین آنحضرت
پیش این فقیر است از کاغذ بریدہ وبران خط ہا کشیدہ بمنزلہ دوال ہائے
نعل وجائے انگشت سر دجائے دو انگشت دیگر بنصر وخنصر معین ساختہ
اند وبران کاغذ بخط شریف زبدۃ المحدثین وقدوۃ المحققین برہان الملۃ
والشریعۃ والتقوی والدین المشہور بخواجہ ابی نصر قدس سرہ باینطریق
نوشتہ کہ نعلین مبارک از چند تاہ ادیمی بودہ است برہم بخیہ کردہ وبراو
انچنین دو الہا بودہ است ومراد ازپاہائے نمودہ است چنانکہ قیقابرا
میباشد وبر انجا ہم بخط شریف نوشتہ بعبارت عربی چیزی کہ مو داش
باین معنی راجع است این مقدار نعل رسولخدا است ہر حسب آنچہ ثابت
شدہ تصحیح آن ومنقول گشتہ باسناد صحیح ومبین گشتہ در کتاب

[illegible] تالیف العبد الفقیر الی الله تعالی ابی الخیر محمد بن محمد [illegible]

[illegible] اثابه الله تعالی ومن نظمه فیه بالنقل من خطه یا طالبا تمثال

نعل نبینا ان قد وجدت الی اللقاء سبیلا ۔ فاجعله فوق الراس واخضع

اعتقد ۔ ولقال فیه واوله التقبیلا ۔ من یدعی الحسب الصحیح فانه

[illegible] ما یدعیه دلیلا ۔ و هم بر آن جا بخط شریف ایشان نوشته که از جمله

آنچه مجرب شده از برکات تمثال این نعل شریف آن است که هر کس

که آن را با خود دارد او را در میان خلق قبولی تمام باشد والبته پیغمبر را

زیارت کند یا آنحضرت را در خواب ببیند ومن راه فقد راه حقا و این

تمثال شریف در هر لشکری که باشد نگریزند و هزیمت نیابند از لشکر دشمن

و عاقبت بر دشمن ظفر و نصرت یابند و در هر قافله که باشد غارت نیابند

و هر کشتی که باشد غرق نشود و در متاعی که بود دزدان بر آن دست نیابند

و توسل نجویند بصاحب آن در هیچ حادثه و هیچ واقعه و در هیچ حاجتی

الا آنکه گذارده شود و توسل نجویند در هیچ تنگی بآن الا آنکه فرج حاصل شود

بحرمت رسول او تیمنا و تبرکا صورت آن تمثال بدین کتاب کشیده تا هر

حاجتمندی که حاجت جوید حاصل گردد و آن صورت این است انتهی

[illegible] داد و داد از دست غفلت داد و داد و گیارہوین
یہ کہ لفافہ مین اور کتا واسطے تقریب وہانگیری و مطالب المومنین وخزانة
الروایة وغیرہا مین مذکور ہے کہ نقل قبور بنانے کی اجازت خود جناب
نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی بلکہ اوس نقل قبر کا بوسہ لینا
بہی جائز ہے چنانچہ لکہا ہے کہ لا باس بتقبیل قبر والدیہ لان رجل جاء الی
النبی صلعم فقال یا رسول اللہ انی حلفت ان اقبل عتبة باب الجنة وجبہة
حور العین فامرہ ان یقبل رجل الام وجبہة الاب قال یا رسول اللہ
ان لم یکن ابواہ حیین فقال تقبیل قبرہما قال فان لم یکن اعرف قبرہما
قال خط خطین انو احدہما قبر الام والاخر قبر الاب فقبلہما فلا تحنث فی
یمینک انتہی اسکا گویا ترجمہ ہے فقہ احمدی مین نقلا جامع التفریعات سے
یون مذکور ہے مسئلہ ماں باپ کے قدم چومنا مباح ہے حدیث مین
آیا ہے کہ ایک شخص نے جناب رسالتمآب صلعم کے پاس آکر عرض کی
یا رسول اللہ صلعم مین نے قسم کہائی ہے کہ آستانہ جنت اور حور العین کے
رخسار پر بوسہ دونگا آپ نے فرمایا کہ ماں کے پاؤن اور باپ کی پیشانی پر
بوسہ دی اوسنے پوچہا کہ اگر ماں باپ نہون حضرت نے فرمایا اونکے
قبر چومے اوسنے کہا اگر اونکے قبر بہی معلوم نہو ارشاد کیا کہ دو خط کہینچکر
ایک کو باپ کے قبر اور دوسری کو ماں کے قبر قرار دیکر بوسہ دی تا کہ
حانث نہو انتہے فیا اہل الانصاف ودعوا التعصب والاعتساف ولا
ترکنوا الی الخلاف ولا تکتموا الشہادة واسرعوا الی السعادة ان کنتم
طالبین للحق الابلج وتارکین للباطل اللجلج بارہوین یہ کہ کتاب

دُرِّ عزیز میں جو اہلسنت کے معتمد کتابوں سے لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے
کہ مرشد کے حق مرید پر بہت ہیں اور صاحبان عرفان نے کہے مقرر کیے چار
ہادی ہیں ایک کتاب الٰہی جو احکام کو ظاہر کرتے ہیں اور ...
قائم ہے دوسرا ہادی احادیث نبی خیر الانام ہے جو کتاب الٰہی کی
تفسیر کرتے ہیں تیسرا ہادی علماء دین ہیں جو کہ رموز و اشارات احکام الٰہی
اور نکتہ سنجان احادیث رسالت پناہی ہیں چوتھا ہادی مرشد ہے
جو طریقہ باطنی کا ہادی ہے اور راہ طریقت کا مرشد ہے بعد اسکے صاحب
دُرّ نے شیخ عبد اللہ بلخی کا حال اس تمہید کی بعد لکھا ہے کہ اپنی مرشد
شاہ احمد بخاری سے اسقدر اعتقاد اور خلوص رکھتا تھا کہ ہر سال بلخ سے
اونکی زیارت کو بخارا میں جاتا تھا اور جب وہ مر گیا تو عبد اللہ نے ایکپارچہ
حریر پر اپنے پیر کے تصویر کھنچوائی اور سارا نقشہ اوس مکان کا جسمیں
وہ بیٹھتا تھا اور نقشہ اوسکے مقبرہ کا اور مسجد کا اوس پارچہ پر نقش کروایا
اور ہر روز اوسکی زیارت کیا کرتا تھا انتہے ملخصاً اب جبکہ اسطریقہ پر
پیر اہلسنت کا اپنے مرشد کے تصویر کھنچوا کر جو کہ ذی روح اور باتفاق
اہل اسلام ناجائز و محدود ہے زیارت کری تو تعزیہ جو نقل روضہ مقدسہ
کے ہے اور بالکل غیر ذی روح اور بیجان اور باتفاق اہل اسلام جائز
و مباح ہے کیونکر ناجائز اور حرام ٹہریگی شیخ احمد بخاری جناب امام
علیہ السلام کے غلاموں کے برابر بھی بالاتفاق منزلت نہ رکھتا تھا اور پہر
باایں ہمہ اوسکی تصویر کی یہ عزت۔ شیعہ خود امام علیہ السلام کے
تصویر کھنچکر زیارت نہیں کرتے اور نہ کوئے ایسے چیز بناتے ہیں جو جاندار کے

قالت بناتی ورای بینهن فرسا له جناحان من رقاع فقال ما هذا الذی
ارٰی وسطهن قالت فرس قال ما هذا الذی علیه قالت جناحان
قال فرس له جناحان قالت اما سمعت ان لسلیمان خیلا لها اجنحة
قالت فضحک حتی رایت نواجذه رواه ابو داود و مشکوٰة الشریف
کہ رسالتپناہ غزوہ تبوک یا خیبر سے تشریف لائے اور صدیقہ کے مکان پر
ایک پردہ پڑا ہوا تھا ہوا چلی کنارہ پردہ کا گڑیوں پر سے
اٹھ گیا پس حضرت نے فرمایا کہ ای عائشہ یہ کیا ہے عائشہ نے کہا
کہ میری گڑیاں ہیں حضرت نے ایک گھوڑے کی تصویر بھی ان میں
دیکھی جسکے دو پر رقعہ کے لگے ہوئے تھے کہا یہ بیچ میں کیا ہے کہا
گھوڑا فرمایا کہ اسکے اوپر کیا ہے کہا دو پر فرمایا گھوڑے کے پر کہا کہ کیا آپنے
نہیں سنا کہ سلیمان کے گھوڑے کے پر تھے عائشہ نے کہا کہ حضرت
اتنا ہنسے کہ داڑہیں نظر آنے لگیں انتہٰی اب گڑیاں ملاحظہ کرنا اور
نقل غیر ذی روح جو بحسب محاورات لغت وغیرہ تصویر سے سمجھے جاتیں
یعنے تعزیہ کو دیکھیں کتنی بڑی چشم پوشی اور ہٹ دہرمی ہے
کہ آپ تو حرمت صریح کے مرتکب اور کچھ نہیں دوسرونکو اباحت پر طعن
سے انکس است اہل بشارت کہ اشارت داند * نکتہ ہاست بسے
محرم اسرار کجاست * تیرہوین یہ کہ بیان مولوی عبد الواحد خان
ابن الابن مولوی عبد العلی بحر العلوم معتمد اہلسنت کا نہایت مسکت
اور شمع اسیارہ میں ہے یقین ہے کہ اسکو ملاحظہ کرکے حضرات اہلسنت کو
کسیطرح شک نرہیگا اور معلوم کرلینگے کہ جو کچھ شیعہ کرتے ہیں

و نہایت درست اور بغایت راست منفکہ دہ بیان از الۃ الاوہام شریف
مسئلہ ربیع ہم یہی نقل کرتے ہیں کہ در عہد صحابہ و تابعین کتاب اللہ
بترتیب بود بعدہ مرتب شدہ و اجماع امت بر آن شد و بتواتر رسید
و ہمچنان جمع کردن احادیث و تفاسیر و فقہیات و چہار مصلے خانہ کعبہ
و تالیف صرف و نحو و غیرہا و اختراع مجالس ذکر میلاد شریف نبوی صلعم تا بہ ایں
رسیدہ و اجماع بران کردید ہمچنان ہر اسم تعزیہ داری جناب امام حسین علیہ السلام
از صدہا سال جاری و مروج است و در زمان سلاطین اسلام و متشرع
مانند جلال الدین اکبر و جہانگیر و شاہجہان و عالمگیر اورنگ زیب
و غیرہم کہ در تمامی ملک خود نافذ الامر بودند ہر اسم تعزیہ داری
بوجہ احسن منعقد بعمل میرسید و نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم شاہجہان
عالمگیر و قاضی القضاۃ سعد خان و قاضی القضاۃ سعد خان خرد
کہ ہر یک حنفی المذہب بودند و دیگر علماء آن زمان اگر ہر اسم مذکورہ را خلاف
شرع و بدعی پندا داشتند بحضور سلاطین معروض ساختہ در تمامی ملک
موقوف میکنانیدند کہ در سرکار بادشاہان اختیار کلی داشتند و بادشاہان
ہم متشرع بودند و بادشاہان مذکورین کہ متشرع بودند بذات خود ہا در تمامی
ملک تحت حکومت خود ہا موقوف میکردند و در آن عہد عموماً و خصوصاً مروج
بود و تا حال جاری است و انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت جاری خواہد ماند
و کسے از عوام و خواص زمان تا حال انحراف از آن نکردہ و نص صریح
ترویج آن باجماع امت یعنی ثابت گشت و بتواتر رسید حدیث شریف
لن تجتمع امتی علی الضلالۃ ... پس ہر چہ ایشان بر آن اجماع کنند و اتفاق کنند

شفاعت شهدا است و بموجب حدیث شریف [illegible] که اصحاب
حدیث ثقه او را بسیار معتبر و مستند می دانند [illegible] و عمر [illegible]
و رنگ و الفاظی حقوق هر دو برابر اند و [illegible] کتاب الله
[illegible] بود و من بعد معرب شد و اجماع امت [illegible] شد و [illegible]
تعزیه شریف امام حسین علیه السلام که [illegible] قرآن
کلام الله برابر است اگر کسی اهانت و بی ادبی [illegible]
یا باعراب کلام الله شریف و تعزیه شریف نماید و ترک حقوق کلام الله و حضرت
[illegible] کند هر دو در قیامت فریاد و غیبت آنکس [illegible] از حضرت
امام موسی کاظم مرویست که هر که زیارت قبر حضرت امام حسین علیه السلام کند
حالانکه میداند حق عظمت وی بنویسد حق تعالی [illegible] در علیین و چون
بسبب بعد و شد اندراه مزار شریف حضرت امام حسین علیه السلام بهر سال
رسیدن جمله مردمان این دیار را متعذر و متعسر است بنا بر آن مردمان
این دیار هر سال در عشره محرم علامت نقل قبر ساخته زیارت بر آن میکنند
تا باین فضیلت و سعادت که در حدیث مذکور است در آیند زیرا که بنا ساختن
نقل قبور مباح و بوسه دادن بر آن جائز چنانچه در کتاب [illegible] و فتاوای
غرایب و عالمگیری و مطالب المومنین و خزانة الروایت و غیر آن مذکور است.

لا باس بتقبیل قبر والدیه لان رجلا جاء الی النبی صلعم فقال یا رسول الله
انی حلفت ان اقبل عتبة باب الجنة و جبهة الحور العین فامر ان یقبل رجل
الاب و جبهة الام قال یا رسول الله ان لم یکن ابوای حیین فقال قبل
قبرهما قال فان لم یکن اعرف قبرهما قال خط خطین انو احدهما قبر الام فقبلهما

فلا تحنث فی یمنک انتہے اے ناظر فہیم صاحب طبع مستقیم سے بھی سجادہ
رنگین کن گرت پیر مغان گوید که سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا
سوال
چودہوین یہ که رسم تعزیہ داری برابر اسلاف سے عہد سلاطین اہلسنت مین
جاری رہے کسی بادشاہ نے اسکے بند ہونے مین کوشش نہ کی اور قطعی
جانے کو منع نہ کیا اور جب ایسا نہ ہوا تو یا تقیہ ثابت یا اولو الامر پر الزام سے
شادم که از رقیبان دامن کشان گذشتی * گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد
سوال
یہ چودہ دلیلین بتعداد چہاردہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین کہ جسقدر
دربارہ جواز و اباحت تعزیہ کے لکھی گئیں [illegible]
اہلسنت سے مروی ہین خوف تطویل سے اور خروج مرام کا خیال ہے
ورنہ ابھی بہت کچھ مجال استدلال باقی ہے سو عاقل کے لئے کافی
و وافی ہے اشارہ — دوسری فصل اون اعتراضات کے جواب مین
جو اہلسنت تعزیہ پر کرتے ہین سو دلائل اہلسنت مین ہین مرقوم * که جن سے
ہوتا ہے یہ امر معلوم * بنانا تعزیہ کا ناروا ہے * بنانی پر جہنم کی سزا ہے *
یہ بدعت ہے کبھی اسکو بنانا مت * حضور نہین ہے ہر بدعت ضلالت *
ضلالت بہیجیگی تجکو جہنم * یہ ہے قول جناب فخر عالم * علاوہ اسکے قبرین
ہین یہ ممنوع * بلا مقبور کی ہے قبر ممنوع * شعار انبیا ہے صبر کرنا * نہ چہاتی
کو کوٹنا اور پیٹ مرنا * غرض ہین ایسے ایسے انکے اقوال * تحقیق ہے کہ ہان
جو دیکھی احوال * یہان اس فصل کا ہے یہ مفہوم * که ہووے حق و باطل
سب کو معلوم * لکھی ہین اعتراض اہلسنت * جواب اونکے ہین پہر حسب
شریعت * ذرا انصاف کرای مرد عاقل * که حق ہے کون سا اور کون باطل

اول اہل سنت کا یہ اعتراض ہے کہ تعزیہ بنانا اسوجہ سے ناجائز ہے کہ یہ قبر کی تجدید ہے اور مثال ہے اور شیعونکی کتابونمین مثل کتاب من لایحضرہ الفقیہ کے تہذیب اور جامع مین بھی یہ حدیث آئی ہے کہ من جدد قبرا او مثل مثالا فقد خرج عن الاسلام یعنے جو شخص تجدید قبر کرے یا ایک مثال بناوے وہ اسلام سے خارج ہے جواب اسکا یہ ہے کہ جب تحقیق و تنقید احادیث اور جرح و تعدیل رواۃ مین نظر کامل ڈالی جاتی ہے تو بنا بر افادہ علماء شیعہ معلوم ہوتا ہے کہ راوی اس حدیث کا جرح سے خالی نہین کیونکہ اسکی رواۃ مین سے ابو جارود بھی ہے جسسے فرقہ جارودیہ منسوب ہے اور جو کہ باتفاق علماء رجال معقدح ہے علاوہ اسکے الفاظ حدیث مین چند طور سے بحث کی گئی ہے کوئی جدد بالجیم کہتا ہے کوئی حدد بالحاء کہتا ہے کوئی جدث بیان کرتا ہے بہرحال یہ حدیث ہرگز تعزیہ مین کچھ نقص پیدا نہین کر سکتی کیونکہ تجدید بالجیم کے معنے پرانی قبر کے تازہ اور درست کرنے کے ہین اور بعض نسخون مین جو تجدید بحاء مہملہ آیا ہی اسکے معنے مسنم بنانے اور خرشت کرنے قبر کے ہین اور اگرچہ یہ حدیث تمام معمول بہ ہے لیکن باینہمہ اگر ظاہر پر ہی رکہین تو تعزیہ نہ تجدید قبر ہے نہ تحدید اب باقی رہا یہ امر کہ وہ مثال ہے و من مثل مثالا فقد خرج عن الاسلام یعنے جسنے مثال بنائی وہ خارج از دائرہ اسلام ہے پس اسکا جواب سنئے مثال بنانے سے مطلق تو مراد لے ہی نہین سکتے کیونکہ بالاتفاق ہر مثال کا بنانا نہ شیعون مین ممنوع ہے نہ سنیون مین قسمیں بہت سے اخبار سے مستفاد ہوتا ہے کہ ذی روح ہی کی مثال بنانا ناجائز ہے جیسا کہ پہلے گذرا پس ضرور ذی روح ہی یہان بہی مراد ہے اور ظاہر ہے کہ تعزیہ ذی روح کی نقل نہین بلکہ روضہ کی مثال ہے اور روضہ یت سے

دلائل اور براہین سے جنمین سے کچھ سابق مین گذری جاتو اور وہ اسکے بعد
خلافت منصوب معترض ہے اور اسے استدلال کرکے تعزیہ پر طعن کہ تاثیر
مع الفارق ہے باقی تحقیق اس حدیث کے کتب احادیث وکلام مین مذکور ہے
کہا تعزیہ نہ روح کی شکل ہے یہ قبر سید الشہدا کی ہے نقل سے
نہ ہے تجدید اوسکی اونکی تحدید ہے یہ بس اپنی نے جانب سے ہے تعجب
تعصب کا نہین ہے کچھ ٹھکانا ہے جو چاہے سو کہے اسپر ذرا نہ تو ہمین
یہ کہ اہلسنت کہتے ہین کہ ہماری کتابونمین مثل مشہور کے ... نزار
قبر اہلامعمور قبوملعون یعنے جسنے زیارت کی ایسے قبر کی ... کوئی
وہ ملعون ہے سو اسکا جواب خود مولوی عبد الواحد خان ابن الامین مولوی
عبد العلے نے جو علما اہلسنت سے ہے لکھا ہے جسکو ہم پہلے ہی لکھ چکے ہین
اور پھر بکرر بنا بر رفع وقت یہان ترجمہ کرکے اردو مین بیان کرتے ہین
اور وہ یہ ہے کہ اس زمانہ کے بعضے لوگ جو حدیث من زار قبر بلا میت ایلیا
مقبور فقد اثم وکفر کو تعزیہ شریف پر منطبق کرکے اوسکو منع کرتے ہین تو یہ
نامعقول بات ہے اوّل تو یہ کہ یہ حدیث نہ تو صحاح مین ہے اور نہ اور
معتبر کتاب حدیث مین ہے اور راوی اسکا مجہول اور نامعلوم اور الفاظ حدیث
مختلف ہے پس ایسے حدیث قرائن اعتبار سے ساقط ہے اور بالفرض اگر
حدیث مذکور صحیح بھی ہو تو احاد سے ہے اور تواتر واجماع امت ہر عصر کا خبر احاد
حسب قاعدہ اصول باطل نہین ہوتا ہے اور سوا اسکے ... کا قبر
اور قبر بلا میت دوسری چیز ہے قبر بلا میت وہ ہے کہ ... قبرین
اور قبر خضر اور الیاس یا قبر فرشتون کے یہان بناوین اور زیارت کیا کرین

زور بیانکوئی [illegible] قبر کی شکل بنا کر کہتے ہین کہ فلان شخص یہان دفن ہے اور حقیقت
مین وہان کوئی مدفون نہین ہے تو یہ قبر بلا مقبور اور جعلی ہوگی اور اسیطرح عیاذاً باللہ
اگر کوئی شگفتہ کہے کہ بطور جناب امام حسین علیہ السلام کا تعزیہ ہین مدفون ہے
تو کربلا والے مطلع ہین اسصورت مین تعزیہ شریف بہی مصداق قبر بلا مقبور کا
ہوجاویگا۔ مثل نقل نہین ہے اور جب کہ کوئی موالف و مخالف پہلی صورت جائز
نہین کہتا تو دوسری صورت متعین ہوجاویگی یعنے تعزیہ مزار مبارک
سید الشہدا علیہ السلام کی نقل ہے اور وہ جائز ہے بموجب حدیث نبوی
صلعم کے جو ذکر کیا گیا اس عبارت سے ظاہر ہے کہ تعزیہ امام حسین
علیہ السلام کا اور چیز ہے اور قبر بلا مقبور اور چیز ہے دیکھئے تعزیہ کو کبھی کوئی نہین کہتا
کہ اسمین امام حسین علیہ السلام دفن ہوئے ہین بلکہ مدفن کی نقل بتاتے ہین
اور جب یہ بات ثابت ہوئی تو یہ اعتراض بھی تعزیہ پر کرنا بالکل بے محل ہے
اور جناب [illegible] صاحب نے علاوہ اسکے خیال فرمائی کتاب جذب القلوب جو اہل سنت کے
معتمد اور مستند کتاب ہے اوسمین ثبوت ہے کہ صورت قبر حضرت فاطمۃ زہرا
و جناب ابن عباس و قبر حضرت امام حسن علیہ السلام ست و زواران بر وے جا
زیارت میکنند۔ اب یہ بتائے کہ جناب سیدہ دو جگہہ تو مدفون ہی نہین
ہوئین بلکہ ایک مقام پر مدفون ہین پس دوسرے قبر جعلی ہے و من زار
قبراً بلا مقبور فقد عبد الصنم۔ جو زیارت اوس قبر کی کرے جسمین کوئی مدفون نہ ہو
وہ بت پرست ہے اب ذرا غور کیجے اور مفہوم ہی سے اے روشنی طبع تو بر من بلا
شدی۔ اسکے سوا علماء اہلسنت کہتے ہین کہ تعزیہ بنانا درست اور مباح ہی ہے
لیکن جبکہ اوسکے بنانے سے فعل حرام لازم آتے ہین تو حرام ہوجاویگا

شیخ مجد الدین لغوی نے اسطرح لکھا ہے البدعۃ الحدث فی الدین بعد الاکمال او ما استحدث بعد النبی من الاہواء والاعمال یعنے بدعت حدث دین مین بعد اکمال کے ہے یا جو بعد آنحضرت کے خواہش نفسانی اور اعمال ایسے حادث کئے گئے ہون اور مجمع البحرین مین یون لکھا ہے کہ البدعۃ بالکسر والسکون الحدث فی الدین وما لم یکن لہ اصل فی کتاب وسنۃ فمال علیہ الشرع ولو بالعموم خارج منہ فمن شرع فاحل حراما وحرم حلالا او کرہ ما لم یکرہ کان مبتدعا خارجا عن الشریعۃ الخ بدعت بکسر وسکون حدث دین مین ہے اور وہ چیز جسکے لئے کتاب وسنت مین اصل نہو اور شرع اوسکی طرف مائل ہو اگرچہ بعموم ہو خارج از بدعت ہے پس جس شخص نے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کیا یا مکروہ کیا اوسکو جو مکروہ نہین ہے تو وہ شخص بدعتی ہے اور شریعت سے خارج ہے انتہے اس کلام سے مستفاد ہوتا ہے کہ جس چیز کے اصل کتاب وسنت مین ہو اور میلان شرع اوسکے جانب ہو تو وہ بدعت نہین ہے جبکہ معنی بدعت کے بیان ہو چکے تو اے حضرات اہلسنت وجماعت اوس بدعت سے کہ ضلالت ہے اگر یہ مراد ہے کہ جو شے بعد زمان رسالتمآب صلعم کے حادث ہوئی وہ بدعت اور ضلالت پس یہ تو محض غلط اور باطل ورنہ ہزار ہا ایسے امور ہین جو بعد عہد رسالت مآب حادث ہوئے علاوہ اسکے خود ملا علے قاری نے جو کہ نہایت معتبر اور مستند اہلسنت کے ہین شرح مشکوۃ مین تقسیم کل بدعۃ ضلالۃ مین تصریح کی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ از ہاری مین ہے کہ بدعت سیئہ ضلالت ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اسلام مین ایک سنت حسنہ قایم کرے اوسکو اسکا اور اوس شخص کا

چاوسپر عمل کم سے اجر ملیگا اور ابوبکر و عمر نے قران جمع کیا اور مجید قرآن
عہد عثمان مین ہوئے اور نووی نے کہا ہے کہ بدعت وہ شے ہے جو ایجاد
ہونے سے نکالی جاوی اور شرع مین وہ چیز ہے جو عہد رسول خدا صلعم مین
نہ تھی اور قول آنحضرت کا کہ ہر بدعت ضلالت ہے عام مخصوص ہے شیخ
عز الدین ابن عبد السلام آخر کتاب قواعد مین لکھتے ہین بدعت یا تو واجب ہے
جیسے علم نحو کا سیکھنا سمجھنے کو کلام خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم
اور تدوین اصول فقہ اور کلام جرح و تعدیل مین اور یا حرام ہے جیسے
مذاہب جبریہ اور قدریہ اور مجسمہ کا اور رد کرنا ان لوگون کا بدعت واجبہ ہے
کیونکہ حفظ شریعت ان بدعتون سے فرض کفایہ ہے اور یا سنت ہے مثل
بنانے سراؤن اور مدارس کے اور ہر نیکی جو عہد اول مین مقرر نہین ہوئی ہے
اور مثل تراویح کے یعنے جماعت عامہ سے اور کلام کرنا دقائق صوفیہ مین
اور یا مکروہ ہے جیسے مسجد ونکا آراستہ کرنا اور تزویق مصاحف اور یہ
شافعی کے نزدیک لیکن حنفیہ کے ہان پس مباح ہے اور یا مباح ہے جیسے کہ
مصافحہ بعد نماز صبح و ظہر کے اور یہ بھی شافعی کے نزدیک ہے اور حنفیہ کے
ہان مکروہ ہے اور بعد فاصلہ یسیرہ کے کہتے ہین کہ شافعی نے کہا ہے
جو شے حادث ہو وہ اگر کتاب خدا اور سنت اور اجماع کے خلاف ہو تو بدعت
و گمراہی ہے اور جو کہ خیر کے شے حادث ہوا اور کسی کو ان مین سے مخالف
نہ ہو تو مذموم نہین اور عمر نے قیام ماہ رمضان مین کہا کہ یہ نعم البدعۃ ہے
انتہے اب اسّے معلوم ہوتا ہے کہ بدعت کئی قسم پر منقسم ہے واجب بھی ہے
سنت بھی مکروہ بھی مباح بھی اور نووی نے فتح المبین مین لکھا ہے

کہ شافعی نے کہا جو چیز حادث ہوا و رکتاب خدا یا سنت رسالت پناہ و یا اجماع
یا اثر کے مخالف ہو تو وہ بدعت ضلالت ہے اور جو چیز کہ خیر سے حادث ہو
اور کسی چیز کے ان اشیاء سے مخالف نہو وہ بدعت محمودہ ہے انتہے اس سے
واضح تر سنئے صاحب بحر المذاہب جو علماء اہلسنت سے ہیں فرماتے ہیں بدعت
منقسم ہے طرف واجب اور مندوب اور مکروہ اور مباح کے اور طریقہ اوسکا
یہ ہے کہ بدعت قواعد شرع پر عرض کیجاوے پس اگر وہ قواعد ایجاب میں داخل
ہو تو واجب ہے اور اگر قواعد تحریم میں داخل ہو تو حرام ہے اور جو داخل ندب ہے
تو بدعت مندوب ہے اور اگر داخل کراہت ہے مکروہ ہے اور اگر داخل اباحت
ہو بدعت مباح ہے انتہے اور یہی رسالہ غایۃ المرام میں صفحہ ۸۶ پر بثبوت ہے
اور جو لوگ کہ اوسکو بدعت سئیہ کہتے ہیں وہ لوگ واقف اصل دین اپنے سے
نہیں ہیں اسواسطے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے جب تک کوئی دلیل قطعے
مانع اوسکے نہو وے ہکذا فی البحر الرائق والھدایۃ اور غرائب میں لکھا ہے
کہ بدعت پانچ قسم پر ہے ایک بدعت واجب جیسے پڑہنا علم صرف و نحو کا
واسطے معرفت کلام اللہ اور احادیث کے دوسری بدعت حرام جیسے پڑہنا
علم فلسفہ کا تیسرے بدعت مندوب جیسے مصافحہ بعد نماز عصر و فجر کے چوتہے
بدعت مکروہ جیسے مزین کرنا مسجد کا سونے چاندی اور گل بوٹہ سے پانچویں بدعت
مباح جیسے فراخ کرنا اور رنگا رنگ طعام واسطے مہمانون کے پکانا اور بدعت
سئیہ نہیں ہو سکتے ہے اسواسطے کہ کل بدعۃ ضلالۃ عام مخصوص البعض ہے
اور قیام تعظیم رسول اللہ صلعم قسم اول سے یعنے واجب ہے کہ مثلو سے
شرح موطا میں باب مصافحہ میں لکھا ہے عن عبد اللہ الخز اسانے

انہ قال قال رسول اللہ تصافحوا یذہب الغل وتہادوا یذہب الشحناء وقالت
علیہ اہل العلم قال النووی ان المصافحة مستحبة عند کل لقاء واما اعتاد
الناس من المصافحة بعد صلوة الصبح والعصر فلا اصل لہ فی الشرع علی
ہذا الوجہ ولکن لا باس بہ فان اصل المصافحة سنة وکونہم حافظوا علیہا
فی بعض الاحوال وفرطوا فیہا فی کثیر من الاحوال لا یخرج ذلک البعض
عن کونہ من المصافحة التی ورد الشرع باصلہا اقول ہکذا ینبغی ان
یقال فی المصافحة یوم العید پس کہڑا ہونا وقت میلاد شریف کے
یا آگے زیارت رسول صلعم کے کمال مستحسن ہے اور عالمگیری مین لکہا ہے
کہ آگے زیارت رسول اللہ صلعم کے ایسا کہڑا ہووے جیسا نماز مین کہڑا ہوتا ہے
فیتوجہ الی قبرہ فیقف عند رأسہ ولا یضع یدہ علی جدار التربة فہو اہیب
واعظم للحرمة ویقف کما یقف فی الصلوة ویمثل صورتہ الکریمة کانہ نائم
فی لحدہ عالم بہ یسمع کلامہ کذا فی الاختیار شرح المختار اور اسپر اجماع
علمائے حرمین اور بخارا اور علمائے ہند وغیرہ کا ہے انکار اجماع کہ نص قطعی
ہے کفر ہے لا یجتمع امتی علی الضلالة اور مخالفت اجماع کی کرنا مصداق
من شذ شذ فی النار کا ہے اور سید محمد برزنجی کہ امام حدیث اور سیر کے تہے
اور تعریف اونکی روضة الاحباب تصنیف عطاء اللہ بن فضل اللہ
حسینی مین لکہا ہے کہ وہ معاصر ابن جوزی تہے اور امام حرمین شریفین تہے
اونہون نے کتاب عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر مین لکہا ہے وقد
استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمة ذو روایة ورویة
فطوبی لمن کان قیامہ تعظیمہ صلعم غایة مرامہ ومرماہ ودینہ

الاسرار باسناد یکہ در روے دو واسطہ بیش نیست روایت کردہ کہ روزے
حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ بر کرسی بود
و وعظ میفرمود و قریب بدہ ہزار کس در نادیہ وعظ وے حاضر و شیخ علی در زیر پاے
کرسے شیخ علی نشستہ ناگاہ شیخ علے را خوابے برد پس شیخ عبد القادر قوم را
فرمود اسکتوا پس ہمہ ساکت شدند تا آنکہ خبر انفاس از ایشان شنیدہ
نمیشد پس فرود آمد شیخ از کرسے و باستاد باوب در پیش شیخ علی مذکور وے
نگریست در روی وے پس بیدار شد شیخ علی گفت شیخ عبد القادر با وے
کہ دیدے حضرت را در خواب گفت نعم فرمود ازین جہت ادب ورزیدم
با تو وایستادم در پیش تو فرمود بچہ وصیت کرد ترا آنحضرت صلعم گفت بملازمت
مجلس تو پس شیخ علی گفت انچہ من در خواب دیدم شیخ عبد القادر در بیداری
دید روایت کردہ اند کہ ہفت کس از مردان راہ در آنروز از عالم رفتند
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نقل من ترجمۃ المشکوۃ للشیخ عبد الحق الدہلوی
قدس سرہ بلفظہ فے کتاب التراویح انتہی اقول ان روایات سے معلوم
ہوتا ہے کہ بدعت کئی قسم پر منقسم ہے اور ہر بدعت ضلالت نہیں بلکہ
بدعت سیئہ البتہ ضلالت ہے [illegible]
ایک سنت حسنہ ہے و من سن [illegible]
عمل بجا کیونکہ یہ موجب اوس [illegible]
خوشنودی نبی الانس وجان ہے [illegible]
ہرگز ہرگز کسی معنے سے بدعت نہیں [illegible]
آپ کے اکابر کے بدعتوں کے کہلوانے [illegible]

بطریق تنزل کہتے ہین کہ خلفائے ثلثہ سے کوئی ایسا نہوا جو بدعت کے
ایجاد کرنے کا مرتکب نہ بنا بلکہ خود اپنی زبان سے اوس فعل کے بدعت
ہونے کا اقرار کیا دیکھیے حکم تو یون ہے کہ البصر مین کان بعیبہ بصیرا
وتے عیب غیرہ ضریرا لیکن یہان پر تعزیہ کو بدعت ٹہرانا شیعون کا
حقیقت مین عیب نہین بلکہ ایک خواہ مخواہ آپ لایق بننے کے لئے ہیونٹا اعتراض ہے
معلوم نہین کہ اہلسنت جب بدعات خلفاء کو سنتے ہین تو اونکو بدعتی قرار دیتے
ہین اور مصداق حدیث کل بدعۃ ضلالۃ الخ بتاتے ہین یا وہ بدعت بہی امنا
وصدقنا کہکر داخل شرع سمجہتے ہین سچ ہے حب الشی یعمی ویصم معلوم ہوتا ہے
کہ درست ہے جانتے ہونگے مگر پہر ایک طرفہ امر یہ ہے کہ وہ چیزین تو جنسے
شریعت منقلب ہوگئی قابل اعتراض نہین اور وہ شے جسے حسنات
حاصل ہوئے لائق اعتراض یہ مباہتہ اور مکابرہ نہین تو کیا ہے اور پہر اوپر
دعوے تحقیق سے ہرکس کہ نداند و بداند کہ بداند در جہل مرکب ابدالدہر بماند
اب اگر طبیعت محققین بدعات خلفاء راشدین حضرات متسنین کے اظہار کو
چاہتی ہے تو ہم پورا پورا بالتفصیل حال نہین لکہہ سکتے ہان بالاجمال بیان
کرتے ہین اول بدعات خلیفہ اول [illegible] اونکی ایک یہ ہے کہ اونہون نے
اپنا نام امیر المومنین رکہا تفصیل اسکی [illegible] ہے لیکن بدعات
جناب خلیفہ ثانی عالم علوم ربانی [illegible] حضرت عمر بن الخطاب
پس اگر وہ سب لکہے جاوین تو مین اپنے مافی الضمیر سے مخالف ہوجاؤنگا
اور اوراق بہی زیادہ ہوکر دستہائے نازک ناظرین با تمکین کو تکلیف
دینگے مگر چونکہ چند کا اوئین سے حسب ضرورت لاحقہ یہان بیان کرنا ضروری ہے

لہذا باختصار و ایجاز حوالہ خامہ عنبر شمامہ کرتا ہون اور صاحبان نصفت گزین
اور پیروان دین مبین سے امید انصاف رکہتا ہون و علے ان اقول ولاعلی
القبول لمولفہ سنواے طالبان دین وایمان ٭ سنواے صاحبان عقل و عرفان
سنواے حامیان شرع احمد ٭ سنواے مقبلان حکم ایزد ٭ سنواے دین کے
پابندیارو ٭ سنواے بہائیو اسلام والو ٭ تعصب کے حجابون کو ہٹاؤ ٭ اگر انصاف کا
کچہہ حظ اوٹھاؤ ٭ ذرا چشم بصیرت کو تو کہولو ٭ کوئی انصاف کا بہی لفظ بولو......
ہے دنیا چند روزہ یہہ بہی جانو ٭ تعصب چہوڑ دو للہ مانو ٭ غشاوہ تہا پڑا
آنکہون پہ اونکی ٭ عذاب سخت ہے شانون مین جنکے ٭ صحابہ کے بہت ہین
ایسے بدعت ٭ ہوئے ہین جنکے قائل اہلسنت ٭ یہان پر ہوتی ہے توضیح
اونکی ٭ نظر کر غور سے تصریح اونکی ٭ اکثر بدعات جناب خلافت مآب کے
علامہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ خلفا مین بیان کئے ہین یہ علامہ مشاہیر
علمائی اہلسنت سے ہین ثقات محدثین سے انکو جانتے ہین بلکہ نوین صدی مین
اپنے دین کا مجدد اور درست کرنیوالا مانتے ہین اور شاہ عبد العزیز دہلوی
صاحب تحفہ بہی رسالہ اصول حدیث مین انکو مستند اور حافظ اپنے وقت کا
بتاتے ہین نہایت جلالت اور عظمت انکی بیان فرماتے ہین کہتے ہین تصنیف
انہین آفاق معمور وقت و مشہور ہین اسانید انکی جہان مین قریب و دور ہین
تاریخ مذکور مین بیچ فصل اولیات عمر کے بدعات کو گناتے ہین اوسمین چند کا
ہم بہی ترجمہ کرکے اس مقام پر لاتے ہین عسکری نے بیان کیا ہے
کہ اس شخص نے پہلی ہے پہلی اپنا نام امیر المومنین رکہا اور اول اسی شخص نے
ماہ رمضان کے قیام کو سنت کیا - اوّل اونہون نے شراب کے پینے پر

اسی کو رکھا جاری ہے۔ انہوں نے پہلے متعہ کو حرام کیا۔ اول اس شخص نے
لوگوں کو نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر جمع کیا۔ یہ اول وہ شخص ہے
جنہوں نے میراث میں مسئلہ عول جاری کیا وغیر ذلک اور اگرچہ یہ کافی ہے
بلکہ علامہ سیوطی نے تو بہت لکھا ہے اور بہتیرے اوسمیں سے چند کو بیان کیا ہے
لیکن اگر بنا بر مزید تحقیق و غور و تدقیق کسی صاحب کو اسے زیادہ اثبات کی
حاجت ہو تو اوسکو گو کہ ہم ان ورقوں میں پورا تفصیل رقم نہیں کر سکتے
مگر ہاں بیان شافی اور کلام کافی مختصرا بدیہ ناظرین باطلیاب خالصا عن الاطناب
کرتے ہیں ہے۔ اور جانتے ہیں کہ من لا یکفیہ القلیل لا یکفیہ الکثیر۔ میں اول
اوس بدعت کو جناب ابن خطاب سے پیرائے خلافت و مسند نشین
امامت کے بیان کرتا ہوں جو آج تک مابین دیار و امصار بغایت اشتہار
جاری اور معمول بہ ہے یعنے نماز تراویح جو ماہ رمضان میں شب کو بیس
رکعتیں پڑہی جاتی ہیں یہ جماعت مختص اختراع صاحب کرو فر اور بابدع
جناب عمر کا ہے کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ یہ سنت نمازیں رات کو
رمضان کے پڑہا کرتے تھے اور تین روز تک جماعت سے بھی پڑہا ہے
اسیوقت سے یہ شایع ہے چنانچہ مولوی شیخ عبد العزیز دہلوی نے
تحفہ کے باب مطاعن میں زیر طعن ہم اسکو لکھا ہے مگر جب اس مسئلہ کی
تحقیق و تنقید کیجاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ معاملہ کچھ اور ہی ہے کتب معتبرہ سے
ثابت ہے کہ نہ تو حضرت کے زمانہ میں یہ تھے اور نہ خلافت جناب ابو بکر
میں اور نہ تھوڑے عرصہ تک خلافت حضرت عمر میں بھی لیکن بعد میں
تو حسب خواہش خاطر فیض ماثر تراویح کو مروج فرمایا اور بہہ طرف یہ ہے

کہ بار ہا اپنے ہی زبانسے اسکو بدعت حسنہ بتلایا جناب رسول مقبول کے
جانب اس نماز کے نسبت دینا دعوی ثانی ہے فی الحقیقت اختراع جناب
خلیفہ ثانی سے ہے صحیح بخاری مین کہ جو اہلسنت کے نزدیک بعد کتاب
جناب باری سب سے اور جسکا درس وتدریس برابر جاری ہے صحاح ستہ مین
وہ افضل ہے اور مابین کتب حدیث اشہر باب فضل من قام رمضان
من کتاب الصوم مین ابوہریرہ سے مذکور ہے یہان مخصلا ترجمہ مسطور ہے
کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ ماہ رمضان مین از روے
ایمان واحتساب قیام کریگا اوسکے گذشتہ گناہ بخشے جاینگے ابن شہاب
سے کہتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور یہہ معاملہ
ایسا ہی رہا اور خلافت ابی بکر مین بھی ایسا ہی تہا اور اوائل اول عمر کے
بھی خلافت مین یون ہی تہا انتہی اور صحیح مسلم جو اخت صحیح بخاری سے ہے
اور بعض کے نزدیک اوس سے بھی زیادہ ہے جیسا کہ تدریب سیوطی مین ہے
اوسمین بھی اسی مضمون کے باب الترغیب فی قیام رمضان من کتاب
الصلوۃ مین مسطور ہے کہ شیخ الاسلام محی الدین نووی نے جسکے نسبت
یافعی نے وقایع [illegible] ہجری مین فقیہ امام شیخ الاسلام مفتی الانام
متقن محقق مدقق نجیب حبر مفید ولی کبیر صاحب محاسن عدیدہ وسیرہ
حمیدہ وتصانیف مفیدہ اور بہت سے تعریف لکہے ہین منہاج شرح صحیح
مسلم مین اوسمقام پر جہان صحیح مسلم مین ہے لکہا ہے جسکا محصل ہم بیان
کرتے ہین کہ بعد وفات رسول مقبول تا حین خلافت ابوبکر وشروع خلافت
عمر ایسا ہی رہا یعنی ہر شخص ماہ رمضان مین اپنے گہر تنہا نماز پڑہتا رہا

جب تک شروع زمانہ خلافت عمر کا گذرا پھر عمر نے لوگونکو ابی بن کعب کے ساتھ
جمع کیا اور اوسنے انکی جماعت کرای اور پھر ہمیشہ کے لئے جماعت ہو گئے
انتہے یہ روایت اسپر دلالت صریح رکہتی ہے کہ عہد جناب رسالت مآب
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عہد ابی بکر اور صدر خلافت عمر مین ماہ صیام کے
قیام مین جماعت نہ ہوئی بلکہ ہر شخص اپنے گہر مین تنہا نماز پڑہ لیتا تھا اور بعد انکے
خلافت مآب نے مقرر فرمایا لیکن وہ تعدد بار وجو کیا جاتا ہے کہ حضرت رسول
مقبول نے بھی یہ نماز بجماعت پڑہی سو اسکے دفع مین ملا علی قاری جنکے
مدائح ارباب حدیث اہلسنت پر مخفی نہین ہے شرح موطا مین جواب شافی دیتے ہین
اور یہ شرح بحوالہ خاتم المحدثین شاہ عبد العزیز دہلوی معتمد و مستند ہے
چنانچہ بستان المحدثین مین شاہ صاحب ذکر نسخہ موطای محمد بن الحسن مین
فرماتی ہین واین نسخہ موطا را ملا علی قاری از متاخرین شرح کردہ اند وہو
مروج ومشہور فی ہذہ الدیار انتہے ملا علی قاری باب قیام رمضان مین لکہتے ہین
جسکا حاصل یہ ہے کہ حضرت نے وفات پائی اور تراویح مین جماعت نہوئے
اور اسکو حافظ ابن حجر نے کہا ہے اور بعد اوسکے زمان خلافت ابی بکر
وصدر خلافت عمر مین ہمیشہ ایسا ہی رہا یعنے ہر شخص ماہ رمضان مین اپنے گہر
تنہا نماز پڑہ لیتا تہا جبکہ زمانہ شروع خلافت عمر کا گذر گیا تو انہون نے
اسمین جماعت کرائے اور یہ جو ابن وہب نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے
کہ رسول اللہ صلعم اوسوقت باہر تشریف لائے جب ماہ رمضان مین لوگ
مسجد مین نماز پڑہ رہتے تہے اور کہا کہ یہ کیا ہے کہا گیا کہ لوگ ابی بن کعب کے
ساتھ نماز پڑہتے ہین تو حضرت نے جواب دیا کہ انہون نے بہت اچہا کیا

اور اسکو عبد البر نے ذکر کیا ہے راوی اسمین مسلم بن خالد ہے اور وہ ضعیف ہے
اور حفاظ اسپر متفق ہیں اور یہ امر ہے کہ عمرو وہ شخص ہے جسنے لوگونکے جماعت ابی بن کعب سے
کرائی ابن حجر نے اسکو لکہا ہے اور سیوطی نے اسکا ذکر کیا ہے انتہی پس
روایت بالا سے کالشمس فی رابعة النہار باعتراف محقق عالی وقار ظاہر
و باہر ہے کہ وہب کی روایت جو ابوہریرہ سے متضمن وقوع جماعت تراویح
و مقدوح و قبیح ہے اور راوی اسکا ضعیف ہے لہذا یہ قول ضعیف ہے
اور نہ معلوم کہ بیس رکعتین کہا سے آگئین حالانکہ جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گیارہ رکعت سے زیادہ رمضان اور غیر
رمضان مین حسب روایت عائشہ صدیقہ جو کہ صحیح بخاری کے باب فضل
من قام من کتاب الصوم مین ہے نہین پڑہین اور صحیح مسلم مین ہے
باسانید کثیرہ یہ روایت ماثور ہے کہ ابوسلمة بن عبد الرحمن نے عائشہ سے
سوال کیا کہ تہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماہ رمضان مین کیا نماز
جواب دیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت سے رمضان وغیر رمضان مین
زیادہ نہین پڑہتے تہے انتہے اور اگر خوب تصریح اسکے منظور ہے تو مین
قسطلانی کے عبارت کا خلاصہ جو ارشاد الساری مین لکہی ہے بیان کرتا ہون
اوّل تو قسطلانی نے روایت عائشہ لکہی ہے یعنے حضرت صلعم رمضان
اور غیر رمضان مین گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑہتے تہے بعد اسکے
کہا ہے کہ ابن ابی شیبہ نے جو ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت
رسول اللہ صلعم ماہ رمضان مین بیس رکعتین اور وتر پڑہتے تہے پس اوسکے
سند ضعیف ہے اور یہ حدیث عائشہ کے مخالف اور معارض ہے

اور وہ صحیحین مین ہے اور بہ عائشہ حضرت کا حال شب کا بہ نسبت اورونکے بہت
جانتی تہین تیسرے یہ روایت پر افادت بصدائے بلند اعفرہ زن ہے کہ روایت
حضرت کے بیس رکعت اور وتر پڑہنے کی ضعیف الاسناد اور مخالف حدیث
حضرت عائشہ صاحب صدق وسداد ہے اور بوجہ عائشہ صدیقہ کے اعلم
ہونیکے اس معاملہ مین کسے صورت سے سماعت اس روایت کی نہین ہوسکتے
اور اعلمیت سے صدیقہ کے ظاہر ہے کہ اگر روایت ابن ابوشیبہ کی ضعیف ہے
نہوتے تو بہی حضرت عائشہ کی روایت پر ترجیح نہ پاتے۔ علاوہ برآن خود
جناب مستطاب عمر بن الخطاب کا اقرار واعتراف نماز تراویح کی بدعت ہونے پر
ثابت اور متحقق ہے اور جب کہ یہ ثابت ہوجاوے تو کچہہ ضرورت کسی روایت
اور کسی حدیث کے استدلال کے نہین ہے صحیح بخاری مین جسپر عمل کرنیکے
لئے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موافق تصریح شاہ ولی اللہ صاحب
دہلوی کے رسالہ درثمین فے مبشرات النبی الامین مین اجازت دے ہی باب
فضل من قام رمضان من کتاب الصیام مین ایک حدیث مذکور ہے جسکا
خلاصہ درج تحریر ہے کہ عبد الرحمن بن عبد القاری کہتے ہین مین ایک
راتکو رمضان کے عمر بن الخطاب کے ساتھہ مسجد مین آیا دیکھا کہ لوگ علحدہ علحدہ
متفرق نماز پڑہتے تہے عمر نے کہا کہ اگر یہ سب ایک قاری پر جماعت کرین
تو اچہا ہوگا پہر اسکا عزم کیا اور اونکی جماعت ابی بن کعب سے کرا دی پہر
مین عمر کے ساتھہ دوسری رات آیا اور لوگ اپنے قاری کے ساتھہ
نماز پڑہ رہے تھے عمر نے کہا کہ نعم البدعة ہذہ کیا اچہی بدعت ہے یہہ الخ
[illegible] ماننے سے [illegible] اس مقام پر لکہا ہے

کرا وسکو بدعت اسوجہ سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو
لوگون پر سنت نہین کیا تھا اور نہ یہ ابوبکر کے زمانہ مین تہے انتہے اور امام
محی السنہ بغوی جنکو جناب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رسالہ اصول حدیث
مین جملہ شارح و موجہین احادیث اپنی سے پسندیدہ اور برگزیدہ اور محل اعتماد
بتاتے ہین اور اوسکی کتاب شرح السنہ کے نسبت لکھتے ہین کہ خصوصاً شرح
السنہ بغوی در فقہ حدیث و توجیہ مشکلات کافی و شافی آنست و گویا شرح
مفاتیح و مشکوۃ ازان کتاب حاصل است انتہے اپنی اوسی کتاب شرح السنہ مین
بعد ذکر حدیث عمر کے لکھتے ہین کہ اسکے قول نعمت البدعۃ ہذہ مین یعنے یہ کیا
اچھی بدعت ہے اسکو اسوجہ سے بدعت بتایا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے
لوگون پر اسکو سنت نہین کیا تھا اور نہ یہ زمانہ ابوبکر مین تھے انتہے عاقل نقاد و
تارک تعصب و لداد و سالک مسلک رشاد پر محتجب نرہا ہوگا کہ جو حضرات
اہلسنت کے اس بارہ مین دعوی تھے اونکی قلع و قمع بروایات صریحہ
و احادیث صحیحہ ہوگئی گرم تر روایت اقرار بدعت نماز تراویح جناب خلیفہ ثانی جناب
سے محل تامل و غور ہے کہ جناب بانی مبانی نماز رمضانی خلیفہ ثانی تو خود
باقرار لسانی اوسکو بدعت اور خلاف فعل محبوب سبحانی فرماوین اور مشاہیر
محققین اور عمائد محدثین بہی اونکے اعتراف کے موافق روایتین معرض بیان
مین لاوین لیکن حضرت شاہ صاحب مولف تحفہ و مترجم صواعق کا سلسلہ
اسمین توجیہ رکیک اور تاویل ضعیف درمیان لاکر بہ جرات و جسارت
تحریر کرین کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا تین شب رمضان مین جماعت تراویح
کیواہ ادا فرمانا جمیع کتب حدیث اہلسنت مین بشہرت و تواتر ثابت ہوا ہے

سبحان اللہ۔ رسالہ اصول حدیث مین تو امام محی السنہ کی یہ توصیف
و تعریف اور اتنا اعتماد و اعتبار اور یہان اتنا بے وقعت و بے مقدار
فاعتبر وا یا اولی الابصار۔ اور سوا اسکے معلوم نہین کہ صحیح بخاری اور
صحیح مسلم اور شرح موطا ملا علے قاری اور ارشاد الساری قسطلانی اور
شرح صحیح بخاری کرمانی اور تاریخ الخلفا علامہ سیوطی و شرح السنہ
امام محی السنہ بغوی کس فرقہ کی کتابین ہین اور خدا جانے کتب مصنفہ شاہ صاحب
مین کتنے ان محدثون اور مصنفون کے توصیف و تعریف بھری ہے
الحق حب الشی یعمی و یصم سے محبت شے کی کر دیتی ہے اندھا۔ خلافت مآبکا
اقرار بدعت اور شاہصاحب وغیرہ کا اس سے بری کرنا عجیب تماشا ہے
مرحبا۔ جزاک اللہ۔ مدعی سست گواہ چست۔ ولکن قد حصحص الحق
ولاح وظہر و باح و اتضح غایۃ الاتضاح ان الخلیفۃ الثانی ابتدع
القیام الرمضانی باقرار لسانہ و ابراز بیانہ مع اٰت رسول اللہ الخمار
منعہم من الجماعۃ نہایۃ الاظہار کما صح فی الاخبار فعلیک
ایہا الناظر المتین ذا الفکر الرصین بسلوک مسلک الانصاف و ضد ذریق
الاعتساف والان تحاشینا الاملال ورمنا الاختصار فاقتصرنا علی نبذ
الاخبار وہی کافیۃ لاولی الشعور۔ ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما
لہ من نور۔ دوسری بدعت حضرت خلیفہ ثانی کے یہ ہے کہ دو متعہ
عورتون اور حج کے جو زمانہ رسول خدا صلوات اللہ علیہ وآلہ اور عہد خلافت
ابی بکر مین جاری تھے خود حرام فرمائے اور کلام ربانی اور احادیث محبوب
سبحانی سے پرکھہ خیال نکیا قرآن مین آیہ فما استمتعتم بہ منہن اجورہن فریضۃ

صریح موجود ہے کہ متعہ جائز و روا ہے اقتفا میں محدثین اہلسنت سے
گواہی دی ہے کہ متعہ زمان پیغمبر و خلافت ابی بکر میں برابر جاری رہا اور
خاص خلیفہ ثانی نے اسسے منع کردیا لیکن اگر بنا بر توثیق و تحقیق روایات
مستندین اور اقوال معتمدین کے حاجت ہو تو یہی کلام علامہ سیوطی کا
جو مذکور ہوا بس جانتی ہیں کہ اول خلیفہ عمر نے متعہ کو حرام کیا زیادہ تفصیل سے
معذور ہیں لیکن اسپر اکتفا کرنے سے بھی مجبور ہیں کیونکہ بحث طوالت
چاہتا ہے لہذا کچھہ تھوڑا سا بسیط دیگر مرویات کتب معتمدہ و رسائل
مستندہ سے اسکو بیان کرتے ہیں اس تحریر سے ظاہر ہو جاوی گا
کہ کیسے کیسے صحابہ جلیل القدر اور کیسے کیسے تابعین وغیرہم برابر متعہ کرتے تھے
انہیں روایات میں یہ بھی تصریح ہو جائیگی کہ خود حضرت ثانی نے اپنے
رائے سے اسکو حرام ٹھہرایا اور اگر زیادہ تحقیق منظور ہو تو کتب علما اعلام
شیعہ شکر سعیہم رب البریہ مثل ضربت حیدریہ و شعلہ ظفریہ و تشئید المطاعن
وغیرہا کے جو ان مباحث میں نہایت مسکت خصم ہیں ملاحظہ فرماویں
اور در مقصود و دامن مراد میں لاویں پہلی دلیل یہ ہے کہ صحیح مسلم
کے باب نکاح متعہ میں کتاب نکاح سے صفحہ ۴۵۱ پر یہ روایت لکھی ہے
حدثنا حسن الحلوانی قال نا عبد الرزاق قال نا ابن جریح قال قال عطاء
قدم جابر بن عبد اللہ معتمراً فجئناہ فی منزلہ فسالہ القوم عن اشیاء ثم
ذکروا المتعۃ فقال نعم استمتعنا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وابی بکر وعمر مطلب اسکا یہ ہے کہ عطا وغیرہ نے جابر بن عبد اللہ سے
اسکے منزل میں آکر چند چیزوں کا سوال کیا اور بعد اسکے متعہ کا ذکر آگیا

پس جابر نے کہا کہ ہان ہم نے عہد رسول اللہ اور ابی بکر و عمر مین متعہ کیا اور اس روایت سے ظاہر ہے کہ جابر اور اور لوگون سے حضرت کے وقت اور ابی بکر و عمر کے خلافت مین برابر متعہ کیا اگر متعہ حرام تہا تو عیاذاً باللہ ایسے صحابہ کرام کیون عمر تکب زنا و حرام ہوئے ہے چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ؛ دوسرے دلیل اوسے کتاب صحیح مسلم مین اوسی مقام و صفحہ پر یہ ہے کہ حدثنی محمد بن رافع قال نا عبد الرزاق قال نا ابن جریج قال اخبرنے ابو الزبیر قال سمعت جابر بن عبد اللہ یقول کنا نستمتع بالقبضتہ من التمر و الدقیق الایام علے عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و ابی بکر حتی نہی عنہ عمر فے شان عمرو بن حریث حاصل اسکا یہ ہے کہ ابو زبیر کہتے ہین مین نے جابر بن عبد اللہ کو کہتے سنا ہے کہ ہم ایک مٹہی چہواری آور آٹے سے زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و ابی بکر مین عورتون سے متعہ کرتے تہے حتی کہ عمر نے شان عمرو بن حریث مین منع کر دیا انتہے اور اسسے واضح ہے کہ اسکا اجرا برابر ہر عہد مین رہا اور جابر بن عبد اللہ صحابی جلیل القدر اور اکابر و اعاظم صحابہ سے ہین اور جابر کا اطلاع دینا لوگون کو اپنے فعل سے اور پہر نہی ہونے اوسکے رسول مقبول سے صاف اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ صرف نہی عمری متعہ کو ناجائز نہین کر سکتے بلکہ نہی خدا و رسول پر موقوف ہے اور اوسکا حال خود اوسنے اپنے فعل سے بیان کیا ہے تیسری دلیل کنز العمال مین صفحہ ۲۳۵ پر ترجمہ متعہ مین کتاب النکاح کے حرف نون کے قسم افعال سے یہ لکہی ہوئی ہے عن جابر قال کنا نستمتع بالقبضتہ من التمر و الدقیق علے عہد النبی صلے اللہ علیہ وسلم و ابی بکر حتی نہی عمر الناس و کنا نغتد من المستمتع منہن بحیضتہ

عب اور اسکا بھی وہی حاصل ہے کہ ہمارے نبی خود اپنا او۔ اور لوگوں کا متعہ کرنا عہد نبی صلے اللہ علیہ وسلم و ابی بکر مین بیان کیا اور کتاب کنز العمال تالیف شیخ علی متقی کی ہے جسمین اوسنے جمع الجوامع سیوطی کے تبویب کی ہے اسکے نسبت مولوی غلام علی آزاد بلگرامی سبحۃ المرجان میں یون لکھتے ہین کہ وہ شیخ علی متقی اعاظم اولیاء و اکابر اتقیا ہے سے چوتھی دلیل کنز العمال

صفحہ ۳۴۴ پر نشان سابق سے یہ مسطور ہے عن جابر قال تمتعنا متعۃ الحج ومتعۃ النساء علی عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلما کان عمر نہانا فانتہینا

ابن جریر یعنے جابر کہتے ہین کہ ہم عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین تمتع حج و متعہ نسا کرتے تھے لیکن جب عمر نے منع کیا تو باز آئے پانچوین دلیل کنز العمال صفحہ ۳۴۵ پر اوسے پتہ سے اس مضمون کے لکھی ہے کہ جابر سے متعہ کا سوال کیا گیا اوسنے جواب دیا کہ ہم نے زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر مین متعہ کیا پھر عمر نے اوسے منع کر دیا ان روایتون اور اور روایتون صحیح مسلم و کنز العمال و صحیح بخاری و جامع ابن اثیر وغیرہا کے حکایت لائے ہے کہ جابر بن عبد اللہ جو اجلہ صحابہ سے تھے بیان کرتے تھے کہ ہم نے اور اور لوگون نے عہد رسالت مآب اور ابو بکر مین متعہ کیا اور معلوم ہے کہ صحابہ کے فعل سے خبر اہلسنت کے نزدیک اوس حدیث کے مرفوع ہونے پر دلالت کرتی ہے اور اوسکے خبر درست ہو گی کیونکہ وہ حضرت کے زمانہ مین تھا لیکن بیان اسکا کہ خبر دینا صحابی کا فعل صحابہ سے حکم حدیث مرفوع مین ہے پس اکثر کتب معتمدہ اہلسنت مین درج ہے از انجملہ ابن حجر جسکے توصیف مین علامہ سیوطی کتاب حسن المحاضرہ فی اخبار مصر و القاہرہ مین

ان الفاظ سے مطلب الاسان یہ ہے کہ قاضی القضاۃ ابن حجر امام الحفاظ
زمانہ کا تھا اور جمیع فنون میں متقدم ہوا اسکے وقت میں کوئی حافظ سوای
ایسا نہ تھا بہت سی کتابین اسکی تصنیف ہین انہین سے نخبۃ اور اوسکے
شرح وغیرہ ہین انتہے اپنی کتاب نخبۃ الفکر مین کہتے ہین کہ مثال مرفوع
تقریرسے حکمًا یہ ہے کہ کوئی صحابی خبر دی کہ وہ زمانہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
مین ایسا کرتے تھے پس اسکو حکم رفع کا ہے اس جہت سے کہ ظاہر یہ ہے
کہ اسپر حضرت نے اطلاع دی ہوگے۔ اور کتاب مواہب لدنیہ کی مقام
اباحت لحوم خیل مین بھی ابن حجر کے فتح الباری سے نقل کرکے بیان کیا ہے
کہ الراجح ان الصحابی اذا قال کنا نفعل کذا علے عہد رسول اللہ کان لہ
حکم الرفع لان الظاہر اطلاعہ صلے اللہ علیہ وسلم علے ذلک وتقریرہ حاصل
یہ کہ مذہب راجح یہ ہے کہ کوئی صحابی جسوقت کہے کہ ہم عہد رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم مین فلان چیز کو کرتے تھے اوسکو حکم رفع کا ہے یعنے وہ حدیث
مرفوع ہوویگی کیونکہ ظاہر اطلاع حضرت کی ہے اس فعل پر اور مقرر کرنا
آنحضرت کا اس فعل کو انتہے اور محمد بن امام بالکامیۃ نے بھی شرح منہاج
الوصول کے فصل ثالث مانحن صدقہ وہو خبر العدل الواحد مین باب ثانی
اخبار سے صفحہ ۵۶ پر اسی مضمون کو بیان کیا ہے چھٹی دلیل یہہ ہے
کہ سوائی جابر بن عبد اللہ صحابی کے ابوسعید خدری اور دیگر صحابہ نے
بھی یہی روایت کی ہے چنانچہ کنز العمال ملا علے متقی مین صفحہ ۳۴۵ پر
نشان سابق سے یہہ تحریر ہے عن ابی سعید قال کنا نتمتع علے عہد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالثوب ابن جریر اور اس سے ثابت ہے

کہ ابوسعید خدری و دیگر صحابہ عہد حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
مین متعہ کرتے تھے اور دوسری روایت بھی ملا علے متقی نے اسی
مضمون کے لکھی ہے اور ابھی ثابت ہوچکا ہے کہ خبر بنیاد صحابی کا فعل
صحابہ سے دلیل صحت کی ہے پس متعہ کا مشروع ہونا درست رہیگا اور نہی
عمری اوسمین کچھہ اثر نہ کر سکے گی ساتوین دلیل یہہ ہے جو ملا علی متقی نے
کنز العمال مین نشان سابق پر لکھی ہے اور ۲۳۵ صفحہ پر مسطور ہے عن
ابن مسعود قال کنا نغزو مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقلنا یا رسول
اللہ الا نختصے فنہانا و رخص لنا ان نستمتع احدنا بالمراۃ بالثوب الی اجل ابن جریر
اس روایت کو ائمہ اعلام و مشائخ فخام سنیہ نے نقل کیا ہے اور نہایت صحیح
و ثابت ہے شیخین نے بھی اسکو صحیحین مین ذکر کیا ہے اور اس سے دلالت
صریحہ ہے کہ ابن مسعود نے صرف جائز کرنا متعہ کا جناب رسالتمآب سے
نقل کیا اور ناسخ کا مطلق ذکر نہین کیا اور جلالت ابن مسعود کے نزد
اہلسنت بغایت ہے اصحاب عدول سے گنتی مین احتیاج بیان کے نہین
ابن مسعود کے نزدیک متعہ کے جائز ہونیکی روایت نووی نے منہاج شرح
صحیح مسلم مین بھی باب النکاح متعہ مین کتاب نکاح سے لکھی ہے۔ اور ملا یعقوب
لاہوری نے خیر جاری اور طیبی نے شرح مشکوۃ اور قسطلانی نے ارشاد
الساری مین لکھا ہے کہ ابن مسعود قائل جواز متعہ کا تھا آٹھوین دلیل یہہ ہے
کہ خود خلیفہ ثانی نے وقت تحریم بیان کیا کہ دو متعہ جو عہد رسول مقبول مین تھے
مین اونسے نہی کرتا ہون چنانچہ کنز العمال ملا علے متقی مین مسطور ہے عن
ابی قلابہ ان عمر قال متعتان کانتا علے عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

وانا انہی عنہما واضرب علیہما ابن جریر کیطرح اور پھر اوسی کنز العمال مین یہہ ہے عن عمر قال متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہی عنہما واعاقب علیہما متعۃ النساء ومتعۃ الحج ابن صالح کاتب اللیث فی نسخۃ والطحاوی سے اور احکام القرآن تصنیف ابوبکر علی بن احمد جصاص رازی مین مذکور ہے قال عمر رضی اللہ عنہ متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ انا انہی عنہما واضرب علیہما متعۃ الحج ومتعۃ النساء اور شمس الائمہ محمد بن احمد بن ابی سہیل سرخسی جو اکابر ائمہ حنفیہ سے ہے اور حمادا ور مناقب اوسکے جواہر مضیۂ عبد القادر وغیرہ مین مذکور ہین کتاب مبسوط کے ذکر متعہ حج مین کہتے ہین وقد صح ان عمر رضی اللہ عنہ نہی الناس عن المتعۃ فقال متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا انہی عنہما متعۃ النساء ومتعۃ الحج ان سب روایات کا حاصل یہ ہے کہ جناب عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ دو متعہ نساء و حج کے جو زمانہ رسول اللہ مین تہے مین اونسے نہی کرتا ہون اور جو کوئی ایسا کریگا اوسپر عقاب کرونگا۔ کیا خوب انصاف کی حیثیت علمائے اہلسنت سے ابن قیم نے زاد المعاد کے فصول غزوۃ الفتح سے ایک فصل مین لکہا ہے کہ وایضا فلو صح لم یقل عمر انہا کانت علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا انہی عنہما واعاقب عنہا بل کان یقول انہ صلی اللہ علیہ وسلم حرمہا ونہی عنہا یعنے اگر یہ امر صحیح ہو تو عمر یہ نہ کہتے کہ متعہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ہوتا تہا اور مین اوسے منع کرتا ہون اور عقاب دونگا بلکہ یہ کہتے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو حرام کیا ہے اور اوسکی نہی کی ہے اور الحمد للہ رب العالمین کہ حق ظاہر ہوا اور مدعا ثابت ہوگیا بدلیل قاطع اور برہان ساطع اور حجت قطعیہ بینہ

یقینیہ جواز متعہ پر ارشاد با سداد جناب امیر المومنین علیہ السلام کا ہے حضرت نے
فرمایا کہ اگر عمر متعہ کو منع نہ کرتا تو کوئی زنا نکرتا مگر شقی اس روایت کو بتفاوت
یسیر اعلام حذاق و مشاہیر آفاق و ائمہ محدثین و اقاتم منتقدین دارکان
دین اہلسنت نے مثل عبد الرزاق و ابو داؤد جو ارباب صحاح ستہ سے ہین
اور ابن جریر طبری اور ثعلبی اور فخر رازی اور نیشاپوری اور سیوطی اور ملا علی
متقی وغیرہ کے بیان کیا ہے دو ایک روایتین مین بہی بیان کرتا ہون ملا علی
متقی نے کنز العمال مین کتاب النکاح کے حرف نون مین لکہا ہے عن علی قال

لولا ما سبق من رائے عمر بن الخطاب لامرت بالمتعۃ ثم ما زنی الا شقی عب

ای رواہ عبد الرزاق فی جامعہ وابی ابو داؤد فی ناسخہ وابن جریر یعنے
جناب امیر سے ہے کہ فرمایا اگر وہ چیز نہ سبقت کرتی جو رائے عمر بن خطاب سے
ہوئی تو مین البتہ متعہ کا حکم کرتا اور پہر کوئی زنا نکرتا مگر شقی اسنے ہے دیکہنا چاہیے
کہ جناب امیر فرماتے ہین عمر نے اپنی رائے سے متعہ کو حرام کیا اور حضرت کی
یہ رائے ہہی کہ متعہ کا حکم فرماتے تاکہ لوگ فعل زنا اور ارتکاب حرام سے محفوظ رہین
رہتے حدیث الحق مع علی و علی مع الحق مشہور ہے انا مدینۃ العلم و علی بابہا بہی
ماثور ہے کلام امیر انا قرآن ناطق و ہذا قرآن صامت مین کسکو کلام ہے
اونکی اطاعت مین کونسا شک کا موقع اور ریب کا مقام ہے علامہ سیوطی ہے
جو کہ نوین صدی مین درست کرنیوالے گنے جاتے ہین جیسا کہ فتح المتعال مین ہے
تفسیر در منثور مین اسی روایت کو فرماتے ہین اور تفسیر در منثور کے نسبت جناب
شاہ عبد العزیز صاحب نے بہی رسالہ اصول حدیث مین تصریح فرمائی ہے
کہ یہ تفسیر جامع تفاسیر مشہورہ کی ہے اوسمین لکہا ہے کہ اخرج عبد الرزاق

و ابو داؤد فی ناسخہ و ابن جریر عن الحکم انہ سئل عن ہذہ الایۃ منسوخۃ قال
لا و قال علی لولا ان عمر نہی عن المتعۃ ما زنی الا شقی یعنے اس آیت سے
سوال کیا گیا کہ منسوخ ہے یا نہیں کہا نہیں اور جناب علی نے فرمایا ہے کہ
اگر متعہ کی نہی عمر نکرتا تو کوئی زنا نہ کرتا مگر شقی انتہے تفسیر ثعلبی اور تفسیر کبیر فخر الدین
رازی مین بہی روایت ہے بخوف تطویل قلم انداز ہوئی جسکو تحقیق منظور ہو
وہ تشئید المطاعن ملاحظہ کرے - دسوین دلیل یہ ہے کہ امام مالک بہے
خود جواز متعہ کے قائل ہوگئے چنانچہ برہان الدین علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل
فرغانی نے ہدایہ مین لکہا ہے و نکاح المتعۃ باطل وہو ان یقول لامراۃ اتمتع
بک کذا مدۃ بکذا من المال و قال مالک رحمہ اللہ ہو جائز لانہ کان مباحا
فیبقی الی ان یظہر ناسخہ یعنے نکاح متعہ باطل ہے اور وہ یہہ ہے کہ عورت سے
کہے مین تجہہ سے اتنی مدت کے لئے اتنی مال پر متعہ کرتا ہون اور امام مالک
رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ جائز ہے کیونکہ وہ مباح تہا پس باقی رہیگا جبتک
کوئی منسوخ کرنیوالا ظاہر ہو انتہی اور قول مالک باباحت جواز متعہ فتاوا سے
قاضی خان اور محیط رضی الدین محمد بن محمد سرخسے اور کنز الدقائق ابو البرکات
نسفے اور شرح کنز الدقائق فخر الدین ابو محمد عثمان بن علی بن محجن زیلعی اور
شرح کنز الدقائق ابو محمد محمود بن احمد عینی و سراج وہاج شرح مختصر قدوری
و حدائق الازہار شرح مشارق الانوار وجیہ الدین عمر بن عبد المحسن الارز
نجانی مین موجود ہے تفصیل و تشریح اسکے مصنفات علماے اعلام مثل
استقصاء الافحام و تشئید المطاعن و تقلیب المکائد و بارقہ ضیغمیہ و ضربت
حیدریہ و شعلہ ظفریہ مین موجود ہے تلک عشرۃ کاملۃ والحمد للہ

رب العالمین علے ما اجری الحق علے السنۃ المخالفین ونعم ما قیل سے عدو شود
سبب خیر گر خدا خواہد خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است ۔ تیسری بدعت
حضرت موصوف کے یہ ہے کہ حی علے خیر العمل کو جو اذان کا ایک جزء ہے
جناب نے نہایت دلیری اور غایت جرأت سے نکلوا دیا اور اس امر کے
بابت اہلسنت کسیطرح سے انکار نہین کر سکتے اور کیونکر کچھ کہہ سکین جب علماء
معتمدین و ائمہ دین حضرات متسنین نے صاف صاف لکھدیا کہ یہ فعل حضرت
خلیفہ ثانی سے سرزد ہوا اگرچہ بعض علماء اس حرکت کے جواب مین سرگرم
ہوتے ہین لیکن کچھ ہو نہین سکتا کبھی تاویل رکیک اور توجیہ سخیف کو آگے
لاتے ہین کبھی معترف ہو کر اجتہاد خلیفہ کے حیلہ سے خاموش ہو جاتے ہین
شمس الدین محمود بن عبد الرحمن بن احمد اصفہانی تشئید القواعد مین مطاعن
عمر کے مقصد پنجم امامت مین کہتے ہین ومنہا انہ حرم المتعتین فانہ صعد المنبر
وقال ایہا الناس ثلث کن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا انہی
عنہن واحرمہن واعاقب علیہن وہی متعۃ النساء ومتعۃ الحج وحی علی خیر العمل
یعنے بعض مطاعن سے یہ ہے کہ اوسنے متعون کو حرام کیا کہ وہ منبر پر چڑھے
اور کہا کہ ایہا الناس تین چیزین عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین تہین
مین اونسے منع کرتا ہون اور حرام کرتا ہون اور اونکی وجہ سے عقاب کرونگا
اور وہ متعہ عورتون اور حج کا اور حی علے خیر العمل ہے اور جواب مین اس
طعن کے کہا ہے کہ انہ کان حرم المتعتین ومنع حی علے خیر العمل لانہ ظہر
عندہ التحریم لذلک بعد الجواز والمجتہد تابع لہ لما اوجبہ ظنہ یعنے اوسنے
متعون کو حرام اور حی علے خیر العمل کو منع اسوجہ سے کیا کہ اوسپر بعد جواز کے

وہ حکم جو حرام کرتا ظاہر ہوگیا تہا اور مجتہد اوس شئے کا تابع ہے جسکو اوسکا
ظن واجب کردے اور علاء الدین علی بن محمد قوشجی نے بہی شرح تجرید کے
مباحث عسکریین اسی مضمون کے روایت لکہی ہے اور علامہ تفتازانی نے
جنکے مناقب اور محامد بیان ہوئے شرح مقاصد مین کہتے ہین وقد کان
معتبر فالشرعیة المتعتین فے عہد النبی صلے اللہ علیہ وسلم ثم علے ما روے
عنہ انہ قال ثلث کن علے عہد النبی صلے اللہ علیہ وسلم انا انہی عنہن واحرمہن
وہی متعۃ الحج ومتعۃ النساء وحی علی خیر العمل یعنے خلیفہ ثانی اس
امر کے معترف ہے کہ رسول خدا کے وقت مین دونو متعہ مشروع تہے
کیونکہ اونسے مروی ہے کہ کہا تین چیزین عہد نبی مین تہین مین اونسے
منع کرتا ہون اور اونکو حرام کرتا ہون اور وہ متعہ حج اور متعہ النساء
اور حی علے خیر العمل ہین انتہے اور جواب مین سواے توجیہہ وتاویل کے
کوئی شئے نہین بیان کے اور چونکہ مقام تفصیل اور موقع تطویل نہین ہے
لہذا دو تین روایات پر اختصار ہوتا ہے جسے بوضوح ثابت ہوگا کہ حی
علے خیر العمل جزو اذان ہے اور جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ
واٰلہ وسلم کے وقت مین کہا جاتا تہا یہ بات توظاہر ہے کہ آنحضرت کے
عہد مین جناب بلال موذن تہے اور تتبع کتب احادیث وتفحص روایات سے
معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بلال اذان مین حی علے خیر العمل کہتے تہے
چنانچہ کنز العمال مین جسکے مدح اور اوسکے مصنف کے توثیق مبحث
متعہ مین گذری مسطور ہے عن بلال کان بلال یؤذن بالصبح
فیقول حی علے خیر العمل طب یعنے بلال سے منقول ہے کہ بلال صبح کو

اذان دیتے تھے اور حی علے خیر العمل کہتے تھے اسکو طبرانی نے روایت کیا ہے
انتہے اور غایہ شرح ہدایہ مین ابن حبان سے نقل کرکے لکھا ہے عن بلال رضی
اللہ عنہ انہ کان ینادی بالصبح فیقول حی علی خیر العمل یعنے بلال رضی اللہ عنہ سے
ہے کہ وہ صبح کو اذان دیا کرتے تھے اور حی علی خیر العمل کہتے تھے انتہی اور
غایہ شرح ہدایہ تصنیف احمد بن ابراہیم سروجی سے ہے جو نہایت ثقہ اور معتمد
و معتبر ہین ابن حجر عسقلانی نے درر کامنہ فی اعیان المائۃ الثامنہ مین انکی
بہت تعریف لکھی ہے اور علاوہ اسکے کہ خود موذن بلال اذان مین اسکو
کہتے تھے یہ بھی خوب ثابت ہے کہ جناب امام زین العابدین صلوات اللہ علیہ
و علے آبائہ الطاہرین اذان مین حی علی خیر العمل فرماتے تھے چنانچہ مصنف
ابوبکر بن ابی شیبہ مین مسطور ہے ثنا ابوبکر ثنا حاتم بن اسمٰعیل عن جعفر عن
ابیہ و مسلم بن ابی مریم ان علے بن الحسین کان یوذن فاذا بلغ حی علے الفلاح
قال حی علی خیر العمل و یقول ہو الاذان الاول محصل اسکا یہ ہے کہ جناب
امام زین العابدین علیہ السلام جب اذان کہتے تھے اور حی علی الفلاح
پر پہنچتے تھے تو حی علی خیر العمل زبان مبارک پر جاری فرماتے تھے اور
کہتے کہ یہ اذان اوّل ہے اور یہی روایت کافی و وافی ہے کہ یہ جزو اذان
ہے اور زمان رسالت مین ہو اجناب امام زین العابدین علیہ السلام کے نسبت
کسیکو کچھ شک نہین کیونکہ وہ حضرت بموجب حدیث ثقلین وغیرہ واجب
الاتباع تھے اسی روایت کو تلویح شرح صحیح بخاری مین لکھا ہے اور احمد
بن ابراہیم بن عبد الغنی الحنفی شمس الدین ابو العباس سروجی سے
کتاب الغایہ فی شرح الہدایہ مین بھی امام زین العابدین علیہ السلام سے

حی علے خیر العمل کے کہنے کو ترک کیا ہے باقی تفصیل کتب مبسوطہ سے ظاہر ہے من شاء الاطلاع علیہا فلیرجع الیہا۔ چوتھی بدعت حضرت ثانی کے اذان میں داخل کرنا الصلوۃ خیر من النوم کا ہے اور اسکے نسبت بھی کسی کے اہل سنت سے مجال نہیں ہے کہ انکار کرسکے نہایت معتمدین و معتبرین نے اس روایت کو نقل کیا ہے کہ خلیفہ ثانی نے اذان میں اسکے داخل کرنیکا حکم کیا از انجملہ موطای مالک ہے اول اوسکے مناقب علیہ اور محامد سنیہ سنی چاہئین اور بعد اسکے روایت ملاحظہ کرائی جاوے گی سب موثقین کو چھوڑکر جناب شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی عبارت بستان المحدثین مین فرمائی ہے ذکر کرتا ہون اور وہ یہہ ہے کہ ابو زرعہ رازی کہ رئیس محدثین است گفتہ است که اگر شخصی بطلاق زن خود سوگند خورد که انچه در موطا ہست بلاشبہ و شک صحیح است حانث نشود و این وثوق و اعتماد بر کتب دیگر نیست انتہے اور بعد اسکے اشعار سعدون شاعر کے جو موطا کے مدح اور ترغیب علم امام مالک مین ہین اشعار قاضی عیاض سے لکھے ہین اور بعد اسکے لکھا ہے باید دانست که موطارا از حضرت امام در زمان ایشان قریب ہزار کس شنیدہ و فرا گرفتہ و نسخ آن بسیار ست و از طبقات مردم فقہا و محدثین و صوفیہ و امراء و خلفاء بطریق تبرک از آن امام عالیمقام آنرا سند کردہ اند انتہے اور جناب شاہ ولی اللہ والد صاحب تحفہ فرماتے ہین کہ موطا اصل اور مادر صحیحین ہے ہزار آدمیون نے علماء عصر امام مالک سے اسی سے روایت کی ہے اور عدالت اور ضبط رجال اوسکا مجمع علیہ ہے بعد اسکے کہا ہے کہ صحیحین اگرچہ بسط و کثرت مین موطا سے دس حصے ہین لیکن طرق روایت اور تمیز رجال مین

بدعت رابع داخل
الصلوۃ خیر من
النوم در اذان

اور راہ اعتبار و استنباط کے موطا ہی سے سیکھے ہے اور سالم بن محمد نے
تیسیر الملک الجلیل شرح مختصر الشیخ خلیل مین ذکر مالک مین لکھا ہے
تالیفہ رحمہ اللہ کثیرۃ منہا کتاب الموطا الذی لم یسبق الی مثلہ ابن مہدی ما کتاب بعد کتاب
اللہ انفع للناس من الموطا ولا اصح بعد القران منہ الشافعی ما فی الارض کتاب
فی العلم اکثر صوابا من کتاب مالک وفی روایۃ افضل منہ احمد بن حنبل
ما احسنہ لمن تدین بہ وقد کثر مدح العلماء لہ نثرا ونظما واعتنا وہم بہ شرحا وکلاما
علی الرجال اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب موطا سے بڑھ کر
اور نفع والی سوائے قرآن کے کوئی کتاب نہین ہے اور نہ بعد کلام اللہ کے
کوئی اسسے زیادہ صحیح ہے پس اسی کتاب کے بیان ماجار فی الصلوۃ مین
لکھا ہے مالک انہ بلغہ ان الموذن جاء عمر بن خطاب یو دنہ بصلوۃ الصبح فوجدہ
نائما فقال الصلوۃ خیر من النوم یا امیر المومنین فامرہ ان یجعلہا فی ندار الصبح
یعنے مالک سے یہ معلوم ہوا ہے کہ موذن عمر بن خطاب کے پاس نماز صبح کے
خبر دینے گیا اور اونکو سوتا پایا پس کہا کہ الصلوۃ خیر من النوم یعنے نماز بہتر ہے
نیند سے اے امیر المومنین جناب عمر نے حکم کیا کہ اسکو صبح کے اذان مین داخل
کرواتے ہے معاذ اللہ شریعت کو ایک عجب مضحکہ اور خودرائے کا فعل سمجھ
رکھا ہے یہ جرات و جسارت تو حضرت افضل عالمیان باعث خلق کون و مکان
رسول اکرم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نہ تھے ایک شخص نے اگر
کچھ کہا اور کہدیا اچھے نماز مین پڑھنے لگو اسکو اذان مین مقرر کر دو جناب
خلافت مآب تابع دین نبوی ضرور تھے نبی نہ تھے انکو اتنی قدرت نہ تھی
کہ اپنی رائے سے کچھ دین مین گھٹا بڑھا دیتے کیونکہ باعتراف حضرات

متسنین آیہ الیوم اکملت لکم دینکم الخ نے اس احتیاج کو پورا کر دیا تھا بلکہ یہی آیت
بوقت طلب قرطاس و قلم جناب رسول اکرم مانع آئی تھی - اور یہ بھی معلوم ہو تاہے
سے کہ کوئی چیز اپنی رائے سے دین مین بڑھانا ایا گیہانا کیسا ہے بلکہ یہانتک
کہ کوئی مسئلہ درصورت عدم علم بتانا کیا حکم رکھتا ہے پس جب یہ سب معلوم ہے
تو حضرت خلیفہ ثانی کن لوگون مین محسوب ہونگے سو خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
دوسری روایت سابق کے موید سنئے موطا مین محمد بن حسن شاگرد امام
اعظم اہلسنت نے کہا ہے کہ اخبرنا مالک بلغنا ان عمر بن جارہ المؤذن یوذنہ
بصلوۃ الصبح فوجدہ نائما فقال المؤذن الصلوۃ خیر من النوم فامرہ ان
یجعلہا فے نداء الصبح اور اسکا بھی وہی مطلب ہے جو اسکے پہلے بیان ہوا
تیسری روایت بھی موطا سے مشکوۃ مین نقل کی گئی ہے چنانچہ مشکوۃ کے
کتاب الصلوۃ کے باب اول کی فصل ثالث مین ہے عن مالک بلغہ ان
المؤذن جاء عمر بن الخطاب یوذنہ بصلوۃ الصبح فوجدہ نائما فقال الصلوۃ خیر
من النوم فامرہ عمر ان یجعلہا فے نداء الصبح رواہ فے الموطا اور اسکا بھی
بعینہ وہی مفہوم ہے جو مذکور ہوا پس جب کہ ایسے معتبرہ اور معتمدہ کتابون مین
یہ امر لکھا ہے تو کیا شک و ریب کا مقام ہے اور اسکے صحت مین کیا کلام
ہے اور لیجئے مصنف ابن ابی شیبہ مین موجود ہے ثنا عبدۃ بن سلیمان عن
ہشام بن عروہ عن رجل یقال لہ اسمعیل قال جاء المؤذن یوذن عمر بصلوۃ
الصبح فقال الصلوۃ خیر من النوم فاعجب بہ عمر وقال للمؤذن اقرا ہا
فے اذانک اسکا حاصل یہ ہے کہ موذن عمر کو نماز صبح کی خبر دینے آیا اور کہا کہ
الصلوۃ خیر من النوم نماز نیند سے بہتر ہے پس عمر اس قول سے متعجب ہوا

اور موذن سے کہا کہ اسکو اپنی اذان مین پڑہ اننتہے اور اگر اسنے پڑہ کر سنے
تو خود جناب شاہ ولی اللہ صاحب کو یعنی ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین مالک ان
عمر علم موذنہ ان یقول الصلوۃ خیر من النوم یعنے مالک کے نزدیک یہ ہے کہ عمر نے
اپنے موذن کو سکہایا کہ الصلوۃ خیر من النوم الصلوۃ خیر من النوم کہے اور اگر
منظور ہو کہ یہ امر حضرت عمر ہی کے زبان سے بدعت ثابت ہو جاوے تو بہے
بسم اللہ یعنی کنز العمال مین جسکے توصیف و توثیق پہلے گذری یہہ لکہا ہے
عن ابن جریج قال اخبرنی عمر بن حفص ان سعد اول من قال الصلوۃ
خیر من النوم فی خلافۃ عمر فقال عمر بدعتہ ثم ترکہ وان بلالا لم یوذن لعمر حب
حاصل اسکا یہ ہے کہ سعد اول وہ شخص ہے جسنے کہ الصلوۃ خیر من النوم خلافت
عمر مین کہا پس عمر نے کہا کہ یہ بدعت ہے اور بلال نے عمر کے وقت مین
اذان نہ دی اننتہے اور صحیح مسلم مین جو بعض کے نزدیک صحیح بخاری سے
بہی زیادہ ہے جیسا کہ تدریب سیوطے مین ہے جہان اجزا اذان و اقامت
کو حضرت نے شمار کرایا ہے الصلوۃ خیر من النوم کا پتا بہی نہین نہ کنز العمال
مین شمار کیا پہر جو کچہہ کسی نے بیان کر دیا ہے غیر معروف اور کذاب راویونسے
بیان کیا ہے ورنہ جن کتب سے ہمنے بیان کیا ہے وہ غلط ہونگے اور حالانکہ
اونکی صحت کے نسبت حضرات اہلسنت کو ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ کلام
باری کے نسبت اب بدعت پر بدعت خلیفہ صاحب کی دیکہی - کاش
حضرات اہلسنت عوام شیعہ کے ایک ہی بدعت کے برابر سب بدعات
خلیفہ کو شمار کرین اب بدعت خوب ظاہر ہوی ہو گی اور معلوم ہوا ہو گا
کہ بدعت کے کیا معنے ہین اور کن کن سے سرزد ہوی ہے مقتضا ہے

انصاف یہی ہے کہ اگر طعن عوام شیعہ سے نہ ہٹایا جاوے تو جہان بدعت اور بدعت کا کرنیوالا پایا جاوے وہ بھی اسے زمرہ مین محسوب ہوا ور اگر صورت مذکورہ نا منظور ہے پھر تشنیع عوام بھی عقل سے دور ہے اور نہایت بیجا تر داہل شعور سے مِن انچہ شرط بلاغ است با تو میگویم ٭ تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال ٭ چونکہ تسطیر بدعات خلفا و صحابہ ممدوحین اہلسنت مین خروج از مرام وتطویل کلام کا خوف ہے لہذا چند اوراق پر اختصار کیا گیا اسے پر غور کر کے سب حضرات کے حال کو خیال فرمالین سہ قیاس کن زگلستان من بہار مرا ٭ باب سوم اہلسنت کے ان اعتراضات کے جواب مین کہ باجہ سننا اور راگ مین مرثیہ پڑھنا اور سننا اور تعزیہ کے غایت تعظیم سے کہ سجدہ وغیرہ اوسکے آگے کرنا اور ہر سال محرم کو ماہ غرا ٹھہرانا۔ اور کپڑون کو سیاہ رنگنا اور تعزیہ کے آگے دعا مانگنا اور اوسپر عرضیان وغیرہ چڑہانا اور نعرہ یا حسین کہنا اور عورتون کو محرم کی راتون مین تعزیون کے زیارت کے لئے باہر پھرنے کی اجازت دینا اور محرم کے دسوین دن فاقہ کرنا اور امام باڑہ وغیرہ کے غایت تعظیم بجالانا اور بھس اور خاک اڑانا اور علم وشدّی گہوارہ دلدل وغیرہ بنانا اور شربت کے گھڑے تعزیونکے آگے لیجانا اور تعزیہ کو بعد بنانیکے دفن کرنا اور ایام محرم ہی مین حاضرے وغیرہ ہونے اور اوسمین ظالمون پر تبرا کہنا وغیرہ شیعونکے نزدیک بدعت ہین یا سنت یا واجب اور کس وجہ سے اوّل ہم اسمقام پر توضیح ان امور کو بیان کرتے ہین اور ہر ایک کو علحدہ علحدہ لکھکر بتاتے ہین بگوش جان سنئے اوّل یہہ اعتراض کہ شیعہ ایام محرم وغیرہ مین

باجہ وراگ

راگ وباجا سنتے ہین پس یہ امر انکا کیسا ہے اقول وانا مولف الکتاب بعون الملک
الوہاب مخفی نرہے کہ راگ کا سننا فرقہ حقہ شیعہ اثناعشریہ کثرہم اللہ رب البریہ
حرام اور ناجائز ہے الا ما استثنی جیساکہ کتب معتمدہ ومستندہ سے ظاہر ہے نہ کوئی ائمہ
معصومین علیہم السلام سے معاذ اللہ اسکا مرتکب ہوا اور نہ اس فعل کے سماع واستماع
کے نسبت جناب رسول مقبول سے پناہ بخدا کسی روایت شیعہ مین پائی جاتی ہے
بالتصریح آیات سے احادیث سے روایات سے اقوال سے اثار سے علماء
معتمدین کے اقرار سے حرمت ثابت ہوتی ہے ومن ادعی خلافہ فعلیہ البیان وعلینا
التسلیم والرد بالبرہان اب بعد اسکے جو کوئی واقفیت یا ناواقفیت سے اسکا
مرتکب ہوگا ماخوذ ہوگا کیونکہ حرمت پایۂ ثبوت پہونچ گئی ہے علاوہ اسکے بنظر غبادت
ایسے امور کا واقع ہونا معلوم ہے لیکن مرثیہ اس طریقہ متعارفہ سے پڑھنا جسکو سوز
کہتے ہین جبکہ ترجیع یعنے گٹکری سے خالی ہو اور حد غنا تک نہ پہونچی یعنے بول چال مین
وہ گانا نہ بولا جاوے تو فقہا نے جائز سمجھا ہے سو وہ غنا نہین کیونکہ غنا کسکو کہتے ہین
غنا اور راگ وہ ہے جسکو عرف مین غنا اور راگ کہین اور اوسکے فاعل کو
گانے والا بتاوین۔ مرثیہ پڑھنے والی کو گانے والا اور پڑھنے کو گانا کوئی نہین کہتا
خیر یہ تو اطلاق اور عرف کے بابت قول محقق ہے اور اگر غنا صوت اور درازی
آواز سے مراد ہے تو مطلق تو مراد ہو ہی نہین سکتی ضرور کوئی قید ہوگی ورنہ
اس سے بچنا محال ہے اور کم سے کم اذان اور تلاوت قران وغیرہ وغیرہ ناجائز ٹھہرتے
ہین پس اسکے واسطے بعض فقہا نے یہ حد مقرر کی ہے کہ جو عرف مین گانا نہ کہلاوے
مگر ترجیع یعنے گٹکری سے خالی ہو وہ درست ہے پس جب پڑھنا ان دونو
امروں سے خالی ہو اوسکا سننا حرج نہین رکھتا کیونکہ وہ غنا نہین ہے

عتا جسکو کہتے ہین کوی متقین سے نہین سنتا۔ عوام البتہ ماہ محرم الحرام ہو
یا غیر حسینین تخصیص نہ شیعہ کی نہ سنی کے اسکے مرتکب ہوتے ہین اور علی ہذا
باصہ شرع مین شیعونکی ہان حرام اور ناجائز ہے کسی مقام سے اسکا جواز
نہین نکلتا اور نہ کوئی علماء متدینین سے اسکا مرتکب ہوتا ہے والعوام کالا
نعام لایفرقون بین الحلال والحرام۔ پس یہی جواب باصواب کافی ہے خود شاہ
عبدالعزیز صاحب اپنے تحفہ مین فرماتے ہین کہ ہر فرقہ کے عوام نے اپنے لیے
چیزین پیدا کر لین ہین اور چونکہ اونکے علماء اسکے قائل نہین اسلئے طعن سب بے
ساقط ہے انتہی پس طعن اہلسنت جو عوام شیعہ کی جانب راجع ہی سارے
شیعون سے باعتراف اونکے خاتم المحدثین وستون دین ہبین شاہ
عبدالعزیز دہلوی کے ساقط ہے اور کیون کر ساقط نہو عوام اہلسنت مین
وہ وہ زیادتیان اور بدعتین پائی جاتی ہین کہ معاذ اللہ اور استغفر اللہ
مدار و میران غوث پیر دستگیر وغیرہ کے تعظیمین اجمیر شریف کی زیارت
پیرونکے قبرونکی قربانی اور تصدق ہونا ناچ رنگ اوڑانا بارہ وفاتونمین
دہلی کے مشہور کیفیت بڑے اعتراض اور سخت طعن ہین ان سے ہم بہی
اعتراض کرتے ہین لیکن جب نظر غور سے دیکہا جاتا ہے تو چہ عوام وچہ خواص
اہلسنت سب ایسے امور کے مرتکب ہوئی ہین اور ہوتے ہین شیعونکے
عام لوگ اور اہلسنت کے خاص اور عمائد بلکہ بڑے بڑے پیر
اور مشائخ اور خود خلفاء ثلاثہ اس طعن مین برابر ہین اور خواص شیعہ
ومتدینین والائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین بلاشک وشبہ
ان منہیات ومعاصی سے بری اور پاک ہین آئے حضرات اہل سنت

وجماعت وصاحبان نصفت وعدالت ذرا انصاف کرنا اعتساف نہایت
بیجا شی ہے۔ شریعت نے انا وجدنا علیہ آبا رنا اور عصبیت کو درست نہین کہا
آپ کا یہ اعتراض شیعون پر نہین ہوسکتا مگر ہان سب سے پہلے مشائخ صوفیہ
اور اعاظم فقہائے واجلۂ شمراخیہ کے جانب راجع ہے بلکہ یہ تو ایک
ذرا سا امر ہے وہ تو عجیب عجیب بدعات کے مرتکب ہوتے ہین انکا اسطرح سے
حال وقال لانا اور گانا سننا ناچ دیکھنا اشعار عاشقانہ پڑھ پڑھ کر کبھی
زمین پر گر پڑنا اور کبھی اوٹھنا لڑکون سے بوس وکنار کرنا ایک لباس خاص
ہیئت کا پہننا بدعت اور خلاف شریعت نہین تو کیا ہے کسی مقام پر
شرع شریف مین ان امور کے حلت نہین پائی جاتی اور نہ رسول مقبول سے
کبھی ایسا صادر ہوا نہ اہلبیت طاہرین العیاذ باللہ مرتکب ان امور کے
ہوئے نہ کوئی اصحاب اخیار سے اسکو عمل مین لایا نہ مقتیان دین سے
اسکے جواز کا فتوی فرمایا بلکہ اسکے خلاف پر حکم دیا ہے اور اہل تشیع کے
علاوہ خود صوفیہ کے عماید نے انکی بدعت ہونے کا اعتراف کیا ہے مولوی
عصمت اللہ سہارنپوری نے ایک رسالہ مبسوطہ مذمت مین انکی بعض
فعلون سے تصنیف کیا ہے اوسکے دیباچہ مین لکھا ہے جسکا حاصل یہ ہے
کہ راگ کے حرام ہونے پر اجماع واقع ہوا ہے اور یہ امر خلقت مین
بعد گذرنے قرون ثلثہ یعنے صحابیون اور تابعون اور تبع تابعون کے
ظاہر ہوا ہے کہ پیغمبر خدا نے اسکے اچھے ہونیکی گواہی دی تھی پس یہ جو کہتے ہین
معرض اعتبار سے ساقط ہے کہ راگ اوسکے لوگون کو مباح ہے اور
غیرون پر حرام آوردہ وغیرہ حرام ہے نہ کہ بعینہ۔ یعنے حرمت

اوسکی عارضی ہے نہ ذاتی جیساکہ آج کل متصوفہ ہین جو طریق شرع سے
جاہل ہین مشہور ہے خدای تعالی اونکو صراط مستقیم کی ہدایت کرے
اونہون نے گانا سننے اور ناچ دیکہنے کو طاعت وعبادت قرار دی ہے
اور دین قویم ٹہرایا ہے اور متقی لوگون پر تشنیع کرتے ہین کہ وہ اس امر سے جو میان
خلق شائع ہے پرہیز کرتے ہین اور ان پر طعن کرتے ہین کہ یہ لوگ خالی البواطن
اور خشک طبیعتون کے ہین اور اپنی لیئے درباب ناچ اور گانا سننے کے جسکے
جانب اونکے نفسون نے اونکو بلایا ہے جو مقتضا ساری امور شیطانیہ کا ہے
دعوی کرتے ہین کہ اس سے اسرار ومعارف اور اذواق ولطائف اور
حالات ومقامات اور علو مراتب وکمالات وکرامات حاصل ہوتے ہین
اس سماع کے حیلہ سے اونہون نے جال مکر وخداع اور حیلہ انگیزی کا برپا
کرر کہا ہے اور عوام جہال کو اس سے دام ہین لاتے ہین اپنے حال کا لقا
وفنا اور ارتکاب امر شنیع رقص وغنا سے ملمع کیا ہے افترو اعلے اللہ کذبا
ام بہم جنتہ یعنے خدائے تعالے پر کذب سے افترا کرتے ہین کیا اونکے لئی جنت ہے
اونہون نے راہ ہدایت اور سنن نبویہ کو گم کردیا ہے پس وہ گمراہ ہوئی اور بہت سے
لوگون کو گمراہ کیا اور بڑی خطا اور بڑے عصیان کے مرتکب ہوی اولئک
الذین اتخذوا دینہم لعبا ولہوا یعنے یہ وہ لوگ ہین جنہون نے اپنے دین کو
لہو ولعب سمجہا ہے انتہے مرحبا اے فاضل سہارنپوری وجہذا شاہد مراد
عبارت بالا سے ظاہر اور ہر عاقل کے لئے باہر ہے کہ محافل حال وقال کا برانگیختہ
کرنا اور اوسمین تالی بجانا ۔ ناچنا گانا ۔ اور سب افعال صوفیہ بدعات
شنیعہ سے ہین اور نامشروع ہین اور کیونکر نامشروع ہون جبکہ اونہون نے

ان امور محرمہ کو عبادت جاننا اور صوم وصلوۃ سے فارغ ہو گئے چنانچہ فرقہ شمراخیہ کا
انہین سے قول ہے کہ جب صوفیون کے صحبت قایم ہوتی ہے اور حال اون کے
دل مین راہ پاتا ہے تو فوراً سب تکلیفین شرع کی باطل ہو جاتی ہین اور دف
بجانا ناچنا و گانا سننا سرود و طنبور و طبل سے دل خوش کرنا اور مناہیکا مرتکب
ہونا حلال ہو جاتا ہے اور لوگون کے عورتین اور لڑکے بھی روا ہو جاتے ہین چنانچہ
جنید کا قول ہے کہ راگ سننے سے جب حق نظر آتا ہے تو حق حق اور ہو ہو کہتے مست
اور مدہوش ہو جاتے ہین حورین جنت کی آکر بغل مین لیتی ہین اور عشاقیہ کا
انہین سے مقولہ ہے کہ یہ لوگ جب خدا پر عاشق ہو جاتے ہین تو سب عبادتین
اور ساری تکلیفین ان سے ساقط ہو جاتے ہین کیونکہ عبادتون مین حق کے
دیکھنے سے باز رہتے ہین اور خوب تفصیل تصفیۃ القلوب اور مونس الابرارین
مسطور ہے نفحات الانس وغیرہ مین بھی بالاجمال مذکور ہے فخر الاسلام کا کلام
بزدوی مین جو ماثور ہے قابل ہدیہ اہل شعور ہے پس علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ مین افادہ فرماتی ہین کہ کتاب مذکور مین تحریر ہے الصوفیۃ اکثرہم اہل
السنۃ والجماعۃ ومنہم من یکون صاحب الکرامۃ ومنہم الحبیبیۃ یقولون ان
اللہ تعالے اذا احب عبدا یرفع عنہ الخطاب فیحل لہ کل النعم ویسقط عنہ
کل العبادات ولا یبقی فی حقہ خطر ولا یصلون ولا یصومون ولا یسترون
العورۃ ولا یتبعون عن الزنا ولا عن اللواطۃ ولا عن شرب الخمر ولا عن
محظور ومنہم الاباحیۃ یقولون ان الاموال کلہا علی الاباحۃ وکذا الفروج ولیس
الحلال الا مجرد الاضافۃ ومجرد الاکتساب ویستبیحون اموال الناس وفروج
نساءہم ومنہم المحرمیۃ یقولون باستباحۃ الرقص والغناء والمبالغۃ فی الرقص

حتے یسقطون علے الارض من کثرۃ الالتعاب ثم یقومون ویغتسلون ومنہم المتجاھلہ وہم قوم یضربون المزامیر ویشربون الخمر ویاتون ببعض الفواحش ویلبسون ثیاب الفسقۃ ومنہم المتکاسلۃ وہم قوم رضوا بجلا بطن من الطعام حراما کان اوحلالا الایاکلون کثیرا ان وجدوا ویرقصون ان وجدوا اقاریا واختیار ولا یسئلون لایشتغلون شیئا ولا یتزوجون ولا یعتقدون مذہبا ولا ینازعون احکامًا

مختصر اسکا یہ ہے کہ صوفیہ بہت ہیں اور اکثر اہلسنت وجماعت ہیں بعضے اونمین سے صاحب کرامت ہیں اور بعضی اونمین حبیبیہ ہیں کہتے ہیں کہ جب خدا کسے بندہ کو دوست رکہتا ہے تو اوسے خطاب کو اوٹھالیتا ہے پس سب نعمتین اوسکو حلال ہوجاتی ہین اور سب عبادتین اوسے ساقط ہوجاتی ہین اور اوسکے تو بین کوئی ممانعت اور کوئی حرمت باقی نہین رہتے اور نہ نماز ادا کرتی ہین نہ روزہ رکہتے ہین نہ اپنی شرمگاہ کو ڈہکتی ہین اور زنا او لواطہ شراب کے پینے اور سب حرام چیزون سے پرہیز نہین کرتے ہین ـ اور بعضی اباحیہ ہین کہتے ہین کہ سارے مال مباح ہین اور اسیطرح عورتین ـ اور حلال نہین ہےمگر صرف اضافت واکتساب اور لوگون کا مال اور اونکی عورتین مباح جانتے ہین اور بعضی اونمین سے حوریہ ہین جو ناچ اور غنا یعنے راگ اور سرود کے قائل ہین اور ناچ مین اسقدر زیادتے کرتے ہین کہ کثرت تعب سے زمین پر گر گر پڑتے ہین اور پہر اوٹہتے ہین او غسل کرتے ہین اور بعضے اونمین سے متجاہلہ ہین اور وہ وہ قوم ہین جو مزامیر بجاتے ہین اور شراب پیتے ہین اور بعض فواحش کے مرتکب ہوتے ہین اور فاسقون کا لباس پہنتے ہین اور بعضے اونمین سے متکاسلہ ہین اور وہ ایک قوم ہین جو پیٹ بہرا راضی ہوتے

کہ اپنے پیٹ کو کہانے سے بہرین خواہ وہ حلال ہو خواہ حرام بہت کہاتے ہین
اگر پاتے ہین۔ اگر کسے گانے والے کو پاتے ہین تو رقص کرتے ہین اور انہون
نے کسل اور کاہلی کو اختیار کیا ہے نہ علم سیکہتے ہین نہ تزویج کرتے ہین اور
کسی مذہب اور کسی ملت کا اعتقاد نہین رکہتے اور نہ کسی سے جہگڑا کرتے ہین
انتہے اور باوجود یکہ بہت سے علماء اہلسنت نے غنا و راگ کو حرام جانا ہے
جیساکہ بیان ہوا اور جسکی شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح سفر السعادۃ مین
تصریح کی ہے اور تنبیہ الجاہلین مین ہے کہ صرف راگ کا سننا یا مع آلات کے
مطلقاً حرام ہے اور ابتک اہلسنت مین خلاف نہین ہے انتہے اور بہت سے
رسالے اسبارہ مین تصنیف و تالیف ہوئے ہین لیکن باینہمہ بڑے بڑے
مشائخ اور کبار صوفیہ نے اسکو سنا ہے اور اوسکے جواز کے فتوے دیے ہین
اور اہلسنت نے اونکی تحریرون اور تقریرون پر آمنا و صدقنا کہا ہے جیساکہ کچہہ تو
حال اباحت غنا و سرود و رقص و زنا ابہی بیان ہوا ہے علاوہ اسکے امام غزالی
جنکے مدائح اور مناقب اگر تحریر کئے جائین تو ایک کتاب مبسوط تصنیف ہو
لیکن اتنا ہی کافی ہے کہ جو حیوۃ الحیوان دمیری مین بسند صحیح ابو الحسن شاذلی سے
مروی ہوا ہے یعنی انہون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا
کہ حضرت نے موسیٰ و عیسیٰ علیہ وآلہ وعلیہما السلام پر بسبب امام غزالی کے
فخر و مباہات کی شرح سفر المی حیدر علی صاحب اونکو حجۃ الاسلام سے موصوف
کرتے ہین سنتا ہی سے منتہا پد صادق ہین۔ اور محمود بن سلیمان کفوی
جسکو خود مولوی [illegible] صاحب ازالۃ الغین مین علماء سنیہ مین شمار کرتے ہین
اور اوسکی [illegible] ہے کہ [illegible] احتجاج اور استدلال فرماتے ہین کتا [illegible]

اعلام الاخیار مین فقہاء مذہب النعمان المختار مین نہایت سرگرم مدح
غزالی سے اور کہتا ہے کہ وہ قطب وجود اور برکت عامہ ہر موجود کے تھے غزالی
اپنی کتاب احیاء العلوم مین فرماتے ہین جسکا ماحصل یہ ہے کہ اگلا سننا
پہلا امر ہے جس سے ایک حالت قلب مین متمیز ہوتی ہے اور اوسکو وجد کہتے
ہین اور وجد سے اطراف کا حرکت کرنا متمیز ہوتا ہے یا تو بحرکات غیر موزونہ جسکو اضطراب
کہتے ہین اور یا موزونہ جسکو تالی بجانا اور ناچنا کہا جاتا ہے پس بحکم سماع تدبر کرنا چاہئے آئمہ
مذہبون کے اقوال ہین پس قاضی ابوالطیب طبری نے شافعی اور
مالک اور ابی حنیفہ اور سفیان ثوری اور ایک جماعت علماء سے ایسے
الفاظ بیان کئے ہین جن سے استدلال ہوسکتا ہے کہ اونسے حرمت کے
روایت ہے اور ابوطالب مکی نے ایک جماعت سے اوسکے سننے کے
اباحت نقل کی ہے اور کہا کہ صحابہ مین سے عبداللہ بن جعفر اور ابن زبیر
اور مغیرہ بن شعبہ اور معاویہ وغیرہم نے اسکو سنا اور یہ بھی کہا کہ یہہ امر
بہت سے صحابیون اور تابعیون سے بہتر سے منقول ہے اور کہا کہ ہمارے
پاس مکہ مین حجازی لوگ عمدہ دنون مین ہمیشہ گانا سنتے رہتے اور وہ وہ
دن گئے ہوئے ہین جنہین خدا نے حکم دیا ہے کہ اوسکا ذکر ... وہی مثل ایام تشریق
انتہی موضع الحاجة اور بھی زیادہ تر لطیفہ اور ... یہ معاملہ ہے
کہ خود جناب شیخ عبدالحق دہلوی سے اوسے اپنی ... سعادہ مین
فرماتے ہین کہ کوئی قاطع دلیل حضرت وریات ... اور مولا ... ہے جس
حرمت سماع علی الاطلاق ثابت ہوسے ... شیخ یافعی وغیرہ ... کتب ہند
سفر السعادة کے خاتمہ مین جہان بلکہ ... حیدر ... ب مذمت
کتاب

سماع کے کوئی حدیث صحیح نہین ہوئے وہان اسکی شرح مین شیخ موصوف
فرماتے ہین کہ اب شاید تو یہ پوچھی کہ تیرا اسمین کیا اعتقاد ہے پس جان تو
کہ جو شخص راہ انصاف اور احتیاط کی چلے اور کذب و تعصب و مکابرہ سی صاف ہو
تو اوس مسئلہ مین جسمین کہ نزاع اور خلاف نے راہ پائی ہے قطع نظر راجح و مرجح
کے سوائے سکوت اور توقف کے کچھہ نکریگا اس مسئلہ مین بہی فقہا اور مشایخ
مین نزاع ہے اور مشایخ طریقت مین بہی باہم اختلاف آور جو شخص احادیث
اور اقوال فقہا کا تتبع کریگا معلوم کریگا کہ متعارف اور مشہور مابین حرمت
اور کراہت ہے اور غایت توجیہ ا تطبیق اوسکے یہ ہے کہ اوسکی حرمت بوجہ
لہو ولعب ہونیکے مقید اور معلل ہوے اس قرینہ سے کہ یہ فعل اس زمانہ مین
اہل فسق اور فجور ولعب والون کا شعار تہا اور جب کہ جماعت ارباب
ذوق و وجدان و ولہ و محبت بسبب گانے سننے کے اوس تاثیر کے جو اہل
خلوت کے نفوس تک پہونچتی ہے اور باعث وجد او رحال کا ہوتی ہے اسمین
پڑے اور لہو ولعب اونکی افعال تک پہونچنی کے مجال نہین رکہتا ہے تو وہ
اسسے خارج ہوگئے الحاصل جو کچھہ یہان بتحقیق ثابت ہوا یہ ہے کہ حرمت گانا سننی کے
علے الاطلاق کسے دلیل قاطع سے جو ضروریات دین سے ہو ثابت نہین ہوے
انتہی اور جبکہ اس عالم کامل نے یہ بیان کیا تو کیا مجال جو کوئی کچھہ سخن سازی
کرسکے انہین شیخ عبد الحق کے نسبت فاضل رشید نے ایضاح لطافۃ المقالین
التصریح کے ہے کہ علم علومش از چرخ آسمان و اگذشتہ و فنون فنونش بر ارجاء
عالم سایہ انداگشتہ و تصانیفش در علوم دینیہ مسلم الثبوت نزد علمای
اہلسنت وجماعت کلامش بصحت اتصاف بجودت و انصاف مستند اصحاب

دیانت و براعت است اثبتے اور مولوی حیدر علے صاحب نے بھی وازالۃ الغین وغیرہ میں انہے بھی بیان کیا ہے کہ وہ اکابر محدثین سے ہین اور جنکے غلام علے آزاد بلگرامی سبحۃ المرجان فے آثار ہندستان مین نہایت مدح سرا ہین تو صاحب عقل سلیم اور ذہین فہیم پر یہ بھی مخفی نرہے کہ صرف بیچارے مشائخ اور کبار صوفیہ وغیرہ ہی نے اپنی طبیعت سے یہ فعل نہین کیا بلکہ ایسے روایات اہلسنّت مین بہت وارد ہوئے ہین جنسے ثابت ہوتا ہے کہ معاذ اللہ خود حضرت رسول مقبول نے راگ سنا اور دف بجانیکی بھی نہ کی بلکہ اجازت دی اور جب یہ ثابت ہوجاوے تو یہ اعتراض جو عوام شیعہ پر ہے بعینہ حضرت اور جتنی سامعین تھے سب پر وارد ہوگا بلکہ اس سے بڑھکر پس یا تو اہلسنّت ان راویونا ور روایتون اور اپنی کتابون کو معتمد جانکر فعل عوام شیعہ کو جسپر اونکا یہ اعتراض ہے سنّت جانین اور خود بھی اس ثواب بیحساب سے جو اونکے ہان سے ثابت ہوتا ہے محروم نرہین اور اونکی شریک حال ہووین اور یا ان راویون اور روایتون کو غیر معتمد اور لغو جانین علماء اہلسنّت نے تنگ و دو تو بہت کی ہے کہ کسیطرح یہ اعتراض رفع ہوجاوے لیکن ہم بھی باختصار بیان کرینگے کہ یہ کسیطرح سے رفع نہین ہوسکتا بلکہ جبتک اون کتب قدیمہ پر عمل ہے اسپر بھی اعتقاد کرنا لازم ہوگا مشکوٰۃ مین ربیع بنت معوذ سے مذکور ہے جسکا محصل یہ ہے کہ پیغمبر خدا میرے یہان آکر فرش پر تشریف فرما ہوئے پس کچھ لونڈیان دف بجا بجا کر ہمارے باپ دادا پر جو جنگ بدر مین قتل ہوئے تھے نوحہ کرنے لگین اور ایک نے اونمین سے کہا کہ ہم مین نبی ہے جو جانتا ہے جو کچھ کل ہوگا پس حضرت نے فرمایا کہ یہ مت کہہ اور وہی کہہ جو پہلے کہتی تھی اسکو بخاری نے روایت کی ہے

انتہی وحی شیخ عبد الحق دہلوی جنکے کچھہ مدائح ابھی بیان ہوئی ترجمہ مشکوۃ مین لکہتے ہین
کہ یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ دف کا بجانا اور اشعار کا پڑھنا جو ظاہر ہے
کہ غنا اور راگ ہو اور مثل ایسے مقامون کے مباح ہے آنحضرت نے اسکو منع
نہ کیا بلکہ فرمایا وہی کہہ جو پہلے کہتی تہی اور اسجگہہ سے ہے کہ اون لوگون کے نزدیک
جو راگ کو حلال جانتے ہین مرد یا عورت سے سننے مین کچہہ فرق نہین انتہی
جو اعتراض اہلسنت کا نسبت اہل تشیع کے تہا کہ یہ راگ کو مطلقًا درست
جانتے ہین وہ تو محض بے اصل تہا جیسا ثابت ہوا لیکن یہ محل تامل و مقام
تدبر ہے کہ اس حدیث سے کیا کیا ظاہر ہوتا ہے اول تو خود حضرت کا اوسی کو
سننا جسے بارہا نہی فرمائی ہو اور دوسرون کو سنوانا عجیب امر ہے ع
چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی دوسری سبب تحریر صاحب مشکوۃ
و محدثین اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نوحہ اور ندبہ کرنا روا ہے بلکہ ان
چیزون مین سنے ہے جنکی حضرت نے اجازت دی تیسرے شیخ عبد الحق دہلوی
کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دف بجاکر اور اشعار پڑہکر نوحہ کیا جاوے
تو بہی مباح ہے پس اس صورت مین سوچنا چاہیے کہ جب حضرت نے سب
حدیث مذکور مقتولین بدر کے نوحہ کے نسبت کچہہ نہ کہا اور دف بجاکر نوحہ
کرنے کی اجازت دی تو کیونکر ہوگا کہ اپنی جگر بند نور العینین امام حسین علیہ
الصلوۃ والسلام کے نوحہ کو جو مرثیہ پڑہکر ہو منع فرماوین اور مقتولین بدر کے
برابر بہی انکو نہ سمجہین پس ثابت یہ معلوم ہوا کہ اون اہلسنت کے نزدیک
جو غنا کو حلال جانتے ہین گانا سننے مین مرد اور عورت سے کچہہ فرق نہین
سبحان اللہ ایک تو گانا سننا اور دوسرے غیر عورت کے آواز پر

کان لگانا اور پہر اوسکو سنت نبوی قرار دینا کار اہلسنت ہی ہے آستی بہر کہکر
سنیے کتاب عوارف المعارف مین مسطور ہے عائشہ روایت کرتی ہین کہ
میرے پاس ایک لونڈی تہی جو مجہکو گانا سناتی تہی وہ گا رہی تہی کہ رسول صلعم
اللہ تشریف لائے اور پہر عمر آئے وہ لونڈی بہاگ گئی رسولخدا صلعم اسکو دیکہکر
ہنس پڑے عمر نے عرض کیا کہ آپ کے ہنسنے کا کیا باعث ہے حضرت نے قصہ لونڈی کا
سنا دیا عمر نے کہا کہ مین نہ ٹلونگا جبتک وہ نہ سن لون جو رسول اللہ صلعم نے سنا ہے
پس رسولخدا نے اوس لونڈی کو حکم دیا اوسنے اونکو گانا سنایا اور شیخ ابوطالب
مکی بیان کرتے ہین کہ عطا کے پاس دو لونڈیان تہین جو گاتی تہین اور اوسکے
بہائی اونکو سنتے تہے اور کہتے ہین کہ ہم ابو مروان قاضی کے پاس گئے
اوسکے ہان لونڈیان تہین جو گانا سنایا کرتی تہین اور اوسنے اونکو صوفیوں کیلئے
رکہہ چہوڑا تہا اور یہ قول ہمنے قول شیخ ابوطالب سے نقل کیا ہے انتہی
اس حدیث مین صاف ہویدا ہے کہ رسول خدا نے گانیکا حکم لونڈی کو دیا
اور جناب عمر بن خطاب کو سنوایا حضرات اہلسنت کو کب ہوسکتا ہے
کہ عوام شیعہ پر مرثیہ راگ مین بہی پڑہنے اور باجا بجانے پر اعتراض کر
سکین کتب اونکی مملو اور ماموہین کہ خود نبی تک سے یہ فعل صادر ہوے
اور گانا اور باجا سننا جیسا ابہی اس روایت سے ظاہر ہوا اور اگر ایسے
زیادہ منظور ہے تو وہ حدیث بیان کرتا ہون جسمین حضرت نے گانے بجانیکے
اجازت دی اور سننا اور سننے مین نہ تنہا تہے بلکہ ابو بکر بہی علے بہی عثمان بہی
شریک تہے اور پہر عمر بہی آئی یقین ہے کہ اسکو سنکر اور انصاف ہاتہ سے
نہ دیکر بہی مائل لطعن عوام شیعہ نہونگے اور سنت نبوی اور پیروی خلفاء

پر قایم ہو کہ اور اہلسنّت کے وجہ تسمیہ پر غور کر کے خود شریک عوام ہو کر
اونکی افعال کو مسنون اور مندوب جانینگے یہ روایت جو مین بیان کرتا ہون
نہ ایسے ہے کہ کسے غیر معتبر نے بیان کی ہو بلکہ ثقات اور معتبرین و محدثین
اہلسنّت سے منقول ہے بغوی اور ترمذی کیسے شخص تھے جنکے مدح مین سب
رطب اللسان ہین بریدہ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت پیغمبر خدا کسی
لڑائی مین تشریف لیگئے جب واپس آئی ایک لونڈی حبشن خدمت
مین حاضر ہوئی اور کہا کہ ای رسولخدا مین نے نذر کی تھی کہ جب آپ اس
سفر سے بصحت مراجعت فرماینگے تو مین آپ کے آگے دف بجاؤنگی اور
خوانندگے کرونگی یعنے گاونگی حضرت نے فرمایا کہ اگر نذر کی ہے تو بجا اور اگر نہین
تو مت بجا پس اوسنے دف بجانا شروع کیا اتنے ہی مین ابوبکر آئی اور وہ
دف بجاتی رہے پہر علی آئی اور وہ جب بہی دف بجانی مین مشغول تہی یہانتک کہ
عثمان بہی داخل ہوئے اور وہ دف بجائے گئی جب عمر داخل ہوئے کنیز نے
وہ دف اپنی مقعد کے نیچی رکہہ لیا اور اوسپر بیٹہہ گئی حضرت نے فرمایا بتحقیق
ای عمر شیطان تجہسے ڈرتا ہے کیونکہ مین بیٹہا تہا اور یہ کنیز دف بجاتی تہی
اور ابوبکر و علی و عثمان سب آئے اور یہ دف بجاتی رہے جب تم آگے
تو اسنے دف کو ڈالدیا اور اوسپر بیٹہہ گئی اتنے دیکہنا چاہئے کہ ہیبت نبوی
نے تو کنیز سیاہ کے دل مین کچہہ اثر نکیا اور شوکت عمری نے اوسکی گانے
اور بجانے کو بند کر دیا اور یہ بہی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ
رسالتمآب سے تو شیطان نہ ڈرا اور بقول آنحضرتؐ کے خلافت مآب سے
شیاطین جن و انس ڈر گئے اور یہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ اوس کنیز سیاہ کا

دف بجانا اور گانا امور شیطانیہ سے تھا کیونکہ شیطان کا حاضر ہونا امور شیطانیہ

مین سے ہوتا ہے اور بقول حضرتؐ کے ظاہر ہے کہ حضرت عمر کے آنے سے

شیطان بھاگ گیا اور اسے سنے وہ دف بند ہو گیا وہل ہذا الا بہتان صریح

بکذب شنیع بعض اہلسنت نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ غنا

حلال ہے کیونکہ پیغمبرؐ نے سنا اور اصحاب کو سنوایا چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی

ترجمہ مشکوۃ مین فرماتے ہین بعض نے رسالہ حلیت غنا مین لکھا ہے کہ شرح

مشارق مین شمس الدین یحییٰ بن الوجیہ کے نزدیک یہ ہے کہ یہ قول حضرتؐ کا

کہ اگر نذر کی ہے تو اسکو کر اسپر دلیل ہے کہ عورت کی آواز کا سننا حرام نہین

ہے کیونکہ گناہ مین نذر نہین ہوتے اور کتاب بیانات مین جو فقیہ ہین سے

یہ ہے کہ گانا سننے مین مرد اور عورت کو ہمارے اصحاب سے مساوی بیان

انتہیٰ قرآن مجید و فرقان حمید مین صاف مسطور ہے کہ یہ امور ناجائز ہین

چنانچہ عوارف المعارف مین ماثور ہے کہ تفسیر مین اس قول اللہ تعالیٰ ومن

الناس من یشتری لہو الحدیث لیضل الآیۃ کے عبد اللہ بن مسعودؓ سے

کہا ہے کہ وہ غنا اور اوسکا سننا ہے اور اوسکے بعد اسی کتاب مین لکھا ہے

کہ عبد الرحمن بن عوف نے نبیؐ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا

مجھے نغمہ کے آواز سے نہی کی ہے محرم مین عوام اہل تشیع کا باجا وغیرہ بجانا

اور نوحہ کرنا کب قابل طعن خواص و عوام اہلسنت سے اونکی محدثون کے

قول سے اسکی اباحت بلکہ مسنونیت ثابت ہوتی ہے اسپر اعتراض کرنا

حقیقت میں فعل رسول مقبول اور اصحاب عدول اور فعل ام المومنین پر تشنیع

کرنا لازم آتا ہے جیسا بیان ہوا اور اگرچہ خوف طوالت طالب ایجاز

واختصار سے لیکن باوجود اسکے بغیر اس روایت کے بیان کیے بھی باز نہیں
رہ سکتا جو میان اہلحدیث شائع و ذائع ہے اور جسکو معتبرین اور محققین نے
لکہا ہے اوس سے خوب ثابت ہوتا ہے کہ سرور کائنات نے رقص دیکھا
اور اپنی پیاری بی بی عائشہ کو ایک بڑے محبت اور الفت سے دکھایا
چنانچہ علامہ حلی علیہ الرحمہ نے کشف الحق و نہج الصدق میں افادہ فرمایا ہے
جسکا محصل یہ ہے حمیدی نے جمع بین الصحیحین میں روایت کی ہے کہ عائشہ نے
کہا ہے کہ میں نے رسول خدا کو دیکھا کہ مجکو اپنی چادر سے ڈہکتے تھے اور حبشیونکے
طرف دیکھ رہے تھے وہ مسجد میں بازی کرتے تھے پس عمر نے اونکو منع کیا
انتہی بعد اسکے اور رواۃ اہلسنت کے تحریر کو ملاحظہ کرنا چاہیے صاحب
جامع الاصول نے ترمذی سے اور اونے اس حدیث کو عائشہ سے روایت
کیا ہے کہ رسول خدا بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمنے کچھ آواز ون اور بچونکے شور کو سنا
رسول خدا کھڑے ہوئے ناگاہ دیکھا کہ حبشی رقص کرتے ہیں اور بچے اونکے گرد ہیں
پس فرمایا کہ اے عائشہ آ اور دیکھ میں آئی اور اپنے رخسارے کو کاندہے پر
رسول اللہ کے رکھکر دیکھنے لگے حضرت نے فرمایا کہ کیا سیر ہو چکے میں نے کہا
کہ نہیں تاکہ اپنے مرتبہ کو حضرت کے نزدیک دیکھون اتنے ہی میں عمر آگئے
لوگ وہان سے متفرق ہوگئے رسول اللہ نے کہا کہ میں دیکھتا ہون شیا
طین جن والنس کو عمر سے بہاگتے ہیں عائشہ کہتی ہیں کہ بعد اسکے میں پھر آئی
انتہی اور شیخ محدث مجد الدین لغوی نے بھی کتاب سفر السعادۃ میں لکہا
ہے وبر دوش مبارک وے تکیہ زدہ در حبشہ و رقص ایشان نظر کردے
انتہی جبکہ یہ روایات بیان ہو چکیں جنسے ثابت ہوا کہ راگ اور دف بجانا

اہلسنت کے نزدیک درست ہے تو اب یہ بہی دیکہنا چاہئے کہ قطع نظر ان روایات کے
کتاب خدا اور احادیث متفقہ رسول سے راگ حرام ہے یا حلال اور جناب عائشہ کا
ان امور میں مرتکب ہونا کس بنا پر ہے پس بیان ہوچکا کلام مجید سے بقول
عبد اللہ بن مسعود کے کہ غنا حرام ہے اور موافق اوس حدیث کے جو عبد الرحمن
بن عوف سے مروی ہے ناجائز ہے لیکن اسکو تسلیم کرکے بعض اہلسنت ام المومنین کے
اس فعل میں عجیب عجیب توجیہات بیان کرتے ہیں حالانکہ وہ توجیہ اونکی موافق اونکے
مناویدکے تحریر کے بہی درست نہیں ہوسکتی اور اونکے اکابر کے نزدیک ان امور میں
مشغول ہونا ان امور کے اباحت ثابت کرتا ہے ماسوا اسکے حضرت عائشہ
وغیرہا کا اسمین مرتکب ہونا اباحت ثابت کرے یا نکرے لیکن عوام شیعہ پر
جو اعتراض تہا وہی جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ کے جانب راجع ہوا اور سوا
راگ و دف سننے کے یہ امر بہی تو معلومات سے ہے کہ اجنبی مردون کو دیکہنا حرام ہے
چنانچہ کلام الہی اور حدیث صحیح حضرت رسالت پناہی اسپر دلالت قاطعہ رکہتی ہے
بلکہ جمہور اہلسنت کا بہی قول موافق نص قرآن و حدیث کے ہے شیخ عبد الحق دہلوی
نے مشکوۃ شریف کے فارسی شرح مین لکہا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے قول صحیح
جو نزدیک جمہور کے ہے یہ ہے کہ حرام ہے بسبب قول حق سبحانہ تعالے للمومنات
یغضضن من ابصارھن کے اور بجہت حدیث ام سلمہ افعمیا وان انتما کے استہی
اور پوری حدیث مشکوۃ مین ان الفاظ سے ہے عن ام سلمۃ انہا کانت
عند رسول اللہ اذ اقبل ابن ام مکتوم فدخل علیہ فقال رسول اللہ احتجبا منہ فقلت
یا رسول اللہ الیس ہو اعمی لا یبصر فقال رسول اللہ افعمیا وان انتما الستما تبصرانہ
رواہ احمد والترمذی وابو داؤد یعنے ام سلمہ سے روایت ہے کہ وہ رسول خدا کے

پاس تہی وسوقت نہین جب ابن مکتوم آیا اور آنحضرت صلعم کے پاس واصل ہوا پس رسولخدا نے
کہا کہ تم دونو پردہ کرو میمنے کہا کہ اے رسول خدا صلعم کیا وہ اندھا نہین ہے جو نہین
دیکہتا رسولخدا نے فرمایا افعمیاء ان انتما یعنے کیا تم دونو نابینا ہو گیا تم ایسے
نہین جو کہ اوسکو دیکہو اسکو احمد و ترمذی و ابو داؤد نے روایت کیا ہے انتہے
او شیخ عبدالحق دہلوی سنے بعد ترجمہ اس حدیث کے لکہا ہے کہ اس جگہہ سے
معلوم ہوتا ہے کہ جیسے دیکہنا مرد بیگانہ کا عورت بیگانہ کو حرام ہے برعکس کا بہی
یہی حال ہے انتہے لیکن جناب صدیقہ اسکی بہی مرتکب ہوئین بعض علماء اہلسنت
وجماعت سنے اس طعن کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ قصہ قبل نازل ہونے پردہ کے
آیت کے ہے اوسوقت مین پردہ نہ تہا دوسری یہ کہ اوسوقت مین عائشہ
لڑکی تہی اور غیر مکلفہ تہین اور ایسے حالت کا اون کا اس تماشے کو دیکہنا کچہہ خرابی
نہین رکہتا یہ احتمال نووی سنے شرح صحیح مسلم مین بہی ذکر کئے ہین اور اسے
توجیہ کو شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ مین بیان کیا ہے جسکو کہ تفصیل جواب
شاہ صاحب دیکہنا منظور ہو وہ کتب مبسوطہ واجوبہ تحفہ کو بعین انصاف ملاحظہ
کرے لیکن یہان پر یہ خفیف چند روایات افادات علماء شکر اللہ سعیہم سے نقل کر کے
پیشکش حضرات منکرین کرتا ہے اور رفع تشکیک مین چند دلائل قاطعہ اور
براہین ساطعہ خوفاً عن الاطناب واحترازاً عن الاسہاب لکہتا ہے۔ اول تو یہ
وجوہ بطور یقینی اور قطعے نہین خود شاید کہ کے نووی سنے شرح صحیح مسلم مین
بیان کیا ہے گو کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے بطریق جزم ویقین لکہدیا ہے
مگر وہ خلاف واقع ہے دوسرے یہ کہنا کیسا ہے ہو لیکن اوسکے نقض مین
وہ روایت کافی ووافی ہے جو ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین

تحریر کی ہے اور مدائح قاضی القضاۃ ابن حجر عسقلانی کے بکثرت ہین چنانچہ علامہ
سیوطی نے حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ مین بعد مدح کثیر کی لکھا ہے
کہ ریاست حدیث اوسکے جانب منتہی ہوی تھی اور کوی اوسکے وقت مین
سوا اسکے ایسا حافظ نہ تہا اور ابو سالم مغربی نے مفتاح کنز درایۃ المجموع
مین اوسکو امام ہمام خاتمۃ الحفاظ الاعلام قاضی القضاۃ اور بہت بڑی صفات
سے ذکر کیا ہے پس ابن حجر نے ابواب مساجد مین فتح الباری کے
کہا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ قول عائشہ کا یسترنی بردائہ یعنے حضرت
مجھکو اپنی رواسے ڈھکتے تہے دلالت کرتا ہے کہ یہ حدیث بعد نازل
ہونے پردہ کے آیت کے ہے ویسے اگر یہ نہ ہوتا تو چادر مین چھپانیکی
حاجت نہ تھی اور یہ اسپر دلالت کرتا ہے کہ عورت کو دیکھنا مرد کیطرف
جائز ہے اور بعضون نے اسکا جواب دیا ہے کہ عائشہ اسوقت مین صغیرہ
تہین اور اسمین نظر ہے بوجہ اوسکے جو ہمنے بیان کی۔ اور بہی ابن حجر نے
ابواب عیدین مین اسی کتاب مذکور کے لکھا ہے جسکا محصل یہہ ہے
کہ مسلم نے ابو سلمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا یعنے رسولخدا
سے حبشہ کے رقص کے وقت (کہا کہ شتابی نہ کیجے حضرت ٹہر گئے پہر
فرمایا کہ کیا کفایت کیا تجھکو اسنے یعنے کہا شتابی نہ کیجے عائشہ نے کہا کہ مجھکو
اونکے دیکھنے کی محبت نہ تہی لیکن مین اسکو دوست رکھتی تہی کہ میرا مقام
جو حضرت کے نزدیک ہے اور بی بیون تک پہونچے اور میرا مرتبہ اونکے
نزدیک بلند ہو بعد اسکے روایت زہری بیان کرکے لکھا ہے کہ حضرت
عائشہ نے اس قول سے اسبات کا اشارہ کیا کہ وہ اسوقت مین جوان تہین

اور اسنے اوس شخص سنے تمسک کیا ہے جو اس حکم کے نسخ کا دعوی کرتا ہے
اور تحقیق یہ قصہ اول اسلام مین تہا چنانچہ اسکے پہلے ابواب مساجد مین
گذرا کہ یہ قول عائشہ کا کہ مجھکو رواسے دیکہتے تہے اس معنے پر دلالت کرتا ہے
کہ بعد نازل ہونے آیہ حجاب کے یہ معاملہ تہا اور اپنے ہی قول اوسکا یہ ہے
کہ مین اسکو دوست رکہتی تہی کہ میرا مقام اون تک پہونچی اور میرا مکان بلند ہو
پس اسسے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ معاملہ اوسکو بعد پیش آیا جب اوسکے لئے
ضرائر تہین اور اسسے اوسنے اون پر فخر کرنیکا ارادہ کیا تہا پس ظاہر یہ ہے
کہ یہ امر بعد اوسکے بلوغ کے جوانون کے حد مین واقع ہوا اور پہلے اسنے
روایت ابن حبان سے گذرا کہ یہ قصہ جب گروہ حبشہ کا آیا تہا ہوا تہا اور اونکا
آنا سنہ ۷ ہجری مین تہا پس عمر عائشہ کی اندنون مین پندرہ برس کی تہے
اتنیہے جب کہ ان تاریخون سے لائح اور واضح ہے کہ عمر حضرت عائشہ کی اسوقت
مین پندرہ برس کی تہے اور ظاہر ہے کہ برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ہوتا
اونکے بالغ ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ عورت تو نوہے برس کے سن مین
بالغ ہوجاتی ہی جیسا کہ قبل اسکے گذرا علاوہ اسکے اگر حضرت عائشہ صغیرہ
اور غیر مکلف تہین تو جناب رسول خدا صلعم تو باجماع غیر مکلف نہ تہے اور خیال
کرنے کا مقام ہے کہ جب بچون کے تمرین اور نامشروع امور سے روکنا
واجب ہے تو کیون کر یہان اس کا عکس حضرت سے ظاہر ہوا اور کتف
مبارک پر حضرت عائشہ کو سوار کر کے رقص حبشہ دکہایا اور پہر یہ بہی
پوچہتی گئے کہ سیری ابہی ہوئی یا نہ اور وہ بہی یہے فرمائی گئین کہ ابہی
سیر نہین ہے جلدی نکیجے زیادہ تفصیل کتب مبسوطہ مین مسطور

من شاء الاطلاع علیہا فلیرجع الیہا خلاصہ کلام یہ ہے کہ حسب روایات
حضرت عائشہ صدیقہ نے بحالت بلوغیت اور بعد نزول آیہ حجاب خوب ناچ
دیکھا اور خود حضرت نے دکھایا اور سیر ہونے کا انتظار کیا پس حضرات اہلسنت
یا تو صاحب جامع الاصول و ترمذی اور شیخ مجد الدین صاحب کتاب سفر السعادۃ
اور قاضی القضاۃ ابن حجر عسقلانی وغیرہم کو معتمد او معتبر جانکر فعل عوام شیعہ
پر طعن نکرین اور یا انکے طرف سے دست بردار ہون اور عوام پر اعتراض
کرین لیکن کچھ سے ہو جادہ مستقیمہ آئمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین پر
کسیطرح حرف نہین آسکتا عوام کو علماء شیعہ پہلے ہی سے منع کرتے ہین
اور اس فعل سے ناراض ہوتے ہین ۔ مشہور ہے العوام مثل الانعام ۔ عوام
کا طعن خواص پر کسی صورت سے منتقل نہین ہو سکتا بخلاف خواص و عوام
اہلسنت کے خواص کا حال مذکور ہوا ۔ عوام کی بدعات ہزار ہا ہین جنکو
خود اہلسنت بہی خوب جانتے ہین ۔ دوسرا طعن اہلسنت کا یہ ہے
کہ تعزیہ کی تعظیم جیسے کہ سجدہ وغیرہ اوسکے آگے کرنا از روے شرع کیا حکم رکھتا ہے
پس جواب اسکا یہ ہے کہ تعظیم تعزیہ کی واجب ہے اور ظاہر ہے کہ ایسے
چیزون کے تعظیم صرف اوس شئے کے منسوب الیہ کی وجہ سے ہوا کرتی ہے
اگر کوئی شئی کسی مقدس معظم کی ہے قابل تعظیم ہوگی اگر کسی حقیر و ذلیل
کی ہے تعظیم ضروری نہ ہوگی یہ امر ذرا ذرا سے چیزونمین جاری و ساری
ہے اگر پروانہ و شقہ شاہی ہو کتنی تعظیم کیجاتی ہے اگر خط کسی ذلیل کا ہو
خود ذلیل ہوگا علے ہذا تعزیہ کے نسبت کو خیال کرنا چاہیے پس اسکی نسبت
گو شوارہ عرش سبط رسول خدا سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کیجانب

اعتراض ۲

پہر اسکی تعظیم کیون داخل دین و ایمان نہوگی علاوہ اسکے یہ طاعت ایزدی یعنے بکا،
تک پہونچتا ہے اور کلام مجید مین خدائی تعالی فرماتا ہے ومن یعظم شعائر اللہ
فانہا من تقوی القلوب یعنے جو شخص کہ شعائر خدا کے تعظیم کرے پس وہ تقوے
قلب سی سے اور جوہری صحاح مین شعائر کے معنے لکہتا ہے کہ وہ اعمال حج مین
اور ہر شی جو علم طاعت ایزدی ہو انتہے اور فخر الدین رازی ذیل تفسیر آیہ ان الصفا
والمروہ من شعائر اللہ مین لکہتا ہے کہ شعائر اللہ اعلام طاعت خدا ہین اور ہر شے
جو علامات طاعت خدا سے علامت گردانی جاوے شعائر اللہ مین داخل ہے
اور یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ تعزیہ طاعت خدا تک پہونچتا ہے اور نوحہ و بکا پر
جو اس مصیبت مین افضل طاعات سے معین ہوتا ہے۔ پس اسکے بہی تعظیم واجب
و لازم ہے۔ لیکن تعظیم اوسی مقام تک جائز اور محدود ہے کہ جبتک خلاف
شریعت بیضا لازم نہ آوے ورنہ کیا تعجب ہے کہ ثواب کے بدلے عذاب نازل ہو باقی رہا
یہ امر کہ تعزیہ کی یہانتک تعظیم کرنی کہ اوسکے آگے سجدہ کیا جاوے پس شریعت مین
سجدہ تعبدی کرنا سوائے خدا کے کسی اور کو جائز نہین اور نہ کوئی عوام و خواص سے
یہ فعل کرتا ہے ہان قبور صوفیہ پر البتہ اس سے بڑہ کر بدعات ہوتے ہین ولو فرضا
کوئی ایسا کرے تو وہ جزائے اعمال مین گرفتار ہوگا حسب شریعت اسکی اجازت
نہین بلکہ تعزیہ کو معبود سمجہکر کوئی عبادت نہین کرتا اگر صرف سجدہ تعظیمی کرے تو کرے
سو اسکو اہلسنت نے جائز اور روا کیا ہے کسی نوع کا حرج اسمین نہین ہے۔ بلکہ
سجدہ مطلق کو جائز جانا ہے چنانچہ لطائف اشرفی مین مرقوم ہے پیشانی رکہنا
پیش شیوخ بعضے مشائخ نے روا جانا ہے اور اونکے اصحاب مین سے
بعض ایسے ہین جنہون نے اس امر کا امتناع نہین کیا کہ اگر کوئی فرط محبت اور نہایت

شفقت سے پیشانی آگے شیوخ کے رکھے آگی جا کے لکھتا ہے کہ اس امر کے
لئے بعض اصحاب روایت شرعی بھی لائی ہین یعنے ماتقط مین ہے کہ سجدے کے
دو قسمین ہین ایک تحیہ اور دوسری عبادت پس تحیہ تو آدم کے لئے تھا اور عبادت
اللہ کے لئے۔ ابن عباس نے کہا ہے کہ سجدہ تحیہ بمنزلہ سلام کے ہے اور آگے
شیوخ کے رخسارون کا رکھنا کچھہ منافقہ نہین رکھتا اور سجدے دو ہین سجدہ عبادت
و سجدہ تحیت اول تو صرف اللہ تعالی کے واسطے ہے اور دوسرا بوجہ تکریم کے
پانچ مقام پر۔ امت کو نبی کے لئے اور مرید کو پیر کے لئے۔ رعیت کو بادشاہ کے
لئے۔ بیٹے کو والدین کے لئے۔ اور غلام کو آقا کے لئے۔ ہر حال ہین اسکے
اجازت ہے۔ جبکہ انسان سجدہ تحیۃ کرے تو کافر نہین ہوتا اور جب کہ امام وغیرہ کو
سجدہ کرے اور قصد اوسکا تعظیم اور تحیت ہو نہ کہ نماز جب بھی کافر نہین ہوتا
صدر شہید کہتا ہے کہ جو سجدہ سوائے خدا کے کسیکو کرے اور اسکے ارادہ اوسکا
تحیہ ہو نہ کہ عبادت تو کافر نہین ہوتا یہ سب فتاوای قاضی خان و صغیر خان
مین موجود ہے انتہے اور تہی لطائف اشرفی ہی مین ہے کہ حضرت قدوۃ الکبرے
میفرمودند چون زیارت قبور در آید از چپای قبر دخول کند و سہ طواف کند
یا ہفت طواف بعدہ بپایان قبر سر فرو آورد و بمقابلہ قبر روے میت راستا کنے
قبر بالستید انتہے صاحبان انصاف ملاحظہ فرماوین کہ اہلسنت کے ہان یہ
امور جائز ہین کہ پیرون کو اور بادشاہ کو اور آقا کو سجدہ جائز اور درست ہے
اور قبور کا طواف روا ہے اب اگر شیعون مین سے کوی ناواقف مسئلہ کا
شدت محبت اور فرط مودت سے گرد تعزیہ کے طواف کرے یا محض جہالت
سے سجدہ تعزیہ کے آگے کرے فوراً کافر سمجھا جاتا ہے ان ہذا لشی عجاب

آقا او پیر اور بادشاہ سے شان امام حسین علیہ السلام کی نہایت ارفع
ہے اور باوجود یکہ شیعہ کنین یہ امر جائز نہیں مگر اس تعصب و راس مکابرہ کے
خدا ہی پاداش دیگا اگر شیعہ اسکے خدانخواستہ مرتکب بھی ہوتے تو کسیطرح
اہلسنت کو نہ ہوسکتا تہا کہ طعن کرین مگر اذا لم تستحی فاصنع ما شئت۔ اگر زیادہ
ثبوت اس امر کا منظور ہو کہ سجدہ پیرون کو اہلسنت کے ہان درست ہے
تو روایت فوائد الفواد کو جو کتب معتبرہ مشہورہ مستندا ولسے سے ملاحظہ کرین
اوسکو علامہ دہلوی علیہ الرحمہ نے ترجمہ مین ارقام فرمایا ہے اور وہ یہ ہے
کہ بعد از ان فرمود کہ پیرمن خلق مے آیند و روے بر زمین مے آرند چون پیش
شیخ الاسلام فرید الدین و شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہما العزیز منع نبود من
ہم منع نمیکنم درین میان بندہ عرضداشت کہ این کس کہ پیش خدمت شما روی
بر زمین مے آرد و ران او را مریدی حاصل نیشود فرمود نے شکند اما مخدوم
بزرگ کردہ خدا ایست بزرگی او بخدمت کردن مرید متعلق نیست بعد از ان
خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر درین باب حکایت فرمود کہ درین روزہای گذشتہ یکے
آمدہ بود مردی بزرگزادہ سیاحت کردہ شام و روم دیدہ چون بیامد
بنشست درین میان وحید الدین قریشی در آمدہ و چنانچہ رسم خدمتگاران
است خدمتے کرد و سر بر زمین نہاد این مرد کہ نشستہ بود بانگ بر زد کہ مکن
سجدہ جای نیامدہ است ازین باب عربدہ کردن گرفت من نخواستم
کہ با او مجیب شوم چون بسیار درین غلو کرد این قدر گفتم کہ بشنو علیکم
ہر امرکہ فرض بودہ باشد چون فرضیت برخیزد استحباب باقے ماند چنانچہ
صوم ایام بیض و ایام عاشورا بر امم ماضیہ فرض بود

روزہ ماہ رمضان فرض شد آن فرضیت ایام عاشورا برخواست اما استحباب
باقی ماند آمدیم در سجدہ درمیان امم ماضیہ مستحب بود چنانچہ رعیت مر پادشاہ را
و شاگرد مر استاد را و امت مر پیغمبر را چون عہد رسول شد آن سجدہ برخواست
اگر استحباب رفت اباحت ماند اگر مستحب نباشد مباح باشد بر مباح نفی
و منع کجا آمدہ است یکے با من بگوید ہمین انکار صرف چہ کار چون اینقدر گفتم
او بماند ہیچ نتوانست گفت انتہے اس روایت مین تو دلیل جواز سجود بھی
مرقوم ہے اب کیا کلام ہے تاریخ بداؤنی مین شیخ عبد القادر احوال قاضی جلال
مع توصیف و توثیق لکھکر کہتے ہین کہ اول کسیکہ اختراع سجدہ پیش بادشاہ
کرد در فتح پور او بود و ملا عالم کابلی بحسرت میگفت دریغ کہ من مخترع این
امر نشدم انتہے اس بیان سے کیا خوب جرات وجسارت اور جواز سجدہ
بادشاہ تک کے لئے بغیر کسے شرط کے ظاہر ہے۔ یہ تجویز سجدہ اکبر بادشاہ کے
لئے کی گئی تہے اور تا جلوس شاہجہان جاری رہے۔ علماء مخترعین پر
کچہہ بہی الزام نہین حالانکہ اُنہون نے یہ فعل مخترع کیا اور پہر بہ نیت تشریع
اوسپر عمل ہوتا رہا جہال و عوام شیعہ وغیرہ پر تعزیہ کے تعظیم و تکریم مین اعتراض
پر اعتراض اور طعن پر طعن خود را فضیحت و دیگری را نصیحت کے یہی
معنے ہین اپنے علماء اسلاف و اخلاف کے اقوال سے جہل ہے یا تجاہل ہے
بے جانے بوجہے اظہار قابلیت ضرور ہے ع لاحول ولا قوۃ الا باللہ
تیسرا طعن اہلسنت کا یہ ہے کہ یہ لوگ ہر سال محرم کو ماہ عزا ٹہراتے
ہین حالانکہ شہادت امام حسین علیہ السلام ۶۱ سنہ ہجری مین ہو چکی اور برسوین دن
مصیبت تازہ کرتے ہین اور اربعین یعنے چہلم کرتے ہین یہ رسوم خارج

از دائرہ شریعت ہین اپس اسکا بہی جواب لکہا جاتا ہے تازہ کرنا مصیبت کا
اور روز عاشوراکو یوم حزن سمجہنا اوسی قاعدہ سے ہے جیسی روز جمعہ سعید
سمجہا جاتا ہے اور جسکے سبب سے بعض تاریخین نحس ہین اور بعض سعید
اور یہ قاعدہ ہر دو فرقین جاری ہی کم سے کم یہ ہی ہے کہ اہلسنّت روز ولادت
سرور کائنات کو آج تک باعث سرور و خوشی جانتے ہین اور اوسکے
خوشی کرنے مین مستحق ثواب ہونا کتب معتمدہ مین درج کرتے ہین چنانچہ
مولوی سید رؤف احمد رسالہ غایۃ المرام مین صفحہ ۳۶ پر کہتے ہین الحاصل
حضرت مارا از زمان و مکان شرفی حاصل نیست بلکہ زمان و مکان را
از آنحضرت صلعم شرفی است قال الشیخ احمد بن الخطیب القسطلانی فی
المواہب اللدنیہ و اذا کان یوم الجمعۃ التی خلق فیہ ادم خصص بساعۃ لا
یصادفہا عبد مسلم فسال اللہ فیہا خیرًا الا اعطاہ ایاہ فما بالک بالساعۃ التی
ولد فیہا سید المرسلین ولم یجعل اللہ فی یوم الاثنین یوم مولدہ من التکلیف
بالعبادات ما جعل فی یوم الجمعۃ المخلوق فیہ ادم من الجمعۃ والخطبۃ وغیر
ذلک اکراما لنبیہ صلعم بالتخفیف عن امتہ بسبب عنایۃ وجودہ قال اللہ تعالی
وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ومن جملۃ ذلک عدم التکلیف عن قتادۃ الا
نصاری انہ صلعم سئل عن صیام یوم الاثنین قال ذلک یوم ولدت فیہ
وانزلت علی فیہ النبوۃ رواہ مسلم وفی المسند عن ابن عباس قال ولد
یوم الاثنین انتہی وکذا فتح مکۃ ونزول سورۃ المائدۃ یوم الاثنین حالا آن
روایات کہ در استحسان این عمل محمود در کتب معتمدہ مرقوم است نوشتہ میشود
قال القسطلانی فی المواہب اللدنیہ ناقلا عن ابن الجزری والشیخ عبدالحق

المحدث الدہلوی فیما ثبت بالسنۃ فی ذکر رضاعہ صلعم ولازال اہل الاسلام یحتفلون بشہر مولدہ علعم ویعملون الولائم ویتصدقون سفے لیالیہ بانواع الصدقات ویظہرون السرور ویزیدون سفے المبرات ویعتنون بقراۃ مولدہ الکریم ویظہر علیہم من برکاتہ فضل عظیم انتہٰے وقال الامام الحافظ ابو الخیر بن الجوزی ومن خواصہ انہ امان سفے ذلک العام وبشرے عاجلۃ لنیل البغیۃ والمرام فرحم اللہ امرا اتخذ لیالی شہر مولدہ المبارک اعیادا لیکون اشد علۃ سفے من سفے قلبہ مرض وعنادا انتہٰے ان روایات سے ظاہر ہے کہ روز دوشنبہ جو روز ولادت حضرت رسالت پناہ ہے تا قیام قیامت باعث سرور وفرحت ہے بلکہ موجب استجابت دعا وسبب امان از بلا اب خیال کیجے کہ ولادت رسالت پناہ تو اوس زمانہ مین ہو چکے اور سے علےٰ ہذا وفات اب تک اوسکا بقا کیون ہے دوسرے وجہ روز عاشورا کو یوم حزن سمجھنے کی مرویات مستندہ بطریق آئمہ معصومین علیہ السلام ہین جنکے سبب سے قیام حزن کیا جاتا ہے اور اعمال عاشورا بجا لائے جاتے ہین تیسرے یہ کہ خود علماء معتمدین اہلسنت نے روز عاشورا کو مصیبت قائم کرنے اور یوم حزن سمجھنے کی اجازت دی بلکہ حکم کیا ہے چنانچہ ترجمہ صواعق محرقہ ابن حجر مکے مین لکہا ہے چہارم آنکہ انچہ در روز عاشورا الحسین بن علے رضے اللہ تعالےٰ عنہما رسید چنانچہ تفصیل آن بعد ازین خواہد آمد نیز دیگر شہادۃ کہ دال است بر مزید رتبت ورفعت درجہ آنحضرت نزد پروردگار والحاق وے بدرجہ آبا واہل بیت مطہر خود پس باید کہ اگر کسے آن روز مصیبت را دریابد سزاوار است کہ در آن روز مشغول نشود مگر بسوم وطاعات وعبادات وسترجاع بنابر امتثال واطاعت امر ایے تا مترتب شود بر آن مغفرت

ورحمت نامتناہی کما قال اللہ تعالے وبشر الصابرین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا

انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولئک ہم المہتدون

انتہے اور ظاہر ہے کہ فقرہ پس باید کہ اگر کسے آنروز مصیبت را ور یاد بعزا وارا ست

کہ در آن روز مشغول نشو دمگر بصوم وطاعات الخ صاف دلالت کرتا ہے کہ ابن حجر

روز عاشورا کو ان چیزون سکے کہ یلنے کی اجازت دیتا ہے اور اسدن کا ذکر کرتا ہے

اب شیعون پر کونسا اعتراض سے باقی رہا یہ اعتراض کہ شیعہ روز چہلم یعنے چالیسون

دن بعد دسوین محرم کے محزون ہوتے ہین اور مجالس کرتے ہین زیارات

پڑھتے ہین پس جواب سکا یہ ہے کہ ذکر مصائب سید الشہدا کسی وقت مین

منع نہین اور نہ وقت ذکر حزن کرنا ممنوع ہے بلکہ رسالہ غایۃ المرام مین صفحہ ۲۶

پر لکھا ہے وقال القاضے ابو الفضل العیاض وفے فصل الخطاب صحابہ رض

چون یاد پیغمبر مے کردند خاشع وخاضع مے بودند و پوست بر تن ایشان مے برخاست

وگریہ مے کردند الخ بہلا جب رسالت پناہ کے صحابہ کا یہ حال تہا تو اب تابعین

شریعت کیون قیام حزن سے باز رہین ۔ لیکن خاص روز چہلم کے تخصیص

زیارت پڑھنے اور قیام اندوہ کے روایات علماء سے چند در چند مستفاد ہوتے

ہین ۔ جناب مولائے مجلسے علیہ الرحمہ زاد المعاد مین افادہ فرماتے ہین

وبدانکہ مشہور آنست کہ بسبب تاکید زیارت آنحضرت درین روز آنست

کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام باسائر اہلبیت درین روز بعد از

مراجعت بکربلا سے معلا وارد شدہ اند وسر ہائے مقدس شہدا را با بدن ہائے

مطہر ایشان ملحق کردند واین بسیار بعید است از جہات بسیار کہ ذکر آنہا

موجب طویل است وبعضے گفتہ اند درین روز اہلبیت علیہ السلام وارد مدینہ

طی بیشد ندو این نیز بسیار بعید است و بعضے گفتہ اند کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام
باعجاز وطی الارض مخفی بکربلا رفتہ باشند از شام و سر بابا بہ بدنہا ملحق کردہ باشند
و این ممکن است اما روایتی درین باب بنظر نرسیدہ است بلکہ بعض از روایات
منافی سے فی الجملہ باین وارد و وجہی کہ از احادیث ظاہر میشود آنست کہ اول کسیکہ
از اصحاب رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ بزیارت آنحضرت مشرف شد جابر بن عبد اللہ
انصاری بود و او درین روز بکربلا رسید و آنحضرت را با شہیدان زیارت کرد و چون
جابر از اکابر صحابہ بود اساس این امر عظیم را گذاشتہ می تواند بود کہ بسبب مزید فضل
زیارت آنحضرت درین روز شدہ باشد و شاید وجہ دیگر داشتہ باشد کہ بر ما مخفی
باشد و چون فرمودہ اند کہ درین روز زیارت بکنیم باید کرد انتہی کلامہ اعلی اللہ مقامہ
پس معلوم ہوا کہ اربعین یوم زیارت ہی اور اوسکے وجہ کلام مجلسی علیہ الرحمہ سے معلوم ہوگئے
اور کلمات زیارت مشتمل بر حزن واندوہ ہیں علاوہ اسکے اگر کوئی انعقاد مجالس وغیرہ
اس تاریخ کو سے کیا ہرج رکھتا ہے تقرر یوم عاشورا و اربعین و روز ولادت
رسالت پناہ وغیرہ وغیرہ کی علت مشترک ہے پس ایک کو جائز اور دوسرے کو ناجائز
بتانا مکابرہ اور مباحثہ ہے سوا اسکے بہت شواہد ہیں جو اسکے ہیں طوالت مانع تحریر ہے
خلاصہ یہ کہ روز عاشورا و چہلم وغیرہ میں سواے امور حزن واندوہ کے اور کوئے
امر نہیں ہوتا اور اسپر اعتراض کرنا صرف عداوت خاندان عصمت وطہارت ہے
چہنا طعن یہ ہے کہ ماہ محرم میں کپڑوں کو سیاہ رنگنا کیا حکم رکھتا ہے پس پیروان
دین میں پوشیدہ نہ ہے کہ لباس کا رنگنا اور سیاہ کرنا فعل خواص شیعہ سے نہیں اور
جو لوگ کہ با خبر ہیں وہ اسکے مرتکب نہیں ہوتے بلکہ احادیث سے سواے عمامہ و عبا کے
سیاہ لباس کے پہننے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے اور بنظر علامت بکا و حزن اولادکا پہننا

اعتراض لباس سیاہ

نامعلوم ہے۔ ہان کتب فقہیہ مین وارد ہوا ہے کہ جب کسیکا کوئی مر جاوے تو کوئی
تبدیلی لباس مین کرے تاکہ لوگون کو صاحب مصیبت معلوم ہو شاید کہ عوام نے
ایسے ہی امور سے یہ تبدیلی لباس مین ظاہر کی ہو اور چونکہ لباس سیاہ سامان
عزا سے شمار کیا جاتا ہے لہذا ماہ عزا مین اوسکا استعمال کرنا اور مخالفین اور
مانعین بکار سے اس علامت کے وجہ سے ممتاز ہونا کیا مضائقہ رکھتا ہے
علاوہ اسکے کتب فقہیہ اہلسنت سے ہی مطلق حرمت لباس سیاہ کی نہین
ثابت ہوتی بلکہ فتاوی عالمگیریہ مین ہے ویکرہ للرجال تسوید الثیاب وتمزیقها
للتعزیة ولا باس بالتسوید للنساء انتہی یعنی مردونکو لباس سیاہ کرنا اور پھاڑنا تعزیت مین
مکروہ ہے اور عورتون کو کچھ مضائقہ نہین اور معلوم ہے کہ فعل مکروہ پر حسب
قواعد اصول فقہ کوئی عقاب مترتب نہین ہوتا۔ اور عورتون سے تو کراہت بھی
رفع کردی گئی ہے۔ اور بعض مرویات شیعہ مین وارد ہوا ہے کہ محمل جناب فاطمہ
علیہا السلام وقت نزول بدشت کربلا بعد شہادت امام حسین علیہ السلام سیاہ تھی
پس اگر اس اتباع سے اور رسم زمانہ سے لباس سیاہ ماتم حسین علیہ السلام مین
کرین کب قابل تشنیع ہے۔ سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا ست۔ پانچوان
طعن یہ ہے کہ تعزیہ کے آگے دعا مانگنا اور اوسپر عرضیان چسپان کرنا اور نعرہ
یاحسین کہنا حسب شریعت نبوی کیسا ہے پس معلوم کرنا چاہئے کہ یہ بھی
اون امور سے ہے جنکی عوام مرتکب ہوتے ہین اور خواص اسکے تہدید کرتے
ہین نہ کہ ترغیب ماسوا اسکے یہ ہے کہ تعزیہ خانہ مین اگر مقام متبرک سمجھکر دعا مانگی
جاوے اور جناب امام حسین سے اوس دعا مین امید شفاعت ہو تو کسیطرح کا
مضائقہ نہین۔ کتاب کشف الغطاء عن احوال الموتے مین ہے کہ امام شافعی

نما استعانت تعزیہ و ندا یاحسین

که قبر امام موسی کاظم عم تریاق مجرب است مر اجابت دعا را و حجة الاسلام گفته هرکه
استمداد کرده شود بوی در حیات استمداد کرده شود بوی بعد از ممات و امام رازی
گفته چون مے آید زائر نزد قبر حاصل میشود نفس او را تعلقے خاص بقبر چنانکه نفس
صاحب قبر را و بسبب این دو تعلق حاصل میشود میان هر دو نفس مقابلۂ معنوی
و علاقۂ مخصوص پس اگر نفس مزور قوی تر باشد نفس زائر مستفیض شود و اگر بعکس بود
بر عکس شود و در شرح مقاصد ذکر کرده نفع یافته مے شود بزیارت قبور و استعانت
بنفوس اخیار از اموات بدرستیکه نفس مفارقه را تعلقے هست ببدن و بتربتے
که دفن کرده است در آن پس چون زیارت میکند زنده آن تربت را و متوجه
میشود بسوے نفس میت حاصل میشود میان هر دو نفس ملاقات و فائضات
و اختلاف کرده اند در آنکه امداد حی قوی تر است از امداد میت یا بالعکس مختار
بعضے ثانی است و درین باب بعضے روایت کنند که فرمود آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم چون متحیر شوید شما در امور یعنے بر آمد کارها پس مدد جوئید از اصحاب قبور
شیخ اجل در شرح مشکوۃ گفته که یافته نے شود در کتاب و سنت و اقوال سلف
صالح چیزے که مخالف و منافے این باشد و رد کند این را و بالجملہ بعد از آنکه
ثابت شد که روح باقی است و او را تعلقے خاص باجزاء بدن بعد مفارقت
از وے و تغیر کیفیت وی نیز هست که بدان علم و شعور بزائران قبر و احوال
ایشان دارد و ارواح مکمل که در عین حیات ایشان بسبب قرب مکانت
و منزلت از رب العزت کرامات و تصرفات داشتند بعد از ممات چون
همان قرب باقے اند نیز تصرفات دارند چنانکه در عین حیات تعلق کلی بجسد
داشتند یا بیشتر از ان انکار استمداد و را و جهی صحیح نمی ماند مگر آنکه از اول

امر منکر شوند تعلق روح را ببدن بالکلیه و بجمیع وجوه بعد مفارقت و زوال علاقۂ حیاتی
و آن خلاف منصوص است و برین تقدیر زیارت و رفتن بقبور ہمہ لغو و بیمعنی گردد
و آن امرے دیگر است کہ عامہ اخیار و آثار دال بر خلاف آنست و نیست صورت
استمداد مگر ہمین کہ محتاج طلب کند حاجت خود را از جناب عزت الٰہی متوسل بروحانیہ
بندہ مقرب مکرم درگاہ والا او خدا وند بہ برکت این بندہ کہ تو رحمت و اکرام کردہ
او را بر آوردہ کن حاجت مرا یا ندا کند آن بندہ مقرب و مکرم را کہ ای بندہ
خدا و ولی وے شفاعت کن مرا و بخواہ از خدائے تعالیٰ مطلوب مرا تا قضا کند
حاجت مرا پس نیست بندہ درمیان مگر وسیلہ و نیست قادر و فاعل و مسئول پروردگار
آنست تعالیٰ شانہ و در وے ہیچ شائبہ شرک نیست چنانکہ منکر وہم کردہ
و آن چنان است کہ توسل و طلب دعا از صالحان و دوستان خدا در حالت
حیات کنند و آن جائز است باتفاق پس این چرا جائز نباشد، و فرقے نیست
در ارواح کاملان در حین حیات و بعد از ممات مگر بترقی کمال و شرح و بسط
این بحث چند در شرح مشکوٰۃ است خصوص در باب حکم اسیری کہ آنجا داد
تحقیق دادہ سیوطی در شرح صدور نیز مفصل ذکر کردہ و سرد احادیث بالعدد
طرق نمودہ انتہیٰ اس بیان تحقیق سے ظاہر ہے کہ استمداد اور استشفاع
عام اہل قبور مؤمنین و مسلمین سے کچھ حرج نہین رکھتا بلکہ باعث اجابت دعا ہے
اور فقرہ یا ندا کند آن بندہ مقرب و مکرم را سے صاف معلوم ہے کہ یا حسین
اور یا علی کہنا کسے صورت سے مضائقہ نہین رکھتا اور جس ارادہ سے عام
اسکا کوئی مرتکب نہین ہوتا اور اگر ہو تو اپنے اپنے اعمال سے اپنا حاجت سوائے
نہین مدد چاہنا امام حسین علیہ السلام سے کسی مقام سے ممنوع ہے

اور حاجت عام ہے خواہ وہ زبانی ہو یا تحریری جسکو عرضی کہدیا ہے یہ مضمون
جو کشف الغطا سے لکھا گیا ایسا ہی مظہر العجائب اہلسنّت مین مسطور ہے
استمداد کے ممانعت کہین نہین علے ہذا النعرہ یا حسینؑ سے غرض استمداد
و استشفاع ہے اور وہ جائز بلکہ استشفاع تو عموماً ذی قدر سے جائز ہے ترجمہ
صواعق محرقہ مین صحیح بخاری سے نقل کر کے لکھا ہے کہ عمر در وقتیکہ قحط و کم
بارانی می شد بہ عباس رض دعاء استسقا مے نمود و میگفت اللھم انا کنا
نتوسل الیک بنبینا محمد صلعم اذا قحطنا فتسقینا و انا نتوسل الیک بعم نبینا
فاسقنا۔ بار خدایا ما قبل ازین بہ پیغمبر تو محمد صلوات اللہ و سلامہ علیہ متوسل
مے شدیم در ایام قحط پس بشفاعت آنحضرت باران عطا میفرمودی بحال
عم پیغمبر صلعم خود عباس رض را وسیلہ مے سازیم و امید عطاء باران بدرگاہ تو
داریم بعد ازان خدای تبارک و تعالے رحمت بے نہایت فرمود
انتہی جب عمر نے عباس عم رسول صلعم کے ذریعہ سے دعا درگاہ ایزدی مین
مانگی تو بذریعہ جناب امام حسین علیہ السلام طلب کرنا کیونکر ناروا ہے
فالجواب الجواب اور یہی شیخ عبد الحق مدارج النبوۃ مین صفحہ ۳۳۳ پر
لکھتے ہین کہ ابو جعفر امیر المومنین مناظرہ کرد امام مالک را در مسجد رسول صلعم
پس فرمود ایشان را امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پست کن آواز خود را
با امیر المومنین در مسجد زیرا کہ حق تعالی ادب آموختہ است قومے را گفتہ
لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الآیہ و مدح کردہ است قومے دیگر را گفتہ
است ان الذین یغضون اصواتکم الآیہ و ذم کردہ است قومے دیگر را
گفتہ ان الذین ینادونک من وراء الحجرات الآیہ و بدرستیکہ حرمت و عزت

رسول بعد از فوت ہمچو حرمت اوست در حالت حیات شریف پس زاری کرد
وخاموش گزید ابو جعفر بعد از آن گفت ابو جعفر یا ابا عبد اللہ در دعا ولقبلہ آدم
یا رسول خدا صلعم گفت مالک چرا روے میگردانے از حضرت وی صلعم
وحال آنکہ وی وسیلہ تست و وسیلہ پدر تو آدم صفی اللہ بروز قیامت از وے
شفاعت طلب کن از وی انتہے اور استشفاع رسالتمآب سے اور استشفاع
امام حسین علیہ السلام سے باہم فرق نہین رکہتے ہے آدم بشا گر جواز نعرہ یا حسین علیہ السلام
مدارج النبوۃ میں لکہا ہے کہ عبد اللہ بن عمر خواب کرد پائی او پس گفتہ شد اورا
یاد کن محبوب ترین مردم را نزد تو تا برود این آفت پس فریاد کرد یا محمداہ پس
رہا شد پاے او انتہے خیال فرماے کہ جب عبد اللہ بن عمر نے وقت ازیت رفع
اذیت کے یا محمداہ کہا تو اسے غرض سے یا حسین کہا بہا مضایقہ کہتا ہے
علاوہ اسکے حدیث حسین منی وانا منہ موجود ہے جہل اور تجاہل وتعصب کا
کچھ جواب نہین ہے اور اگر خاص تعزیہ ہی پر دعا مانگنے کا اعتراض ہے تو اوسکے
جواز مین یہہ ہے مرویات علماء معتمدین سنیین کافی ہین روضۃ الاحباب مین جو
جمال الدین محدث کی ہے ذکر کیفیت شغل وفضیلت تمثال نعل آنحضرت صلعم
مین لکہا ہے کہ از جملہ انچہ مجرب شدہ از برکات تمثال این نعل شریف آن است
کہ ہر کس کہ آن را با خود دارد اورا در میان خلق قبولی تمام باشد والبتہ پیغمبر را
زیارت کند یا آنحضرت را در خواب بیند وحسن راہ نقد را حقا و این تمثال شریف
در ہر لشکر یکہ باشد نگریزند وہزیمت نیابند از لشکر دشمن وعاقبت بر دشمن
ظفر ونصرت یابند ودر ہر قافلہ کہ باشد غارت نیابند وہر کشتی کہ باشد غرق
نشود ودر ہر متاعی کہ بود دزدان برآن دست نیابند وتوسل بجویند

لصاحبان در ہیچ حادثہ و ہیچ واقعہ و در ہیچ حاجتے الا آنکہ گذاردہ شود و توسل نجویند
در ہیچ ضیقی با آن الا آنکہ فرج حاصل شود بحرمت رسول ولخ جب حضرت کی نعل مبارک
تصویر تو پوست گاؤ کی بھی باعث قبولیت دعا ہے اور اوسکے لئے کثیر خواص ہین
تو خاص تعقل شبیہ امام حسین علیہ السلام مین کچھ بھی برکت کیونکر ہوگی — چھٹا اعتراض
یہ ہے کہ شیعہ محرم کی راتون مین عورتون کو تعزیون کی زیارت کے لئے پھرنے کی اجازت
دیتے ہین پس یہ طعن بھی قابل سماعت نہین کیونکہ کہین کسی جگہ بھی روایت اہل تشیع مین
ماثور نہین کہ تعزیون کی زیارت کے لئے عورات کو پھرنا چاہئے معترض کو اول اپنا
دعوی کی دلیل سے قایم کرنا چاہئے بعد اسکے طالب جواب ہو کوئی مجتہد اپنے
عورات کو اسکی اجازت نہین دیتا ہان عوام مین اگر کہین یہ رسم ہو تو ہو سو یہ چند
وجوہ سے قابل اعتراض معترض نہین اول تو یہ کہ خود علمای شیعہ کثرہم اللہ ربہ
الی یوم الدین اسکی سخت ممانعت فرماتے ہین اور وعظ و نصیحت سے ہزارون
رسوم کے درپے ہین کیونکہ اہل تشیع مین مرد اجنبی کو عورت اجنبیہ کا اور عورت
اجنبیہ کو مرد اجنبی کا دیکھنا ناجائز ہے دوسری یہ کہ عورت کا جانا مردون کے
مجمع مین حسب تصریح علماء اہلسنت مضائقہ نہین رکھتا بلکہ جس طرح سے
کہ عورات موافق گمان معترض پھرتی ہین یعنی اس طریقہ سے کہ خود تو مردون کی
صورتین دیکھین اور مرد اونکے صورت بوجہ پردہ چادر و برقع کے نہ دیکھین
سو اسکی حرمت اہلسنت مین ثابت نہین کیونکہ بی بی عائشہ نے حبشیے
لوگون کا ناچ ملاحظہ فرمایا اور حبشے مرد اجنبی سے تھے بلکہ خود پیغمبر نے دکھایا
جیسا کچھ بیان ہوا اور خود شاہ عبد العزیز صاحب اس موقعہ تحفہ مین
فرماتے ہین نیز تحریم نظر کردن بمردان اجنبی کہ عورت شان مکشوف نباشد

تا نبوز نیم در شریعت بالاجماع ثابت نیست اختلاف است انتہی اور جب
بالاجماع ثابت نہین اختلاف ہے تو اوّل اہلسنت اپنا اختلاف رفع کرلین
اور مجوزین کو ضعیف اور مبطل حق ٹہرالین بعد اسکے عورات عوام شیعہ پر
اعتراض کرین تیسرے یہ کہ اگر بنابر کثرت حزن اگر کسی سے ایسا ظہور مین آوے
تو معترض تحریر الشہادتین کی روایت کو دیکہے جسمین لکہا ہے کہ جناب ام سلمہؓ
اور تمام اہل مدینہ جز والیسی اہلبیت عاسنکر شہر سے باہر آی اور بعد گریہ و بکا کے
متوجہ روضہ رسالتمآب کے ہوی چوتہے یہ کہ پردہ کا مسئلہ جو آج اہلسنت اظہار
کرتے ہین حضرت عائشہ صدیقہ کے نزدیک قابل اعتقاد نہ تہا کیونکہ حین حیات
رسالتمآب مین تو ناچ حبشیون کا دیکہا اور بعد وفات حضرت صہ جنگ جمل مین
ہزارہا لوگون کے مجمع مین شریک ہوکر ہنگامہ قتال و جدال سرگرم کیا پانچوین
یہ طعن بعینہ اہلسنت کی عورات کی طرف پہرتا ہے جو پیرون کے صحبت پاتی ہین
اور پیرون کے قبرونکی مجاور بنی رہتی ہین فالجواب ساتوان اعتراض
یہ ہے کہ محرم کی دسوین فاقہ کرنا شیعونکے ہان کسو جہ سے ہے حالانکہ اس روز
روزہ رکہنا سنت ہے۔ پس پیروان دین مبین و تابعان شرع متین پر
مخفی و محتجب نہی کہ جسوقت تتبع اخبار و تفحص احادیث کیا جاتا ہے تو دربارہ
صوم عاشورا معلوم ہوتا ہے کہ اکثر حدیثین روزہ روز عاشورا کے منع ہونے پر
دلالت کرتے ہین اسیوجہ سے پیروان ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین
اسکے روزہ کامل اور مسنون ہونے مین کلام رکہتے ہین ہان بعض احادیث
سے استحباب بہی معلوم ہوتا ہے جنکے باعث سے اوسکے منع اجماعی مین
اختلاف واقع ہوا چنانچہ وہ لوگ جو اکثر احادیث یعنے منع روزہ روز

عاشورا پر عمل کرتے ہین اول تو اون بعض حدیثون کے نسبت جنمین آیا ہے کہ روزہ عاشورا مستحب ہے کہتے ہین روز دہم محرم کا حکم تو منع کا آچکا اوس عاشورا سے مراد نہم محرم ہے جیسا کہ شیخ جلال الدین سیوطی نے بہی جامع صغیر ابن عباس سے روایت کی ہی اور یہ بہی کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے کہ عاشورا یوم التاسع یعنے عاشورا نوین محرم کی ہے انتہے اور مناوی نے فیض القدیر شرح جامع صغیر مین لکہا ہے وقیل ہو یوم الحادی عشر یعنے بعض کہتے ہین کہ وہ گیارہوین محرم کی ہے انتہی واذا قام الاحتمال بطل الاستدلال جب کوئی نوین کہتا ہے کوئی گیارہوین اور کوئی دسوین — اور دسوین کے منع صوم پر اکثر احادیث وارد ہو چکی ہین لہذا اسکا ترک بنا بر اکثر اولی سمجہا گیا — دوسری یہ کہ امر دائر ہے درمیان تحریم و استحباب کے اور ظاہر ہے کہ ترک مستحب مین اتنی عقوبت نہین جتنی کہ فعل حرام کے کرنے مین عقوبت و معصیت ہے — پس اولے واحوط عند الشیعہ ترک صوم یوم عاشورا یعنے دہم محرم ہے تیسری یہ کہ جمع بین الاخبار کے لئے بعض علما نے اور صورت نکالی ہے اور وہ یہ ہے کہ احادیث منع مین صوم سے مراد صوم کامل مع نیت ہو اور احادیث استحباب مین صوم ناقص بے نیت — اور معنے لغوی سے صوم اس مراد لینے مین بہی خارج نہین ہوتا — اور یہی مراد فاقہ سے ہے چوتہے یہ کہ بنا بر ارشاد معصوم صلوات اللہ الملک القیوم علیہ و علے آبائہ اس روز کا پورا روزہ نہ رکہنا اولی ہے چنانچہ اہل تشیع مین شیخ ابو جعفر طوسی نے کتاب مصباح مین عبد اللہ بن سنان سے روایت کی ہے — قال دخلت علی ابی عبد اللہ علیہ السلام فی یوم عاشورا فالفیتہ کاسف اللون ظاہر الحزن ودموعہ تنحدر من عینیہ کاللؤلؤ المتساقط فقلت یا ابن رسول اللہ مم بکائک لا ابکی اللہ عینیک فقال لی او فی غفلۃ انت اما علمت ان الحسین بن علی اصیب فی مثل ہذا الیوم فقلت یا سیدی فما قولک

فی صومہ فقال علیہ السلام صمہ من غیر تبئیت وافطرہ من غیر تشمیت ولا تجعلہ
یوم صوم کملا ولیکن افطارک بعد العصر ساعۃ علی شربۃ من ماء فانہ فی
ذلک الوقت من ذلک الیوم تجلت الہیجاء عن آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وانکشف الملحمۃ عنہم ۔ پانچوین یہ کہ وجہ فاقہ کے اون لوگون مین جو اسکے قائل
ہین اسی حدیث سے ظاہر ہے اور وہ یہ ہے کہ جب جگر گوشہ رسول خدا خامس
آل عبا جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا مع یار وانصار اسدن کے سے وعین
بھوک پیاس سے رنج ومحن وظلم وستم مین گرفتار ہے لہذا اونکے پیرو کو بہی لازم ہے
کہ اونکی پیروی مین گرسنگی وتشنگی اختیار کرے علاوہ اسکے امور مسنونہ کے ترک مین کچہ
اتنی خرابی نہین جتنی کہ ارتکاب حرام مین ۔ بر سبیل تنزل کہتے ہین کہ شیعہ ترک
سنت کے مرتکب ہین لیکن اہلسنت بجائے گرسنگی وتشنگی وحزن والم روز عاشورا
کو مسرور وفرحان ہوتے ہین اور بجائے گریہ وزاری کے عید کرکے کوفیان
بیحیا وشامیان پر جفا کی ارواح خبیثہ کو مسرور کرتے ہین اور عید کی اجازت
شیخ عبد القادر جیلانی وغیرہ اپنی غنیہ مین فرماتے ہین ۔ آٹھوان اعتراض
یہ ہے کہ امام باڑہ کی تعظیم شیعہ کس وجہ سے کرتے ہین حالانکہ اوسمین سوائے
اینٹ اور مٹی کے کچہ نہین ہے اور اپنی ہی بنائی ہوئی شئے ہے ۔ پس
مخفی نرہے کہ پہلے بیان ہو چکا کہ ان چیزونکی تعظیم صرف منسوب الیہ کی معظم
ہونے سے کیجاتی ہے عام اسسے کہ وہ شئے خود دیندار کی ہو یا کسی اور نے
بنایا ہو اور ظاہر ہے کہ امام باڑہ مقام گریہ وبکا وتذکرہ احوال شجاعت
و مصیبت خاصان خدا از ائمہ و انبیا ہے اور جب کہ حسب تصریح اہلسنت
مینار پل وسڑک وچاہ جنسے دنیاوی فائدہ حاصل ہوتا ہے سنت ہے

اعتراض ۸

تو بنیاد امام باڑہ جسسے فوائد دینی صد ہا طرح کے متصور ہین بدرجہ اولے
سنت ہوگا۔ اجتماع مومنین جو حسب روایات سابقہ نزول رحمت کا ہے
اور تذکرۂ تفسیر و احادیث جو باعث اکتساب حسنات ہے امام باڑہ سے
سراسر ہے کوئی چیز شریعت مین ایسی نہین پائی جاتی جسسے بناء امام باڑہ
ممنوع ہو اور اگر اہلسنت بدعت ہونیکا اسکے دعوی کرین اور کہین کہ عہد
رسالت پناہ مین یہ نہ تھا تو مین کہتا ہون کہ بہت ایسی چیزین ہین کہ زمان
رسالت مآب مین نہ تہین جیسے مدرسے پل سڑک چاہ وغیرہ
اور وہ اہلسنت کے نزدیک گو بدعت ہین مگر سنت اور اونکے کرنیسے
امید ثواب واثق ہے جیساکہ کتب معتمدہ اہلسنت سے ثابت ہو اپس امام باڑہ
کا بنانا ہی لااقل مباح ٹہریگا بلکہ نہ سنت کہ ممنوع اور غور کرنا چاہئے کہ امام باڑہ
مقدمہ گریہ کا ہے اور اسیوجہ سے اسکی بنا کا مستحسن ہونا ظاہر ہے
اور انہین وجوہ سے اسکی تعظیم لازم سمجہی جاتی ہے اور سوا اسکے خود علماء
اہلسنت نے تعظیم امام باڑہ واجب بتائی ہے چنانچہ حکیم سلامت علی بنارسی
ولد شیخ محمد عجیب معروف بخداعت خان جو اہلسنت کے نزدیک معتمد ہین
اور مولوی حیدر علی صاحب منتہی الکلام جنکو بار بار حکیم مخدوم لکھتے ہین اور مستند
بتاتے ہین اپنی کتاب تبصرۃ الایمان مین فرماتے ہین شک نیست کہ امام باڑہ
و نقل تعزیت شریف بعد مرتب شدن واجب التعظیم است انتہے اس بیان سے
واجب التعظیم ہونا امام باڑہ و تعزیہ کا ظاہر ہے پس اہلسنت پر واجب و
لازم ہے کہ امام باڑہ اور تعزیہ کی تعظیم مین کسیطرح کمی نکرین ورنہ ترک
ثواب مین حسب افادہ اپنے علماء معتمدین کے گرفتار جرائم و عصیان نافرمانی

شریعت نبی آخر الزمان ہونگے سے بر رسولان بلاغ باشد وبس دلوان
اعتراض یہ ہے کہ ایام محرم مین وقت ماتم وغیرہ شیعہ خاک اوڑاتے ہین
اور بہوسہ وغیرہ اوڑانیکا رواج رکہتے ہین عندالشرع یہ کیسا ہے سو اسکا
جواب یہ ہے کہ خاک وغیرہ اوڑانا دو حال سے خالی نہین یا عین رقت وزاری مین
بسبب فرط الم ایسا فعل کرین یا عمدا بغیر رنج والم خواہ مخواہ اسکا ارتکاب ہو
اگر دوسری صورت کہین پائی جاوے تو یہ فعل کسے خواص کا شیعہ سے
ہرگز نہ ہوگا عوام کا اعتبار نہین اور اگر پہلے صورت ہے تو وہ جائز ہے
بلکہ حسب روایات معتمدہ اہلسنت مسنون اول تو یہ کہ خود رسالت مآب
صلعم کو دیکہا گیا کہ غم حسین علیہ السلام مین سر و ریش مبارک حضرت پر
خاک پڑی ہوئی تہی چنانچہ باب اول کے فصل اول مین صواعق محرقہ ابن
حجر مکی وسر الشہادتین مولوی عبدالعزیز دہلوی ومدارج النبوۃ شیخ عبد
الحق محدث دہلوی واسعاف الراغبین علامہ محمد صبان سے یہ وضاحت ثابت
ہوا کہ ام سلمہ اور ابن عباس نے خواب مین دیکہا کہ جناب رسالت پناہ کے
سر و ریش مبارک پر خاک ہے اور ہاتہ مین ایک شیشہ پر از خون ہے بہلا جب
رسالت مآب خاک اوڑائین اور فرط الم مین ریش مبارک گرد آلود ہو
پہر امت محمدی کا سر اور اونکی ڈاڑہی کیا اوسسے بہی زیادہ ہے اسی روایت
سے سنت ہونا اس فعل کا واضح ولائح ہے دوسری روایت ایسی ہے
جسکو اہلسنت ضرور ہے مانینگے چاہئے پہلے مین توجیہ و تاویل کرین
اور وہ یہ ہے کہ ابن عبد البر نے کتاب استیعاب مین ترجمہ حفصہ
دختر عمر کے درمیان لکہا ہے عن عقبۃ بن عامر قال لما طلق رسول اللہ صلعم

حفصة بن عمر فبلغ ذلک عمر فحثی علی راسه التراب یعنی عقبہ بن عامر سے روایت ہے
کہ جب رسول خدا نے حفصہ دختر عمر کو طلاق دی تو یہ خبر عمر کو پہونچی پس اپنے سر پر
خاک ڈالی انتہے ای اہلسنت صاحبان جب عمر صاحب نے بیٹی کے طلاق
ستمگر سر مین خاک ڈالی تو مصیبت کبری اور داہیہ عظمی نمونہ قیامت کے
خبر سننے سے کیون سر کوبی اور ماتم اور خاک اڑانا جائز نہ ہوگا حفصہ کے
طلاق بہتر کی ذبح ہونیکے برابر نہ تھے افسوس فعل عمر ذرا سے خرابی کے خبر سننے
مین جائز اور فعل مومنین خبر شہادت نور دیدہ فاطمہ علیہا کے سننے سے حرام اور ممنوع
سے انصاف سے ہو گیا زمانہ خالی ہو دسوان اعتراض یہ ہے کہ علم شدہ کے
گہوارہ دلدل وغیرہ بنانا جو شیعون مین ایام محرم مین مروج ہے کیا حکم رکھتا ہے
پس واضح ہو کہ یہ سب امور جنکا اعتراض مین ذکر ہوا کسی شرع کے خلاف امور
نہین ہین اور نہ کسی نص سے حرمت وکراہت ثابت ہے ہان اباحت بلکہ منصوص
کی دلیلین شریعت سے انکے نسبت اخذ ہوتی ہین - اور یہ مقدمات گریہ و زاری مین
نقل صریح یعنے تعزیہ اور یہ امور ایک حکم رکھتے ہین اور جو دلائل کہ باب
دوم مین نقل صریح کے اثبات جواز مین گذرے اکثر اونمین سے انکی مثبت ہین
شرعًا انمین بہی نہی وارد نہین ہوئی - ومن ادعی خلافه فعلیه البیان وعلینا
التسلیم او الرد بالبرہان علاوہ اسکے ارباب تاریخ پر ہویدا ہے کہ خاص نشان
وشدی بنانیکی ہدایت تیمور بادشاہ کو باجازت امام حسین علیہ السلام
تربت حر رضی اللہ عنہ سے ہوئی ہے بلکہ اسیکے صلہ مین فتح ہند کے اوسکو
بخشی گئی - نسخہ کیفیت شاہان ہند مین ذکر تیمور مین مرقوم ہے وو درکربلا کے
بعلے مرضیہ حضرت امام حسین علیہ السلام باریاب گردید ارشاد شد

واز ہاتف غیب ندا بر آمد کہ بر تربت حضرت حر علیہ الرحمہ رفتہ تبرک بگیرد
وانچہ ارشاد شود بجا آرد حسب الامر عالی بر تربت آنحضرت رسیدہ و نشان ویک
رومال عنایت شد وحکم فرمودند کہ در ہندوستان برد واز غرہ محرم این ہر دو
نشان را ایستادہ کردہ بتاریخ دہم محرم سال بسال فاتحہ کردہ باشی فتح ہند
بتو بخشیدہ شد از آنجا مرخص گردیدہ در ہندوستان آمدہ سکہ وخطبہ بنام خود
جاری کردہ بر تخت دہلی نشست ازان روز رواج تعزیہ مشہور است انتہے
یعنے جب تیمور کربلاء معلے مین روضہ امام حسین علیہ السلام پر باریاب ہوا
تو ارشاد ہوا اور ہاتف غیب سے ندا آئی کہ حضرت حر علیہ الرحمہ کے قبر پر جاکر
تبرک لیوی اور جو کچہ وہان سے ارشاد ہووی اوسکو بجا لاوی حسب الحکم
حضرت حر کی قبر پر جب گیا تو ایک نشان اور ایک رومال وہانسے عنایت ہوا
اور حکم ہوا کہ ہندوستان مین اسکو لیجاؤ اور محرم کے پہلی تاریخ سے ان دونو
کو ایستادہ کر کے دسوین محرم ہر برسوین دن فاتحہ دلایا کرو ہندوستان کے
فتح تمکو بخشی گئی وہان سے رخصت ہوکے تیمور ہندوستان مین آیا اور سکہ
وخطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور دہلی کے تخت پر بیٹھا اسیدن سے رواج
تعزیہ کا مشہور ہے انتہے جب بتصریح مولوی خاص امام حسین علیہ السلام
نے نشان قائم کرنے اور سال بسال فاتحہ دلانیکی اجازت تیمور کو فرمائی
تو پھر کیا کلام ہے۔ گیارہوان یہ بہی اعتراض بعض اہلسنت کرتے
ہین کہ شربت کے گہڑے ماہ محرم مین تقسیم کرتے ہین اور تعزیون کے آگے
لیجاتے ہین یہ عند الشرع کہان سے جائز ہے سو معلوم کرنا چاہیے
کہ ایسے امور فی سبیل اللہ کئے جاتی ہین کوئی مانع شریعت مین کسکے

مقام پر نہیں ہے بلکہ فریقین مین حسنات خیرات و تقسیم کی روایتین موجود ہین تقسیم
شربت اور تبرک مین کوئی دلیل ممانعت نہین لاسکتا بلکہ اہلسنت مین تو بڑے بڑے
پیرون نے شربت کے گھڑے اور کوزے اپنے سرون پر لیجا کر ماہ محرم مین غربا کو تقسیم کیے
ہین۔ اخبار الاخیار شیخ عبد الحق دہلوی مین شیخ احمد محمد شیبانی کا حال یون
لکھا ہے وشیخ احمد محمد شیبانی بغایت محبت خاندان نبوت علیہم السلام
والتحیۃ موصوف بودہ بر طریقہ پیر خود گویند کہ در عشرہ عاشورا و دوازدہ روز
اول ربیع الاول جامہ نو و شستہ نپوشیدی و در لیالی این ایام خبر بجانب
نہ خفتے و در مقابر سادات معتکف شدی و ہر روز بقدر امکان بروح حضرت
رسالت و بارواح خاندان مطہر توسیع طعام میکردی و چون روز عاشورا آمدے
کوزہای نو از شربت پر کردی و بر سر خود نہادی و بدر خانہ سادات رفتے
و یتیمان و فقیران ایشان را بخورانیدی الخ جب کوئی ممانعت شرعی
نہین پائی جاتی اور صدہا برس سے یہ فعل صادر ہوا اور آج تک اونکے اس
فعل سے علما و فقہا مدح سرا ہین تو بغیر دلیل کسی کے غلط گوئی سے کیا ہو سکتا
ہے اور اگر تعزیہ کے آگے لانے پر اعتراض ہے تو یہ بھی لغو ہے تعزیہ پر کسی کے
اور نظر سے نہین لاتے محض تقسیم وغیرہ کے وجہ سے لاتے ہین اور علاوہ اسکے
کوئی وجہ ایسی نہین پائی جاتی جو ممانعت پر دلالت کرے۔ ومن ادعی
فعلیہ البیان ہد و ہذا آخر ما اردت وعلیہ التکلان ہد یازدہوان طعن اہلسنت کا
یہ بھی ہے کہ تعزیہ بنانے کے بعد توڑنا کیا معنے اور دفن کرنے سے کیا غرض
سو اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو تعزیہ کے لئے بعد ماہ محرم وغیرہ دفن کرنا
واجب و لازم نہین ہے کہ خواہ مخواہ وہ دفن کیا جاوے دوسری یہ کہ دفن

کرنیکی وجہ یہ ہی کہ تعظیم تعزیہ وغیرہ فریقین مین واجب ہے اور اکثر امتداد زمان
اور عدم احتیاطی سے اوسکی تعظیم مین خلل واقع ہوتا ہے اسوجہ سے اوس مقام کے
کہ تعظیم اوسکی نہین ہوسکتی یہ مناسب سمجہا گیا ہے کہ زیر زمین دفن کر دیا جاے
یا دریا مین ڈالدیا جاوی اور ایسے امور بنا بر پاس حرمت ایسی چیزون کے لئے
ہر دو فریق مین کئے جاتی ہین اور جن مقام پر اوسکی تعظیم و تکریم بدرجہ تمام ہوتی ہے
وہان باقی بہی رکہتے ہین اور سوائے محرم کے بہی وہ گہر یہ مین اعانت کرتا ہے اور
مجالس عزا مین رکہا جاتا ہے اور بوقت ضرورت دفن کیا جاتا ہے مگر اس دفن کو
توڑنا نہین کہتے اور نہ بہ نیت توڑنے اور شکستہ کرنے کے معاذ اللہ بے ادبی
تعزیہ شریف کی ساتہہ کیجاتی ہے اگر معترضین تحریر مولوی سلامت علی بنارسی
وغیرہ کو ملاحظہ کرین تو یقین ہے کہ پہر کوئی کلام سوء ادبی کا نسبت تعزیہ کے نہین
اور گذشتہ پر توبہ کرین اور معنے دفن اونکے کلام سے سمجہین کہ دفن کرنا اوسکا
از روے تعظیم ضروری ہے یا باقی رکہنا ہر حالت مین جسمین تعظیم نہو سکے رفتہ رفتہ
و تامل تیرہوان اعتراض بعض اہلسنت یہہ ہے کہ کرتے ہین کہ ایام
محرم ہی مین حاضری وغیرہ ہوتے اور اوسمین ظالمون پر تبرا کہنا شیعون کے
نزدیک کہانے روا ہے سوای حضرات معترضین اسکا جواب سنئے اور
اتباع الضاف سے نہ نکلئے ہر محمدی پر واجب و فرض ہے کہ جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اونکی اولاد امجاد صلوات اللہ علیہم اجمعین سے محبت
اپنے نفس سے زیادہ رکہے اور محبت کامل و خالص نہین متحقق ہوتے تا وقتیکہ اونکے
جمیع اعداسے بیزار نہو ورنہ دشمن کو دوست کے دوست رکہنا دوست کے
دوستی مین ناقص ہوتا بلکہ اوس دوست کے نزدیک دشمن بنتا ہے انہین معنو نکو

اخطب خوارزم نے اپنی کتاب مین لکھاہے اور زبان سے اوس بیزاری کا اقرار کرنا اور اونکے افعال شنیعہ کو سنکر برا کہنا مقتضائے فطرت سلیمہ وطبیعت مستقیمہ سے علاوہ اسکے اتباع کلام الہی ہے چنانچہ خداتعالی نے خود بھی اپنی اعدا پر لعنت فرمائی اور لوگون کے بھی لعنت اوسکے ساتھ شریک کی جگہہ قران مین ایسا فرمایا ہے اور لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والنّاس اجمعین اسکا مثبت ہے۔ اور ماہ محرم جسمین ظلم ظالمان اور شقاوت حاسدان خاندان نبوت بیان کیجاتی ہی تو ہر محب کو اون ملاعنہ سے جو ظالم اور غاصب حق تھے بوجہ اتحاد شعلہ عداوت اوٹھتا ہے جسکی وجہ سے بی اختیار و یا اختیار لعن وطعن اونکے نسبت ہر شخص کے زبان سے نکلتا ہے اور اسکے تخصیص کچہہ شیعہ ہی پر نہین جو منصف ومحب اہلبیت سنی ہو یا شیعہ اسطرحکے ظلم وستم جو خاندان عصمت وطہارت پر گذرے سنے گا بے اختیار لعن وتبرا کریگا بہت کچہہ کلمات اونکے نسبت کہنی پر مستعد ہوگا۔ اسمین کچہہ تخصیص کوفیان بیحیا وحاضرین معرکہ کربلا کے نہین ہے کیونکہ کاخ ظلم کے بانی تو عہد آنحضرت مین ہی ہوئے اور الکفر ملۃ واحدۃ پس سب پر تبرا کہا جاتا ہے بلکہ اعداء اہلبیت پر لعن کہنا اور اونسے بیزار ہونا جزو ایمان ہے اور بغیر اسکے ایمان حاصل نہین ہوتا اور کیونکر مومنیت ہوسکے گی جبکہ ایک وقت تو محمد رسول اللہ کو حق سمجھی اور دوسری وقت مسیلمہ کذاب کی رسالت پر ایمان لاوی جو ایسا کریگا اوسکا ایمان بلکہ اسلام کیجاسے گئے دو نو جہان سے وائی ستم نہ ادہر کے ہوئے نہ اودہر کے ہوئے۔ باقی رہا یہ امر کہ آیا وات اظہار بیزاری کرنا چاہئے یا آہستہ سوجب احادیث متواترہ سے یہ امر ثابت ہی تو اسکی کسی صورت مین سے کہنے کی ممانعت نہین ہان جہان خوف ہے وہان دشمن اہلبیت کو کیا دشمن خدا ودشمن

رسول کو برا نہیں کہہ سکتے اور ایسا ہی کلام ایزدی و لا تسبوا الذین سے مستفاد ہوتا ہے
احادیث بھی اسی جانب اشارہ کرتی ہین ۔ خاتمہ ہزاران ہزار شکر پروردگار
کہ جس امر کا ارادہ کیا تھا وہ گو باجمال ہو کر پورا ہو گیا یہ تو نہین کہہ سکتا کہ جملہ
اعتراض جو بابت عزاداری اہلسنت وغیرہ کرتے ہین سب اسطرح مندرج ہین کہ ایک
بھی باقی نرہے کیونکہ حصر ممکن نہین مگر ہان یہ ہے کہ اگر ان ناظران سب مقاماتکو
دیکھہ لیگا تو اونسی اکثر کا دفع اخذ کر سکتا ہے کہین روایات مین اگر بنا بر مزید توثیق
روایت کسی راوی کے توثیق کی ضرورت ہوئی ہے وہ بھی مینی باختصار بعض
کتب علماء اعلام مثل استقصاء الافحام وغیرہ سے درج تحریر کردی ہے اور روا
یات کو حتے الامکان بصحت تمام وبحوالہ کامل مثل جلد و باب و فصل بلکہ اکثر مقام پر
بقید صفحہ لکھا ہے تاکہ دیکھتے وقت اہل [illegible] مین دقت واقع نہو بعض
رسالون مثل ازاحة الغی و درة التحقیق و [illegible] وغیرہ کے تالیف اس
رسالہ کے اتمام مین تعویق ہو گئی مگر پھر بہت جلد تسوید سے تبییض مین آیا گیا عجب ہے
جو ہدیہ مومنین ہوا اور شائع ہو کر اپنی وضع کی نسبت غائی ظاہر کری مقبول طباع ہو
مومنین پر لازم ہے کہ ہر شخص کے دل چسپ تحریر یا متقضے اور سمجھ دیکھکر اوسپر طعن
نہ لاوین بلکہ اوسکی سقم اور توثیق کے جانب دل نظر کرین اگر خود وہ مسئلہ حل نہو سکے
تو علماء اعلام کے جانب رجوع کرین قرآن مین ہے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم
لا تعلمون ۔ اگر تم نہین جانتے تو اہل ذکر سے دریافت کر لو ورنہ بغیر تحقیق و تفتیش
کسی امر کو ماننا ہلاکت مین ڈالدیتا ہے ۔ اہلسنت وغیرہ سے فی زمانا ایسے
رسالے شائع ہوئے ہین کہ جنمین اہلحق کے نسبت بڑے بڑے بہتان ہین اور
اگرچہ علماء شیعہ نے ہر ایک وقت مین اونکا ابطال باوجوہ تفصیلی والزامی کیا ہے

مگر عام مومنین تک انکا شائع ہونا اکثر رہ جاتا ہے لہذا وہو کا پڑتا ہے اور شیطان
جو انسان کے لئے دشمن ایمانی ہے ہر وقت اپنی کارروائی سے خالی نہین ہوتا کچھ نہ
کچھ وسوسہ ڈالدیتا ہے علماء و مجتہدین کے جانب ہر مسئلہ مین عند الضرورت
رجوع کرین اور جواب باصواب حاصل کر کے آپ ہی مستفیض ہون اور لوگونمین
بھی شائع کر کے ثواب بحساب پاوین اور اس رسالہ کو بھی پڑھے لکھی لوگ
پڑہکر اورون کو سناوین اور اگر کوئی بات پسند آوی تو مصنف کو دعاء خیر سے
محروم نہ رکھین کیونکہ میرے پاس سوائی دعاء مومنین و مدد ختم المرسلین اور کوئی
وسیلہ مغفرت نہین ۔ وہذا آخر ما اردنا ایراده فی ذلک الکتاب بعون اللہ
الوہاب و قد فرغ من تنمیقہ متشتت الاحوال متوزع البال لحسن توفیق اللہ
المتعال فی یوم الاربعاء السادس و العشرین من شہر الشوال سنہ ثمان و تسعین ۱۲۹۸
بعد الالف و مائتین من الہجرۃ النبویۃ علی ہاجرہا آلاف التسلیم و التحیۃ

قطعہ تاریخ از مصنف رح مصقول عفی اللہ جرائمہ بحرمۃ الرسول و ابنی البتول علیہ السلام ۔ بابت سنہ ۱۲۹۸ھ

رح مصقول بہر منکر دین	شد مکمل باحسن ترتیب
زان کلامیکہ گفت نیم زبان	قلب دشمن شدہ دو نیم عجیب
طعن او دفع شد بطعن سنان	از کلام رشیق و نیک مصیب
زخم دلہای ریش اعدا را	غیر اقبال طعن نیست طبیب
شکر ایزد ہزار لاکھ ا لحق	فتح و نصرت شدہ نصیب مجیب
بعد تنقیض بہر تاریخش	چون ز نخدان بجیب بردہ کنیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لطف بسم بیان / بی تفکر بگو عجیب الغریب ۱۲۹۸

قطعۂ تاریخ از ذکی متین شاعر دین پناہ جناب سید حسین بسمل رئیس کتھوڑہ ضلع مظفرنگر

ناصر دین و عالم و عاقل / شیخ سجاد فاضل و عاقل

آن اولوالعزم از دلائل عقل / کرد دعوے مدعے باطل

از کلامش بغایت آگاہی / اہل اسلام را شدہ حاصل

وز دلیلش تمام اہل خلاف / باز مانند مثل خر در گل

ختم شد چونکہ این رسالۂ پاک / از عنایات داور عادل

داد بسمل نشان تاریخش / در جواز ضریح پاک بدل ۱۲۹۸

ولہ اخرے

چونکہ سجاد این رسالہ گفت / بہر یا بیر گزیدہ دارین

از عقول و نقول ثابت کرد / ساختن تعزیہ شہ کونین

خاک انداز شد بچشم خلاف / این مضامین خاص عین العین

ہاتف غیب سالش از بسمل / گفت جای قیام داغ حسین

۱۲۹۸ھ

تمام شد

بتاریخ چھبیسوین ۲۶ ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۲۹۹ ہجری و سنہ ۱۰۴۴ مہدوی ۴ مطابق ۱۳ ماہ اگست سنہ ۱۸۸۲ء روز شنبہ بمقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیرگنج باہتمام کمترین دعاگوے مومنین سید عابد علی مہتمم و مالک

مطبع اثنا عشری کے طبع ہوا
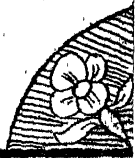
اعلان

الحمد للہ والمنہ کہ اندنون بفضل حاکم حقیقی رسالہ ہذا خاص واسطے مومنین
مذہب شیعہ کے مطبع مین طبع ہوکر شایع ہوا اور واضح ہو کہ اس مطبع مین
علاوہ کتب مذہب شیعہ وغیرہ ہر قسم کے قانون دیوانی و فوجداری و مال
موجود ہین جن صاحبون کو ضرورت ہو بذریعہ خط پیڈ بعد دریافت
راقم سے طلب فرماوین اور نیز ہر قسم کے کاغذات مثل پٹہ قبولیت
خسرہ جمع بندی روزنامچہ وغیرہ بھی اس مطبع مین بہ کفایت (دوسری جگہ
سے) مل سکتے ہین اور ہر قسم کے کتب عربی و فارسی و اردو
براے فروخت دکان مطبع ہذا مین بمقام محلہ وزیر گنج موجود ہین
علاوہ برین اشیاء ساخت لکھنؤ وغیرہ بھی جملہ اقسام کے اس
مطبع سے حسب طلب روانہ ہو سکتے ہین اور اوس مین
فیس فی روپیہ ۱ر لیا جاتا ہے جن صاحبون کو ضرورت
ہوا کرے بارسال منی آرڈر طلب فرماوین

ع برسولان بلاغ باشد و بس

العبد

سید عابد علی مہتمم و مالک
مطبع دوکاندار محلہ
وزیر گنج شہر
لکھنؤ

فہرست ابواب رمح مصقول